اس کتاب میں سخت کلامی نہیں کی گئی اور ذکر اسامی خلفاء و علما میں آداب ملحوظ ہا مگر مطابق قانون
اعلان کیا جاتا ہے کہ کتاب مذہب شیعہ کی ہے جواب کتاب اہلسنت حضرات اہلسنت اسکو ملاحظہ نکریں ۔

وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

حصہ اول

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

ذو الفقار حیدر

تصحیح و نظر ثانی حضرت مولف علام جناب مولانا الحکیم
السید علی اظہر صاحب ابن علامۂ زمن مولانا السید حسن دام ظلہما
رئیس کھجوہ ضلع چھپرہ بتاریخ ۲۳ ماہ صفر سنہ ۱۳۱۲ھ بمقام لکھنؤ

عشرے ہتمام مالک رشید
در مطبع اثنا عشریہ با سعی عالی مطبع حلیۂ طبع یو

فانتقمنا منهم فانظر كيف كان عاقبة المكذبين

بعون خالق اکبر و یمن پیغمبر و آلہ الاطہر علیہم السلام ما اضاء الشمس و استنار القمر
و عام ہمہ و حمام ہد کتاب مستطاب قاطع مکاید اہل شر قالع عقاید اذناب ضحی بحقانیت وہو الۃ

مسمّٰی بہ

سیف اللہ الاکبر علی مغرور ذی الضرب المنکر

ملقب بہ

ذوالفقار حیدر

۱۳۱۱ھ

از تصنیفات علم علامہ فاضل فہامہ کاسر اعناق منکری الامامۃ مرغم اناف المنحرفین عن طریق الاستقامۃ و
حاوۃ السلامۃ الحایز لقصبات السبق فی میدان البرہان بفرسان العلم والعرفان الفایز بما اشتہر
من ان العلم علمان علم الابدان و علم الادیان المدخر من الکمال بالحظ الاوفر ذو الشرف
الابہر و المجد الازہر مولانا الحکیم السید علی اظہر ایدہ اللہ
وابقاہ و مشکل شر دقاہ

۵

مع رسالہ ارغام اللئیم و ابحاث امر القسیم برحاشیہ

بمقام لکھنؤ در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی حلیۂ طبع پوشید

بلقیاہ صلوۃ متواترۃ متوافرۃ متظافرۃ وسلاما متتابعا متوالیا متکاثرا لا یدرک مبتدئہا ولا یعلم منتہا بعد دما احاط بہ علمہ واحصاہ اما بعد پس کہتا ہے بندہ افقر الی رحمۃ اللہ الاکبر السید علی اظہر بن العالم الجلیل المؤتمن مولانا السید حسن بن علی ادام اللہ ظلہ العالی ماہ امت الایام واللیالی وحشرنا فی زمرۃ موالی محمد وعلی وعترتہما علیہم الصلوۃ والسلام من اللہ العلی کو یہ رسالہ ہے مسمی بہ سیف اللہ الاکبر علی مفرق ذی الضرب المنکر تردید مین رسالۂ منکرہ مسمے بالضرب المنکر کے جسکو لکھا ہے بعض اہل خلاف ودادا انصاف نے بہوس جواب میرے رسالہ مسمی بالفاروق الاکبر کے کہ جواب مین ایک تحریر قصیر وتقریر پرتزویر ناصب معنوی صوری مولوی محمد فاروق فاروقی فیروزپوری کی ہے چونکہ اُسنے اُس تحریر مین وجود ذیجود حضرت خلیفۃ الرحمن حجۃ اللہ المنان علی الانس والجان صاحب الامر والزمان جناب مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ بحق جدہ المحمود وابیہ المسعود علیہم الصلوۃ والسلام من اللہ الودود الی یوم الورود ویوم الشہود کا انکار صریح کیا تھا نہ فقط خلافا للشیعہ بلکہ خلافا لکمل اولیائہ محی الدین العربی و عبد الوہاب الشعراوی وغیرہما کما سیاتی وبتوجیہ غیر وجیہ وتوجیہ سخیفہ وتاویل علیل وتشکیک رکیک باوجود ثبوت واستدلال واستناد بمفاد حدیث متواتر متفق علیہ قوی الاسناد من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ کے امام زمان کا منکر اور سفینۂ نوح سے متخلف ہو کر بمصداق الغریق یتشبث بکل حشیش بسبیل شک وارتیاب بانہال اضطرار واضطراب کبھی سورہ قرآن کبھی خلفا کو امام زمانہ بتایا اور عوام کالانعام کے تحویلیت

کے لیئے دام مکر بچھایا تھا لہذا فقیر نے سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین بہ تردید ابطال
اُسکے ایک رسالہ لکھا و بغرض استیناس و رفع استیحاش و دفع
وسواس و مناسبت تامہ و رعایت عامہ نام اُس رسالہ عجالہ کا

الفاروق الاکبر بین عارف امام آخر الزمان والجاہل المنکر

رکھا تھا چنانچہ بوجہ متانت و رزانت و حصانت و ترک طعن و تشنیع و کلمات
اہانت وہ ایسا مقبول انام و مطبوع خاص و عام ہوا کہ خود مجیب مذکور ہمنام
رسالہ مسطور نے باوصف صحت ذات و سلامتی حواس و الاشتراک فی الاسم
والنسب للاوفق الالفاظ المشہور علی لسان العرب کے عدل تقدیری فاروقی کو
کام فرمایا اور السکوت کالرضا کو دلیل مقبولیت بتایا ہرچند سائل ذی نورعی
شیعی ایدہ اللہ القوی نے بغرض اتمام حجت اُسکے جواب الجواب کا مطالبہ
کیا مگر مجیب مذکور بطائف الحیل عذر تلف و ضایع ہونے رسالہ
مذکور کے پردے مین روپوش ہو گیا کہ زمانہ طوال زیادہ از دوازدہ سال
اسکو گذرا تا آنکہ اس سال کہ سنہ ۱۳۰۵ ہجری ہے زبانی بعض اخوان
الصفاء اہل الوفا حماہ اللہ و کفی معلوم ہوا کہ وہ رسالہ فاروق جو بمنزلہ
تریاق فاروقی تھا بعض منکرین امام مبین کے لیئے تیزاب فاروقی ہو گیا
اور وہ فادزہر بمصداق کما المتان فی الاضداف در اہ و فی فد
لا فاعی صار سما ہ بعض مخالفین کے حق مین ایسا سم امر بلکہ مین
ہلاہل اثر ہوا کہ مختل الحواس ہو کر برودت کو حرارت اور حلاوت کو
مرارت اور محبت کو عداوت اور لینت کو خشونت اور رفق کو شدت
سمجھا چنانچہ اُسی حالت دگرگونی مین امادہ اطفاء نور حق و اخفاء صدق
مطابق ہوا اور مادہ کسب حرفہ ذمیمہ حسب عادت قدیمہ طائفہ لئیمہ و متاع کاسد

وجیفہ فاسد تحفہ اثنا عشریہ مسترقہ کالاے بد کابلی کو جمع کر کے بکمال بغض و اعتساف و حسد جواب رسالہ فاروق کا نہایت شد و مد و غایت جد و کد سے لکھا اور براہ نصب و عناد و حقد نام اُسکا الضرب المنکر علی فرق الاظہر رکھا کہ غلظت و فظاظت کا نمونہ اور شہاب ثاقب طعن و ملامت کا نشانہ ہے آیہ کریمہ ان انکر الاصوات لصوت الحمیر ۵ جسکی شان کے مطابق اور حکم محکم انھم لیقولون منکرا من القول و زورا جسکی منکریت و تزویر کی مصدق ہے پس ازانجا کہ اس حجری و سینہ زوری و مال مردہ دہلوی و کابلی کے ناحق خوری پر سفہا کا فخر و مباہات و عوام کا التفات و ابتہاج و نشاط مثل کیف ورق النشاط حد سر در سے متجاوز ہو کر بسر حد اختلاط و خبط و اختباط پہونچا اور باوجود تعدد و تکثر اجوبہ حقہ تحفہ مسترقہ کی جو اصل و بنیاد کلی بغض و عناد و خمیر مایہ ہر جور و فساد کا ہے عوعو و غوغوا انکا فرد نہوا ناچار مداوا انکا بتلاشہ انکا واجب قرار پایا اور اشتیاق قلبی نے جو مدت سے واسطے تحریر جواب تحفہ کے زبان اُردو میں دلگزین تھا اپنا اثر دکھایا کہ مولف ضرب منکر نے تحفہ کو ایسا چورا یا ہے کہ بنا بر عقائد فاسدہ اُسکے مصداق ع من زقرآن مغز را برداشتم بنگیا ہی پس اسکی تردید گویا تحفہ کی تردید ہے اور کل جدید لذیذ کا لطف بران مزید ہے لہذا فقیر نے محض بنظر امتثال امر ربانی کونوا انصار اللہ الخ و تعمیل حکم نبوی اذا ظہرا لبدع فلیظہر العالم علمہ الخ و بالحاح و اصرار اکثر برادران ایمانی و اخلاء روحانی مجبور ہو کر اور واجب و لازم جانکر صرف بغرض نصرت دین و حمایت شرع متین و رعایت ضعفاء مؤمنین و ہدایت عامہ مسلمین و ازاحۂ مکاید مخالفین و ازالہ مفاسد معاندین باقامۃ دلائل و براہین

باوجود کثرت اشتغال و اشتغال بال و تشتت احوال بکمال استعجال بسبیل ارتجال
اس جواب باصواب کو تحریر کیا اور مخاطب نامی بلکہ عامی کی سخت کلامیوں کے
جواب دینے کو جو حد سے بڑھے اور کفش دوز کے بھی سر چڑھے ہوے تھے محض
فضول و طریقہ ظلوم و جہول خلاف شرافت و آدمیت موافق سبعیت
و بہیمیت سمجھکر طریقہ انبیا و اوصیا پر سلوک قولا لہ قولا لینا کا مدنظر رکھا
تا اہل خلاف بھی اگر بنظر انصاف اس کتاب کو دیکھین امید ہی کہ پروردگار
عالم کیسکو انمین توفیق رفیق سے اپنے رحیق تحقیق پلاے اور سواء الطریق
حق کیطرف ہدایت فرمائے ولو کان الحق مرا اذ لعل اللہ یحدث
بعد ذلک امرا اور ہرچند مخاطب نے اکثر میرے الفاظ و عبارات
صحیحہ کو بوجہ قلمی ہونے رسالہ مذکورہ کے خود تحریف و تصحیف کرکے
گنجائش اعتراضات و نمائش تمسخرات کیا ہے مثل اسکے کہ الحمد للہ کو
الحمد اللہ اور رحید کو چید اور پر کو بر بناکر اسیر اعتراضات لاطائل سے
لیاقت علمی کو اپنے دکھایا اور حجم رسالہ کو بیفائدہ بڑھایا ہے لیکن میٔنے
غیر اغراض دینی سے اعراض و اعتراض لاطائل سے احتراز اولے
و انسب معلوم کیا مگر جہان پر اعلان فساد اعتقاد یا اظہار کذب مخاطب
یا تنبیہ بخطا یا معارضہ جواب ضروری ہوا البتہ وہان پر بیان امر واقعی مین
مجبور و معذور رہا جیسا کہ منصف مزاجون پر راستی اس کلام کی بخوبی
ظاہر ہوگی و ازینجاست کہ جبکہ مخاطب نے خطبہ کو طول دیا اور اسمین اکثر عقائد
فاسدہ و باطلہ کو فضول ذکر کیا اور بیجا آیات و احادیث کو بلا ربط بھی
بھر دیا جس سے بزعم ناقص اسکے مذہب باطل کی حقیت اور خود بدولت
کی عالمیت و قرآن و احادیث سے واقفیت کا عوام کے دلونمین کچھ ابہام ہو

پس لابد ہوا کہ ان عقاید باطلہ کے حسب عادت قدیمہ اہل حق مخالف ہی کی
کتابوں سے تردید کیجاوے اور بہمہ حریف بخوبی کھولدیا جاوے تا عوام
وجہال بظاہر آیتہ و روایتہ کو دیکھکر کید کیا وسی صید صیاد نہوں وعلے
اللہ نصر المومنین وہو الموفق والمعین **قال المخاطب**
المنکر لامام المسلمین جاحد الحق بعد ما اتاہ الیقین
المندرج تحت قولہ تعالی لا یومنون بہ وقد خلت سنۃ
الاولین المسمی بقسیم الدین بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ
الذی لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر خالق کل شئے وہو
علے کل شئ قدیر الذی جعل طاعتہ واجبۃ علی العباد
فقال فی کتابہ المجید وما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون
ولم یجب علیہ شئ فقال عز من قائل لا یسئل عما یفعل وہم
یسئلون وہو الذی ہدانا الصراط المستقیم صراط الذین
انعم علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
ونجانا من النصب والرفض والتشبیہ والتعطیل والاعتزال
والارجاء والجبر والقدر وغیرہا من البطالات بلطفہ
العمیم وفضلہ المتین وہو الذی ارسل الینا رسلا مبشرین
ومنذرین وجعلہم ائمۃ یہدون وانزل علیہم الکتب
ہدی للمتقین المستعدین للوصول الی منازل
الیقین لعل الامم بہا یہتدون وخص من بین الرسل
الکرام والانبیاء العظام حبیبہ ورسولہ الذی لولاہ

لم تخرج الدنيا من العدم من هو نوره مظهر انوار التجليات و منبع اسرار الخفيات وبه اظهر الله العالم وجعله لحلقة النبوة والرسالة الخاتم وشهد عليه بانه خاتم النبين و رحمة للعالمين وشفيع للمذنبين وسيد ولد ادم اجمعين وجعل امته خير امم الماضين ووعد اصحابه الكرام خصوصا منهم الخلفاء الراشدين بالاستخلاف في الارض بعد النبي الكريم وتمكينهم على الدين المرضى القويم و تبديل خوف من الامن فان يعبدن ولا يشركوا به شيئا الى يوم الدين ورضي الله عنهم ورضوا عنه ذلك الفوز المبين فانجز وعده ولا يخلف الله الميعاد فسبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه سيدنا محمد المصطفى افضل الانبيا المرسلين وحبيب رب العالمين الذى قال مثل اهلبيتي فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجى ومن تخلف عنها غرق واصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم واني تارك فيكم الثقلين ان تمسكتم بهما لن تضلوا بعدى احدهما اعظم من الاخر كتاب الله حبل الممدود من السماء الى الارض عترتى اهلبيتي ان يتفرقا حتى يردا على الحوض انظر كيف تخلفوني فيهما فبين رسول الله صلى الله عليه واله واصحابه وسلم بهذه الاحاديث الثلاثة ان الشريعة كالبحر لا يمكن عبورها بغير اتباع القران على تفسيرها التي ثبتت بالتحقيق من اصحابه العظام واهلبيته

الکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فتبین لہذا اما قال اللہ تعالی
فی شانہ العظیم بالمومنین روف رحیم وجعلہ اللہ سراجا منیرا
وانزل علیہ نورا مبینا فصار الناامامین فی کل حین واوان
وکل مکان وزمان لانہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نبی
اخر الزمان وکتابہ اخرما نزلت من الملک المنان ماجعل اللہ
ھدایتہما موقوفۃ ومقیدۃ بزمان دون زمان بل ھی الان
کما کانت من وقت البعث متزایدۃ فی کل مکان ولما کانت الھدایۃ
واحدۃ نہما الامام لا الامامان ونبینا وشفیعنا صلی اللہ علیہ
والہ واصحابہ وسلم امام الانبیاء والمرسلین فقال کنت نبیا وادم
بین الماء والطین وعلی الہ واصحابہ ھداۃ الاسلام ودعاۃ
الانام لاسیما الخلفاء الراشدین وتابعیھم وتبع تابعیھم الی
یوم الدین خصوصا منھم الاربعۃ المجتھدین الایمۃ المتقین
رضوان اللہ علیہم اجمعین وصلی اللہ علی سیدنا محمد ن النبی
الامی وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ
وسلم تسلیما کثیرا کثیرا انتھی کلامہ **اقول وبہ نستعین**
قولہ الحمد للہ الذی لیس کمثلہ شئ الخ **اقول** وبہ نستعین
صدق اللہ العظیم حیث قال تنزیلا علی الرسول الکریم
لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون
سبحان اللہ سچ فرمایا ہے اللہ تعالے نے کہ کیوں کہتے ہو جو چیز کہ نہیں
کرتے ہو غرض اس سے اظہار اس امر کا ہے کہ حضرات اہل سنت بنا بر
عرف عام عموما اور حضرت مخاطب خصوصا مصداق اسی آیہ کریمہ کے

فی الدر المنثور للسیوطی
مخاطب کو کیونکر یاد ہوگا
اور یہ جو بزرگ نصیری ناظرہ
خوانی ہے کیونکر دانستہ ہوگا
۱۲ ارغام اللئیم وابحام
الفہیم

ہین کہ قول انکا فعل کے مطابق نہین ہوتا ہے جو عین علامت نفاق ہے
جیساکہ تطبیق وتصدیق اسکی وجوہ مفصلہ ذیل سے صرف خطبہ ہی مین
ظاہر ہوجائیگی پہلے یہ کہ حمد و شکر منعم حقیقی کو یہ حضرات عقلاً واجب
نہین جانتے ہین صرف بخوف شرع زبان سے کہدیتے ہین اُس بات کو کہ
دلمین جسکے منکر ہین دوسرے اعظم نعمات الٰہیہ کا کہ وجود با برکات
حجۃ اللہ فی الارضین جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام والصلوۃ
کا ہے باوجود قیام حجت و برہان انکار و کفران کرکے شکر کرنا عین کفر
ہے تیسرے جب بحدیث متفق علیہ فریقین ہدایت منحصر تمسک ثقلین
ہے تو غیر ثقلین کے ساتھ تمسک کرنیوالے بیشک اہل ضلالت سے ہونگے
اور حمد و شکر اہل ضلالت کا مقبول نہین ہوسکتا وانما یتقبل اللہ من
المتقین چوتھے بعد الحمد للہ الذی جو ایہ لیس کمثلہ شئے کو جوڑ دیا ہے
اپنے عقاید کے خلاف کیا ہے بلکہ عیاذاً باللہ باعتقاد اساطین مخاطب
نقیض اسکے مثلہ شئی کہنا چاہیئے کیونکہ اکثر حضرات اہلسنت بلکہ اعاظم
ائمہ دین واماجد مجتہدین انکے جنکے اقوال پر انکے شریعت وآئین کا مدار
ہے مثل خاتم ائمۃ المجتہدین ابن تیمیہ وامام المحدثین بقول شاہ جی علامہ
ذہبی وامام ابن مندہ و مقاتل بن سلیمان جنکے عیال امام شافعی تھے بقول
ابن خلکان فی وفیات الاعیان اور اکثر حنابلہ جسمیت خدائے تعالے
کے قایل ہین چنانچہ غنیۃ الطالبین مین بھی ہے واما المقاتلیہ فمنسوبۃ
الی مقاتل بن سلیمان حکی عنہ انہ قال ان اللہ تعالی جسم و
انہ جثۃ علی صورۃ الانسان لحم ودم واعضاء من راس
ولسان وعنق الخ یعنے مقاتلیہ وہ لوگ ہین جنکی نسبت مقاتل بن

سلیمان کیطرف ہے کہ اُس سے منقول ہے کہ اُسنے کہا بیشک اللہ تعالی
جسم ہے اور بیشک جثہ اُسکا اوپر صورت انسان کے ہے گوشت و
خون و اعضا سر و زبان و گردن سے الخ اور کتاب ملل و نحل علامہ شہرستانی
مین ہے و مثل مضر و کہمش و احمد الہجیمی و غیرھم من اھل السنۃ
قالوا معبودھم صورۃ ذات اعضاء و ابعاض الخ یعنے مثل مضر و
کہمش و احمد ہجیمی وغیرہ کے اہلسنت سے قائل ہین کہ معبود اُنکا صورت
ہے صاحب اعضا و اجزا یہان پر شبہ نہو کہ اہلسنت مین سے
کوئی فرقہ معتزلہ وغیرہ جو اکثر بجاے سپر پیش کیا جاتا ہی قایل اسکا ہوگا
کیونکہ بتصریح صاحب بحر المذاہب وغیرہ بتحقیق علما اطلاق اہلسنت کا
فرقہ اشاعرہ و ماتریدیہ ہی پر ہوتا ہے جسمین شافعی و حنفی بھی داخل ہین
بدخول تام نہ معتزلہ وغیرہ پس اب انصاف چاہتا ہون کہ جب خداوند
عزوجل تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا بتحقیق الحضرات کی
جسم و جثہ رکھتا ہے بصورت انسان بلکہ بشکل امرد نوجوان تو ایسے
مذہب والا اگر لیس کمثلہ شئی کہے تو دو حال سے خالی نہین ہے کہ معتقد بھی
اسکا ہے یا نہین اگر معتقد ہے تو اپنے دین سے خارج ہوکر کافر ہوگا اور
اگر معتقد نہین ہے تو زمرہ یقولون بالسنتہم ما لیس فی قلوبھم مین
داخل ہوکر کافر ہوگا ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است ؎
علاوہ اسکے جب کل اہلسنت رویت خدا کے کالقمر فی لیلۃ البدر قایل ہین
اور اپنی صحاح کے مصدق ہین پس اس سے زیادہ مماثلت کیا ہوگی پھر
لیس کمثلہ شئی کہان رہا فلم تقولون علی اللہ ما لا تعلمون **پانچوین قولہ**
ہو السمیع البصیر یہان بھی درصورت اعتقاد جسمیت خدا و اثبات

ملل و نحل ... (حاشیہ) ... کتاب الملل صفحہ ... بخاری و مسلم ... صحاح ... ۱۲

چشم و گوش جملہ محظورات سابقہ در پیش ہین اور درصورت عدم اعتقاد
مذکور مذہب حق پر آئینگے جو عاقبت اندیش ہین چھٹے **قولہ** خالق کلشئی
سے اگر خالق کل خیر و شر و خالق جملہ افعال بشر مقصود مخاطب ہے
جو تمامی اہلسنت کا عقیدہ ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین بھی یہ عقیدہ
بستم آنکہ ہرچہ از بندہ یا حیوانات دیگر صادر میشود از خیر و شر و کفر و
ایمان و طاعت و معصیت ہمہ پیدائش خدا و بایجاد اوست انتہی تو ہرچند
آپکے مذہب والے موافق اور کل اشرار بلکہ شیاطین اور کفار تک بھی
آپکو شکریہ کے لایق جانینگے مگر ساتھی اسکے بنیاد دین اسلام و اساس وعد
و وعید و عذاب و ثواب و بہشت و دوزخ و اوامر و نواہی الٰہی و بعثت
رسل و تنزیل کتب و خلافت خلفا کا بھی انہدام لازم ہوگا فتامل فمن
یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ
اور اگر یہ مقصود نہو تو مذہب حق موجود ہے جسکے سوا سب مردود ہے
ساتوین **قولہ** وھو علی کلشئی قدیر لا یہ قول بعد خالق کلشئی
کے بےموقع و بےفائدہ زائدہ ہے وہو لغو اسلئے کہ خالقیت کل شئی کو
قادریت علی کل شئی لازم ہی ثانیا آپکے امام رازی نے کہا ہے کہ بلخی
اسکا قایل تھا کہ اللہ تعالےٰ اوپر مثل مقدور بندہ کے قادر نہین ہے تو
علی کلشئی قدیر کیونکر صحیح ہوگا ثالثا اشاعرہ بھی قایل عموم قدرت بہ نسبت
کلشئی کے نہین ہین بلکہ کہتے ہین کہ خدا اپنے صفات کی ایجاد پر قادر نہین ہے
بلکہ اُسکو بطریق ایجاب پیدا کیا ہے جیسا کہ محقق دواتی نے تصریح کی ہی
پس مخاطب کا کلشئی کہنا درحقیقت اپنے ایمہ کا جھٹلانا ہے اور اپنے
مذہب کو برباد کرنا ہے فافہم **قولہ** الذی جعل طاعتہ الخ

(حاشیہ: تحفہ اثنا عشریہ ... ص ۳ ... مختصر ... بلکہ ... دیکھو ... المحصل)

اقول یہ عبارت مخبوط کئی وجہونسے نامربوط ہے پہلے یہ کہ محض ذکر خدا کے طاعت کو واجب کرنیکا عباد پر مقام حمد وشکر مین بیموقع ہے تا وقتیکہ طاعت خدا کا وسیلہ و ذریعہ ہونا بھی استحقاق اجر و ثواب بحساب کو ذکر نہ کیا جاے خصوصاً ایسے شخص سے جو افعال خدا کو معلل باغراض نہ جانتا ہو دوسرے یہ کہ لغت مین طاعت بمعنی انقیاد و فرمانبرداری ہے کما فی القاموس اور یہ معنے عام ہے کہ خدا نے اپنی طاعت کے ساتھ رسول و اولی الامر کی طاعت کو بھی واجب کیا ہے جیسا کہ فرمایا اطیعو الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پس بقول مخاطب تخصیص کی کیا جگہ ہے اور مقام حمد مین تعریف ناقص بیان کرنے سے کیا امید ثواب ہے فتفکر فی الجواب تیسرے درصورت تخصیص وجوب بطاعت خدا باوجود شمول طاعت رسول وغیرہ انکار سمجھا جاتا ہے طاعت رسول وغیرہ سے اور منکر اُسکا بیشک کافر ہے چوتھے چونکہ انتفای جزء مستلزم انتفای کل کو ہوتا ہے لہذا اطاعت خدا سے بھی انکار ثابت ہوگیا خصوصاً بنابر مذہب اشاعرہ کے کہ مخاطب انھین بے شعورون سے ہے بوجہ اسکے کہ انکے نزدیک حسن وقبح اشیا عقلی نہین ہے بلکہ شرعی ہے پس انکار طاعت رسول راساً مستلزم انکار طاعت خدا ہے پس مخاطب اس شعر کی مضمون کے مصداق ہوئے ؎

ذہب الحمار لیستفید لنفسہ * قرنا فاب وماله اذنان پانچوین

جو آیہ ما خلقت الجن الخ کو سند مین وجوب طاعت کے لایا ہے محض دلیل نافہمی ہے اولا اسلیئے کہ طاعت عام ہے اور مفاد اس آیت کا کہ عبادت ہی خاص ہے اور استدلال خاص سے عام پر درست

ص ۳۵ ضرب مشکر مطبوعہ مطبع نولکشور

ازالۃ الغین مقالہ سادسہ

نہین ہی جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے فان العلماء اجمعوا علی ان العام لا دلالۃ لہ علی الخاص باحدی الدلالات الثلث انتہی یعنی تمامی علما نے اجماع کیا ہی کہ عام کو کسیطرح کی دلالت خاص پر نہین ہے ثانیا اگر طاعت سے قبول مخاطب مین خاص عبادت بھی مراد لیجاے تو یہ آیہ مفید وجوب ہرگز نہین ہو سکتا جو مطلوب ہے کیونکہ علامت وجوب اسمین کوئی مذکور نہین ہے اور بالفرض اگر وجوب تسلیم بھی کیا کیا جاے تو انحصار جملہ طاعات کا صرف واجب ہی مین لازم آتا ہی حالانکہ بہت سی طاعتین سنت و مستحب بھی ہین فافہم چھٹے بعد اسکے آیہ ان من شئی الخ کو پہلے سے بھی کچھ زیادہ بیموقع و بیمحل و بیفائدہ لایا ہے یہانتک کہ مخاطب کے حافظ ہونیکے بھی پوری دلیل نہین ہو سکتی فاحفظہ وتبصر قولہ ولم یجب علیہ شئی الخ اقول یہ دعوی مخاطب کا بھی کئی وجہون سے محض غلط و صریح البطلان ذات مقدس ایزد سبحان پر سراسر افترا و بہتان ہے اعاذ کا بس اسلیئے کہ مبنی اس کلام سراپا ملام کا وہی خیال خام ہے جو دماغ مین سنیونکے راسخ ہے کہ اللہ تعالے سے بالا کون ہے جو اُسپر کچھ واجب کر سکے حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ وجوب کے معنے کیا ہین وجوب اصطلاحی فقہا یہان مراد نہین ہے مثل نماز و روزہ وغیرہ کے بلکہ مراد لزوم عقلی ہے من قبیل قضایا قیاساتھا معہا کے یعنے جو فعل خدا کا موافق اُسکے حکمت کے ہے اور ترک اُسکا مخالف اُسکے حکمت کے ہو جیسے خداے تعالے کا متصف ہونا بالصفات حسنہ اور منزہ ہونا سمات قبیحہ سے باارادہ کردن بندون سے طاعت کا اور کراہت اُسکی معصیت سے وہ ضروری ہی اور اسی ضرورت کو معتبر لوجوب کرتے ہین اور اسمین کوئی قباحت

کلام مورد الزام و وجوب لطف ورحمت خدا بر بندہ بیچ وجہ ندارد امام فخر الدین رازی

نہین ہے شاید سُنی لوگ بھی معاذ اللہ خلاف اسکے جایز نجانینگے ثانیا بعد
تسلیم اسکے کہ دوسرا کوئی واجب نکرسکے لیکن اگر بمقتضاے غایت رحمت
واحسان ونہایت تفضل وامتنان خود ذات مقدس اُسکے اپنے اوپر کسی
امر کو مثل لطف ورحمت وغیرہ کے واجب کریلے تو اُسکو کون منع کرسکتا ہے
جیساکہ فرمایا لا یسئل عما یفعل الایہ فصدق فر من المطر و
وقع تحت المیزاب بخلاف ما نحن فیہ کہ بہ نسبت معبود
وعبد دونوں کے درحقیقت واجب کنندہ خود ذات اُسکی ہے نہ غیر
اور عقل محض دریافت کنندہ اور سمجھنے والی ہے چنانچہ خود فرماتا ہے
وکان حقا علینا نصر المومنین یعنے ہے حق ہمپر مدد مومنین کی
جیساکہ مخاطب نے ترجمہ کیا ہے لیکن حسب عادت قدیمہ عام طائفہ ذمیمہ
اپنے کتمان حق سے باز نہ آیا لفظ حق کو بغیر ترجمہ من حیث یشعر او لایشعر
چھوڑ دیا شاباش ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند اگر حق
دریافت کرنا منظور ہوتا تو حق کا ترجمہ بھی کرتا دیکھیے صاحب قاموس
حق کو معنے واجب لکھتا ہے گو منکر نے براہ چوری وسینہ زوری معنی حق
کی چوری کی مگر الحق سے کب بچ سکتے ہین ہیں یہ مثل مشہور مخاطب پر پوری
بدلی کلمہ حق برزبان جاری ثالثا آپکے امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر
کبیر میں بذیل ایہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ لکھتے ہین المسئلۃ الاولی
کتب کذا علی فلان یفید الالزام وکلمۃ علی ایضا تفید الایجاب
ومجموعہما مبالغۃ فی الایجاب فھذا یقتضی کونہ سبحانہ راحما
رحیما بھم علی سبیل الوجوب انتہی یعنے کتب کذا علی
فلان معنی وجوب کا فایدہ دیتا ہے اور کلمہ علی بھی مفید وجوب ہے

۳۵ فقرہ بشکر

قاموس لغۃ حق

تفسیر کبیر ... انعام ...

اور دونون کا مجموعہ مبالغہ درباب ایجاب ہے پس مفاد آیہ یہ ہوا کہ تمھارے
پروردگار نے اپنے نفس پر رحمت کو واجب کیا ہی بمبالغہ وتاکید تنبیہ
شاید وجہ اس مبالغہ کی یہی ہو کہ تا آپ لوگ انکار نکرین والعلم عند اللہ
رابعا امام مذکور ذیل مسئلہ رابعہ مین تفسیر اس ایہ کے لکھتے ہین قال اللہ تعالے
فقد جاءکم بشیر ونذیر المعنی ان حصول الفترۃ یوجب احتیاج
الخلق الی بعثۃ الرسل واللہ تعالی قادر علی کل شئی فکان قادرا
علی البعثۃ ولما کان الخلق محتاجین الی البعثۃ والرحیم الکریم قادرا
علی بعثۃ الرسل وجب فی کرمہ ورحمتہ ان یبعث الرسل الیہم
الخ یعنے فرمایا اللہ تعالے نے کہ آیا تم سبکے پاس بشیر ونذیر معنے اسکے یہ ہین
کہ فترۃ کا ہونا موجب احتیاج خلق ہے طرف بھیجنے رسولونکے اور جب
حق تعالے ہر شئے پر قادر تھا اور مخلوقات محتاج طرف بعثت کے اور رسولونکو
بھیجنے پر بھی قادر تھا تو اسکے کرم ورحمت پر واجب ہوا کہ رسولونکو مبعوث
فرماے الخ پس مقام انصاف ہے کہ ارحم الراحمین تو اپنے نفس پر لطف
ورحمت ونصرت مومنین وبعثت رسل کو بتاکید ومبالغہ واجب فرماے
اور بر خبر لا تقنطوا من رحمۃ اللہ خلاف سے منع وتہدید شدید کرے
امام رازی انکا بھی خدا تعالے پر رحمت وبعثت رسل کو واجب بیان کرے
پھر ہم مخاطب کے قول دلہ یجب علیہ شئی کو اعتقاد فاسد ومخالف حکم
خدا ورسول وامام کیون نہ کہین بہر کیف جب مخاطب وہم مشرب اونکے
عموما وجوب رحمت پروردگار کے منکر ہین تو اب مخاطب ساتھ کتب
ربکم کے ہم مومنین ہوے نہ حضرات مخالفین وکذلک نجز المجرمین خامسا
ایہ لا یسئل عما یفعل الخ کو اثبات لم یجب علیہ شئی کیواسطے لانا اُسے خلل دماغ کا

ص ۵۷۰ تفسیر کبیر جلد ثالث سورہ مائدہ چھاپہ مصر

اشرہے جسکی طرف کچھ اشارہ ہوا اولاً ادنیٰ عربی دان بھی سمجھ سکتا ہے کہ
دلالت اس آیہ کی عدم وجوب پر کسی طرح اقسام ثلثہ دلالت سے نہیں ہے
کیونکہ نہ تو لایسئل بمعنے لم یجب ہی نہ جزاً اسکا نہ لازم ثانیاً باتفاق مفسرین
لایسئل بمعنے لایستفسر ہے وچونکہ خداوند تعالےٰ حکیم ہے اور واجب ہی
کہ فعل حکیم قرین عدل وصواب ہو پس کوئی سوال نہیں کرتا فعل حکیم
سے کہ فعل صواب کیون کیا برخلاف خطا کارونکے کہ اُنسے پوچھا جاتا ہی
کہ خطا کیون کی پس اس آیت کو تو دلالت اوپر وجوب فعل صواب کے
ہوئی نہ اوپر عدم وجوب کے ثالثاً یا وصف مخالفت فریقین اگر اس
آیت سے بالفرض عدم وجوب بتاویل البعد ثابت ہو تو آیات سابقہ سے
وجوب صریح بتاکید اکید ثابت وظاہر ہوتا ہے پس بیشک عند التعارض
والتناقض تنزیل صریح مقدم ہوگی تاویل بعید بلکہ قبیح پر رابعاً بعد تسلیم
آپکی طرف سے جو امام رازی کا جواب ہوگا وہی جواب ہمارا بھی تصور کیا
جائیگا حذو النعل بالنعل اور تفصیل اسکی بھی مابعد مذکور ہوگی انشاء
اللہ تعالےٰ **قولہ** وھو الذی ھدانا الخ **اقول** یہ قول بھی کئی وجہون سے
مردود ہے **پہلی** چونکہ عموماً ہر مذہب والا اپنے کو حق اور دوسرے کو
باطل تصور کرتا ہے لہذا یہ جملہ خبریہ بلا دلیل صدق کاذب ہے قل
ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین **دوسری** خصوصاً مخاطب کا بنابر
عقاید فاسدہ سابقہ ولاحقہ کے اہل ہدایت سے ہونا ممنوع بلکہ باطل و
حیلہ صحت سے عاطل ہے جس راہ کو آپ لوگ راہ ہدایت وصراط مستقیم
وطریقۂ انبیا وشہدا وصدیقین وصالحین تصور کرتے ہین محض کجروی
وغلط فہمی آپکی ہے معاذ اللہ ان لوگونکو اُس طریق سے کیا واسطہ کیا یہ

لوگ بھی معاذاللہ خدا کو جابر و ظالم اور بندونکو مجبور و مظلوم سمجھتے تھے بلکہ درحقیقت فرقہ حقہ شیعہ البتہ صراط مستقیم پر ہے اسواسطے کہ انکےدین کا سلسلہ انبیا و شہدا و صلحا مثل جناب رسالت مآب و علی مرتضی و امام حسن و امام حسین سید الشہدا علیہم التحیۃ و الثنا تک باقرب و اقصر طرق منتہی ہوتا ہے اسلیئے کہ اصول و فروع انکے ماخوذ ہین ان لوگون سے جنسے اخذ کرنے پر حدیث متفق علیہ تمسک ثقلین و سفینہ دلالت کرتی ہی بخلاف اُس فرقہ کے کہ سلسلہ اُسکا کفار و منافقین و مرتدین و قاسطین و مارقین تک کہ جنکا کفر و نفاق و ارتداد ہم کتب اہلسنت سے ثابت کرتے ہین منتہی ہوتا ہے ؎ بعمرا میر وی راہت نہ انیست * مرادت کعبہ و رویت بچین ہست ؛ قولہ دبخانا من النصب اقول منکر کا یہ دعوی بھی سراسر کاذب ہے کیونکہ سنی لوگ ہرچند زبانی برات اپنی ناصبیت سے ظاہر کرتے ہین مگر رفتار خلاف گفتار ہے جو شان منافقین و کفار ہے بقولہم لہذا ناصبیت انکی اور انکے علما کی اور زیبا ہونا خطاب ناصبی کا انکے لیئے انہین کی کتابون سے ثابت کیا جاتا ہی پس واضح ہو کہ نصب و ناصبیت کے معانی لغت مین بہت ہین لیکن علماے اہلسنت نے کئی طرح پر اطلاق کیا ہی پہلی انکے قطب صمدانی غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے وتسمیہا الرافضۃ ناصبیۃ لقولہا باختیار الامام ونصبہ بالعقد یعنے سنیونکو رافضی لوگ ناصبیہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ سنی لوگ اختیار کرتے ہین امام کو اور نصب کرتے ہین اُسکو بعقد بیعت الخ پس بنابر اس معنے کے جو عین معتقد اہلسنت ہے اگر قطب صاحب سچے

معنی نصب و ناصبیت

صفحہ ۲۱ غنیۃ الطالبین مترجم ذا فضل عبد الحکیم مطبوعہ مطبع مرتضوی بیچ ذکر اسما اہلسنت

ہین تو مخاطب کا بجانا کہنا ناجائز وکذب محض بلکہ اپنے دین وایمان سے
دست بردار ہونا ہے اور اگر یہی سمجھکر بجانا کہا ہے تو مبارکباد چشم ما
روشن دل ما شاد خدا نجات دے آپکو اس عقیدۂ بد سے **دوسری**
امام شافعی اپنے اشعار مین جو فصول المہمہ ابن صباغ مالکی مین منقول
ہین فرماتے ہین سے اذا نحن فضلنا علیا فاننا ؂ روافض بالتفضیل
عند ذوی الجھل ؂ وفضل ابی بکر اذا ما ذکرته ؂ رمیت
بنصب عند ذکری للفضل ؂ فلا زلت ذا رفض ونصب
کلیھما بحبیھما حتی اوسد فی الرمل ؂ یعنے جب ہم فضیلت دیتے
ہین حضرت علی کو تو جاہل ہمکو رافضی کہتے ہین اور جب ہم فضیلت
ابوبکر کو ذکر کرتے ہین تو ناصبی کہے جاتے ہین پس ہمیشہ ہم انھین
دونون رافضیت وناصبیت مین رہینگے یہانتک کہ پیوند خاک ہون
انتہی پس یہان علاوہ محذور لزوم تناقض وتضاد کے صدق وکذب
مخاطب وامام مین بوجہ محبت ابوبکر مراد لینے کے نصب سے بیعت مخاطب
کے ساتھ خلیفۂ اول کی ٹوٹی جاتی ہے یکقلم سنت ہی باطل ہوئی
جاتی ہے اسواسطے کہ جامع صغیر سیوطی مین ہے عن عائشۃ قالت
قال رسول اللہ من تمسك بالسنۃ وجبت له الجنۃ قالت
عائشۃ یا رسول اللہ وما السنۃ قال حب ابیك وصاحبه
یعنی عمر انتہی یعنے عائشہؓ نے حضرت رسول خداؐ سے روایت کی ہے
کہ فرمایا جو تمسک کرے ساتھ سنت کے جنت اسکے واسطے واجب ہے
پوچھا عائشہؓ نے کہ سنت کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ محبت تیرے باپ کی
اور صاحب اُسکے عمر کی انتہی پس جب سنت نام ہے محبت شیخین کا

تفضیل جناب امیر بقول امام شافعی رفض ہے

رافضی کہنا جہل ہے

[illegible]

اور نصب بمعنے محبت ابو بکر ہے تو نجات ظاہر کرنا نصب سے درحقیقت سنت سے دست بردار ہونا اور بچا ہنا ہے اور حب سنت سے نجات پایا تو جہنم واجب ہی آپکے لیئے وہوالمطلوب تیسری قاموس

صـ ۷۶ قاموس

مین ہے کہ النواصب والناصبیہ واھل النصب المتدینون ببغضۃ علی کرم اللہ وجہہ لانھم نصبوالہ ای عادوہ الخ یعنے نواصب اور ناصبیۃ اور اہل نصب وہ ہین جو بغض و عداوت حضرت علی کو دین اپنا کہتے ہین اسوجہ سے کہ اُن سبنے حضرت سے دشمنی کیا الخ اب یہان پر قابل توضیح یہ امر ہے کہ اگر مخاطب کا مقصود نجاتا من النصب سے نجات بغض و عداوت حضرت امیرؑ سے ہے تو خدا توفیق رفیق کرتا تو ایسا ہوتا لیکن ابھی تک تو نہین ہوا ؎ وانت بحمد اللہ غیر موفق ہ ہان شیعیان علی ابن ابی طالب بحمد اللہ ہمیشہ سے ساتھ اسکے باقرار مخالف و موالف موفق ہین بلکہ خود لفظ شیعہ علیؑ اسپر دلالت کرتا ہے جیساکہ صاحب قاموس فرماتے ہین شیعۃ

صـ ۳۰ قاموس

الرجل اتباعہ وانصارہ اور بدیہی ہی کہ اتباع و انصار محبین ہوتے ہین نہ مبغضین اور ظاہر تر اِس سے عبارت مابعد اسکے ہی کہ فرماتے ہین قد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولیٰ علیا و اھلبیتہ حتی صار بھم اسما خاصا یعنے یہ لفظ ایسا مخصوص بمحبان علی ہے کہ اب معنے دیگر محتاج بقرینہ ہونگے پس جو لوگ باین لقب ملقب ہین ضرور ہے کہ محبین سے ہون برخلاف اہلسنت معاویہؓ کہ اسی لفظ کو دلالت اوپر بغض جناب امیر کے ہے اسلیئے کہ سنت معاویہ معلوم ہے کہ بغض جناب امیر ہے ہرچند زبانی آپ دعوی محبت کرتے

ہین مگر قلب آپکا مکذب اُسکا ہے اور آپ لوگ کی فلتات لسان سے
بمو داے قاموس سے می تراود چکنم انچہ در آوند دل ہست ؛ لاعن
شعور کلمات بغض وعناد نکلتے ہین اور بے باکانہ الفاظ توہین وتہجین
مثل ان الرجل لیہجر کہ سراسر خلاف تعظیم وتکریم وعلامت بغض و
نفاق ہے ظاہر ہوتے ہین جیساکہ ناظرین تحفہ مسروقہ ومنتہی الکلام
وازالۃ الغین پر ظاہر ہے بہرحال دشمنی ان سنیو نکی جناب امیرؑ واہلبیت
طاہرین کے ساتھ اس درجہ شہرت و تواتر پر ہے کہ کفار یہود ونصارا
بھی واقف ہین اور اپنی کتب تواریخ مین لکھتے ہین چنانچہ کتاب
خلاصۃ التواریخ عالم مصنفہ مارشمن صاحب مین ذکر فرق اسلامیہ
مین لکھا ہے کہ پس دو فرقے ہوے ایک محب علی جسکو شیعہ کہتے ہین
ایک دشمن علی جسکو سنی کہتے ہین الخ اور اسمین تو کوئی شک نہین
ہے کہ اہلسنت محبت ثلاثہ کے قلبًا ولسانًا مقر ہین اور روایات صحیحہ
صحاح اہلسنت سے مخالفت درمیان جناب امیرؑ اور ان حضرات کی
ثابت ہی چنانچہ صحیح مسلم مین بزبان صدق ترجمان خود حضرت عمر
موجود ہے کہ علی وعباس مجھکو اور ابوبکرؓ کو کاذب وغادر وآثم جانتے
ہین اور یہی صحیح بخاری مین اُنھین حضرت کے بیان سے ہے کہ ہم
سب نے بیعت ابوبکر کی وما خالفنا فی ذلک الا علی والزبیر واتباعہما
یعنے اور نہ مخالفت کیا ہملوگونکی اس بیعت مین مگر علی اور زبیر
واتباع اُنکے نے اور یہی صحیح مسلم مین ہے کہ چھ مہینہ تک بیعت نہ کی ابوبکر
کی جناب امیرؑ نے اور نہ کسی بنی ہاشم نے کما نقل فی جامع الاصول
اور بعد وفات جناب سیدہ باضطرار واکراہ بیعت کی اور شاہ ولی اللہ نے

[حاشیہ:] [illegible]

[حاشیہ:] صفحہ ۱۸۸ حصہ دوم مترجمہ منشی شیو پرشاد مطبوعہ دارالاسلام شاہجہان آباد ۱۸۴۴ء

[حاشیہ:] صفحہ ۱۵۱ صحیح مسلم مطبوعہ کلکتہ

[حاشیہ:] صفحہ ۱۵۲ صحیح مسلم

صہ ۲۷ ازالۃ الخفا مقصد دوم

ازالۃ الخفا مین لکھا ہے چون روز دیگر بیعت عامہ منعقد شد سادات اہلبیت تخلف نمودند و این اشکالے دیگر بہم رسید حضرت شیخین بحسن تدبیر این اشکال را برانداختند الخ ثم قال و در ہمین ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع

صہ ۲۶ ازالۃ الخفا

مشکلات توان شمرد پیش آمد و آن این بود کہ زبیر و جمعے از بنی ہاشم در خانۂ حضرت فاطمہؓ جمع شدہ در باب نقض خلافت مشورہ تہا بکار میبردند حضرت شیخین اینرا بتدبیر یکہ بایستے برہم زدند الخ اور وہ حسن تدبیر یہ تھی کہ حضرت عمر آتش افروزی خانہ جناب سیدہ فاطمہ الزہراؑ پر مستعد ہوگیے اور قسم کھائی کہ گھر جلادینگے جیسا کہ اسکا اقرار خود شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین اور اُنکے فرزندارجمند نے تحفہ مین اور ابوالفدا نے تاریخ مین اپنی کہا ہے بلکہ اکثرون نے آگ لکڑی لیجانا اور بعض نے آگ لگانا بھی لکھا ہے الغرض مخالفت و عداوت بین الخلفا و جناب امیر ہرچند آپ لوگ چھپائین مگر چھپ نہین سکتی اور اگر فرمائی کہ یہ سب روایت ہی تو عداوت معاویہ ساتھ جناب امیرالمومنین و حسنین کے تو درایت ہے اسکا کوئی بھی انکار نہین کرسکتا کہ کتنی لڑائیان صفین مین لڑے زبان سے نوبت بہ تیغ و سنان آئی اور جناب امام حسن مجتبیٰ پر صف کشی کی اور بقصد لڑنے کے آے کہ بمجبوری نوبت مصالحہ آئی اُسپر بھی خبر شہادت جناب امام حسنؑ سنکر فرط مسرت و شادی سے اللہ اکبر کہا جسپر فاختہ عمہ معاویہ نے بیشاختہ اُس دین ساختہ سے کہا اعلی موت ابن فاطمہ تکبر لیعنے کیا جناب سیدہ کے بیٹے کے مرنے پر تو تکبیر کہتا ہی اور سب و شتم و لعن و طعن کی سنت بہ نسبت جناب امیر اور ائمہ طاہرین کے آپکے یہان اُسکی جاری کی ہوئی ہی جو مدت دراز تک برسر منبر ہوا کی اور ابھی تک

کمافی المختصر شہ اخبار اشیر النقلا عمن تبھوۃ [illegible]

کسی نہ کسی نوع سے آپکے یہان وہ بدعت جاری ہی کما یظہر من ازالۃ
الغین یہانتک کہ باوصف ایسی عداوت وبغض جناب امیر کے آپلوگ
معاویہ کو خلیفہ برحق وامیر المومنین وخال المومنین کہتے ہین اور
رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرتے ہین اور اُسکے فرزند رشید یزید پلید
قاتل جگر گوشۂ رسول رب مجید کو بھی خلیفہ برحق وامیر المومنین اور
لایق صلوات جانتے ہین جیساکہ بیان ہوگا حالانکہ حدیث نبوی جو متواتر
ومتفق علیہ بین الفریقین دربارہ جناب امیر المومنین علیہ السلام
ہے کہ لایحبہ الامومن ولایبغضہ الامنافق یعنے علی کو نہ
دوست رکھیگا مگر مومن اور دشمن نہ رکھیگا علی کو مگر منافق اُس سے
بھی منافق ہونا معاویہ کا ثابت وظاہر ہے اسپر بھی اُسکو خلیفہ وامام
اپنا جانتے ہین پس جب آپ محب ودوست ثلثہ ومعاویہ ویزید ہین
توضرور دشمن علی واہلبیت بھی ہوے اور ہین ومحب العدو وعدو
پھر ناصبیت مین آپلوگونکے کیا عذر ہے ؎ تحب عدوی ثم تزعم
اننی ؛ صدیقک فالرای عنک لعاذب اور بمناسبت مقام اس
جگہ ایک حکایت توزک تیموری لکھی جاتی ہے کما نقل علماے بخارا در
عہد امیر تیمور متفق شدہ سجلے نوشتند کہ چون علی مرتضیٰ راضی بقتل
عثمان بود بغض ودشمنی او بقدر ترنج بر ہر مسلمانے واجب است
وپیش امیر تیمور آوردہ درخواست ثبت مہر کردند وگفتند نقل ہاے
این سجل در ممالک خود بفرست امیر تیمور گفت من کہ انرا نمیدانم پیش
مرشد من ابوبکر طایبادے ببرید انچہ او حکم من است پس بردند آن
سجل نزد شیخ درحالیکہ مشغول ساختن دیوار گلی از دست خود بود و

صحیح است

سہو کرسنہ ہجری

خادم شیخ گل بر داشتہ میداد شیخ چون سجل را دید بران دستخط کرد کہ اگر علی مرتضیٰ راضی بقتل عثمان بود پس واے بر حال عثمان انتہی اور قریب اسی مضمون کے علامہ نورالدین سمہودی نے بھی جواہر العقدین مین لکھاہی جسکا ترجمہ بعینہ یہ ہے کہ خبر دیا مجھکو شیخ امام مالکیہ شہاب الدین احمدبن یونس قسطنطنی مغربی نے اپنے زمانہ مجاورۃ مدینہ رسول مقبول مین کہ بعض مشائخ معتمدین نے خبر دیا کہ ایک شخص نے اعیان اہل مغرب سی قصد حج کیا ایک شخص نے اہل ثروۃ سے سَو اشرفیان لاکر اُسکو دین کہ مدینہ منورہ مین جاکر کسی شریف و سید صحیح النسب کو یہ مال دینا شاید اس ذریعہ سے مجھکو توسل ہو خدمت جدامجد اُنکے جناب رسالتمآبؐ مین پس وہ مغربی جب واپس آیا تو اُسنے بیان کیا کہ جب مین وارد مدینہ ہوا اشراف و سادات کا حال دریافت کیا لوگون نے کہا کہ نسب اُن سبھونکے صحیح ہین مگر سب شیعہ ہین کہ شیخین پر سب و شتم کرتے ہین راوی کہتا ہی کہ مین مکروہ جانتا تھا کہ اُس مال کو اُن دشمنان شیخین کو دون ایکروز ایک شریف یعنی سید سے ملاقات ہوئی مینے اُسکا مذہب پوچھا اُسنے کہا کہ مین شیعہ ہون تب مینے کہا اگر تو سنی ہوتا تو اسقدر مال تمکو دیتا یہ سنکر اُس شریف نے اپنی حاجت اور شدت احتیاج کو بیان کرنا شروع کیا مینے بجواب اُسکے کہا کہ ممکن نہین ہے کہ وہ مال تمکو دون وہ سید ہمارے پاس سے مایوس ہوکر چلا گیا جب رات کو مین سویا تو دیکھا کہ قیامت قائم ہی اور لوگ پل صراط پر چلے جاتے ہین مینے بھی قصد کیا کہ پل صراط پر مین بھی گزر کرون کہ دفعۃً جناب سیدۃ النساء العالمین نے فرمایا کہ اسکو منع کرو مین فریاد و واویلا کرتا تھا مگر کوئی میری فریاد نہین سنتا تھا یہانتک کہ جناب رسالتمآب سے مینے فریاد

ینابیع المودۃ چھاپہ مصر مین بھی بروایت جواہر العقدین موجود ہے ۲۹۴ ص

یہ سنی نہین شیعہ سید مین شیعہ مین

کی اور عرض کیا کہ جناب سیدہ نے مجھکو پل صراط کے گذرنے سے منع
فرمایا ہے جناب رسول خدا جناب سیدہ کیطرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا کہ کیون منع کیا تمنے اسکو جناب سیدہ نے عرض کی کہ اسنے میری اولاد
کے رزق کو منع کیا ہی تب وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کہ سنتا ہے تو کیا کہا فاطمہ نے مینے عرض کیا قسم بخدا یا رسول اللہ مینے منع
نہ کیا اولاد کو انکے رزق سے مگر اسلیئے کہ وہ لوگ شیخین کو سب و شتم کرتے
ہین پس جناب سیدہ متوجہ ہوئین طرف شیخین کے اور فرمایا کہ کیا تم دونون
اس سبب سے میری اولاد سے مواخذہ کروگے شیخین نے عرض کیا
کہ نہین بلکہ ہمنے خود اسمین مسامحہ کیا ہی تب فرمایا جناب سیدہ نے کہ
کسنے تجھکو داخل کیا درمیان میری اولاد کے اور درمیان ان دونونکی
پس مین خوفناک بیدار ہوا اور جاکر اس مبلغ کو حوالہ شریف مذکور کیا
تمت) اقول لا یخفی فیہ ما فیہ معہ ذلک امثال اسکے بہت سے شواہد و نظائر
سنیونکے دشمن اہلبیت ہونے پر کتب فریقین مین بلکہ غیر فریقین مین
بھی مندرج ہین جنکا احصا اس مختصر مین غیر ممکن ہے صرف بطور
نمونہ اس مقام مین قلیل من کثیر واسطے اظہار تخالف اقوال و افعال
انکے مذکور ہوا اور مابعد بھی مذکور ہوگا ومن لا یقنع بالیسیر لا ینقع
بالکثیر چوتھی بتصریح علامہ سیوطی نصب بمعنے تقدیم غیر کی اوپر جناب
امیر کے جیسا کہ تدریب شرح تقریب مین بذیل ذکر ان اشخاص کی جنسے
بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی حالانکہ وہ منسوب بدعت ہین کہتے ہین۔
اسحق بن سوید العدوی بہز ابن اسد عبد اللہ بن قاسم الاشعری قیس
ابن ابی حازم ہولاء رموا بالنصب وہو بغض علی وتقدیم غیرہ علیہ یعنے

معنی چہارم ناصبیت

یہ لوگ منسوب کیئے جاتے ہین طرف نصب کے کہ وہی نصب لبغض علی ہی
اور غیر علی کو مقدم کرنا او نیز انتہی پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ جو
لوگ تابعین خلفاے ثلثہ سے ہین اور اُنکو مقدم کرتے ہین جناب امیرؑ
پر یا فضیلت دیتے ہین وہ سب ناصبی ہین ومنہم المخاطب فلا یصح
قولہ نجاناھن النصب **پانچوین** معنی ناصبیت روایات اہلبیت
طاہرین علیہم السلام سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہی کہ نصب عداوت
اہلبیت ہی علیہم السلام پر منحصر نہین ہے بلکہ اسکا کوئی بظاہر مدعی بھی نہین
ہوتا ناصبی وہ ہی جو عداوت شیعہ سے رکھے یا وصفیکہ جانتا ہو کہ وہ شیعہ
ہمارا ہی کما رواہ شیخنا الصدوق رضی اللہ عنہ وارضاہ آور شیعیان
امیر مومنان سے عداوت سنیونکا باعث نہین ہوتا مگر یہی کہ شیعے محب
اہلبیت طاہرین ہین اور سُنی عدو آنحضرات کے ہین حالانکہ شیعے
بیچارے اگر دشمنی شیخین سے رکھتے ہین تو باعث اُسکا بھی وہی حب
علی ہی جسکا منشا حدیث صحیح نبوی متفق علیہ بین الفریقین ہی کہ لا یحبہ
الا مومن ولا یبغضہ الا منافق پس بیشک ساتھ شیعونکے عداوت
کرنا بھی درحقیقت نصب ہی پس ساتھ مذہب تسنن کے جو معلن عداوت
شیعہ ہین دعوی نجات کا ناصبیت سے من قبیل اجتماع النقیضین
محال ہی ہرگز قابل باورکرنیکے نہین ہی صرف مخاطب کی زبان درازی و
جرات بلکہ دنیاسازی وشعبدہ بازی ہی واللہ خیر الماکرین اور ہرچند
بوجہ بغض اہلبیتؑ وعداوت شیعہ کی ناصبیت عموم سنیان کی اجلی البدیہیات
سے ہے مگر مخاطب کی عداوت خصوصاً ساتھ مولف رسالہ فاروق اکبر
اور مقرظ علامہ کے جو سادات رفیع الدرجات اور ذریات طیبات حضرات

معنے نصب عداوت اہلبیت

ص ۴۳۶ کما فی منتہی الکلام ایضاً

عالیات خیر البریات اور شیعیان جناب امیر المومنین وائمہ طاہرین علیہم السلام سے ہین اسی کتاب ضرب منکر کے ملاحظہ سے بخوبی ثابت ہی اور ظاہر بلکہ متیقن ہوتا ہی کہ مولف اِس رسالہ منکر کا ناصبیت مین سب ناصبیونکا سردار و اُستاد ہے اور خارجیت مین خوارج نہروان کا پیر یا ہمزاد ہی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وان ربک لبالمرصاد **قولہ** والرفض **اقول** وبہ نستعین بنابر اوسی ناصبیت مذکورہ کے جو حضرات سنیہ بوجہ عداوت شاہ ولایت و محبت مہین پیر خلافت کی رکھتے ہین بزعم باطل اپنے محبان امیر مومنان کو بنام رافضیت یاد کرتے ہین چنانچہ مخاطب نے بھی اُسی گمان فاسد پر نجات اپنی رافضیت یعنے محبت علی سے ظاہر کی ہی لہذا ضرور ہے کہ تحقیق رفض و رافضیت کی اس مقام مین کیجاے اور اقوال علماے فرقہ سنیہ جو اس باب مین ہین پیش کیے جائین تا حقیقت حال واضح ہوجاے ہر چند مخاطب نے رفض کو مثل نصب بدترین مذاہب جانکر اُس سے بھی نجات اپنی ظاہر کی ہی مگر ائمہ دین اِنکے جنکی شریعت پر یہ لوگ عامل ہین اپنے رافضی ہونے پر فخر و مباہات کرتے ہین جیسا کہ بیان ہوگا اب جاننا چاہیے کہ رفض کئی معنونمین استعمال کیا گیا ہے۔ **اول** رفض لغت مین بمعنی ترک اور چھوڑ دینے کے ہین اور بنا بر اسی معنے کے سنی شیعونکو رافضی کہتے ہین جیسا کہ غنیۃ الطالبین غوث اعظم مین ہے وقیل لھا الرافضۃ لرفضھم اکثر الصحابۃ وامامۃ ابی بکر و عمر وقیل سموا الروافض لرفضھم زید بن علی وقال زید رفضونی فسموا رافضۃ وقیل ان الشیعی من لا یفضل عثمان علی

معانی رفض مع رافضہ

ص ۲۱۷ غنیۃ الطالبین

علی والرافضی من فضل علیا علی عثمان انتہی یعنے تین معنے رفض کے
غوث مذکور نے بیان کیے ہین پہلے یہ کہ شیعہ کو رافضی اسوجہ سے کہتے
ہین کہ اُنھون نے اکثر صحابہ اور امامت ابوبکر وعمر کو ترک کیا دوسرے
یہ کہ بعض لوگون نے کہا ہے کہ چونکہ اِنھون نے زید بن علی کو ترک کیا
اور حضرت زید نے فرمایا کہ لوگون نے مجھکو چھوڑ دیا اسوجہ سے انکا نام
رافضہ ہوا تیسرے بعض لوگون نے یہ کہا ہے کہ شیعہ وہ ہے جو عثمان کو
جناب امیر پر فضیلت ندے اور رافضی وہ ہے جو جناب امیر کو عثمان پر
فضیلت دے انتہی اما وجہ اول پس البتہ شیعہ تارک صحابہ کرام ہین
اور اہلسنت بھی اصل امر مین مختلف نہین ہین گو تشخیص و تعیین مین
اختلاف کرین پس ایسے لفظ عام سے نجات چاہنا جسکے افراد مخصوصہ
مین خود مخاطب بھی ہے مطلقاً جائز نہین ہے اما وجہ دوم کہ شاہصاحب
نے بھی شیعہ کو رافضی اُسی وجہ سے کہا ہے اور مخاطب نے بھی اس کتاب
مین اُسیکی عبارت کا ترجمہ کیا ہے پس اس معنے سے اوّل رافضی اُنکے
امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کو کہنا چاہیے کہ وہ معتقد امامت حضرت زید تھے
جیساکہ شاہ جی تحفہ مین فرماتے ہین گو کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی نیز بصحت
امامت زید بن علی قائل بودہ اور در این خروج تصویب می نمود لہذا
اکثر زیدیہ در فروع موافق حنفیہ اند انتہی بلکہ مین کہتا ہون کہ اس معنے
سے ابو حنیفہ کوفی اور اتباع اُنکے رافضی ہوے نہ ہملوگ شیعہ اثنا عشریہ
کیونکہ ہملوگ ابتدا سے کبھی امامت حضرت زید کے معتقد ہی نہ تھے و نہ
ہین بلکہ زیدیہ کو ویسا ہی برا جانتے ہین جیسا حنفیہ کو فان الکفر ملۃ
واحدۃ لیکن طرفہ یہ ہے کہ باوجود اعتقاد امامت خود ابو حنیفہ ہے

باغوا ارباردہ تارک رفاقت آنحضرت کے ہوے اور یہی امر باعث
شہادت اُس مظلوم کا ہوا کیونکہ بشرط صحت قول مذکور زید رفضونی ترک
رفاقت انہین ابو حنیفہ نے کی تھی اور درحقیقت حضرت زید نے انہین
کے اتباع کا نام بالمعنے المذکور رفضہ رکھا جیسا کہ کتاب عمدۃ الطالب
مین ہے ان اباحنیفۃ بایعہ ایضا وکان قد افتی الناس بالخروج
معہ وکتب الیہ ابوحنیفۃ اما بعد فانی جھزت الیک اربعۃ
الاف درھم ولم یکن عندی غیرھا ولولا امانات للناس
للحقت بك یعنے ابو حنیفہ نے بھی حضرت زید کی بیعت کی تھی اور
لوگونکو اُنکے ساتھ خروج کرنیکا فتویٰ دیا تھا اور حضرت زید کو یہ
خط لکھا کہ مینے چار ہزار درہم آپکے پاس روانہ کیا اور اسکے سوا ہمارے
پاس کچھ نہ تھا اگر لوگونکی امانتین ہمارے پاس نہوتین تو ہم بھی آپکی
خدمت مین حاضر ہوتے الخ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ
نے آنحضرت کو جہاد پر آمادہ و مستعد کیا اور براہ مکر و فریب آمادہ
کرکے تھوڑا سا مال بھیجکر آپ بعذر امانت داری اعانت سے دست بردار
ہوے اور ساتھ زید کا چھوڑ دیا اور آنحضرت کو شہید کرایا پس اس
معنے سے رافضی بھی ابو حنیفہ ہی ہوے نہ ہملوگ کہ کبھی حضرت زید کی
امامت کے قایل ہی نہ تھے نہ وہ ہملوگونکے نزدیک خود مدعی امامت
ہوے ترک رفاقت کا کیا ذکر پھر جب امام اعظم آپکے رافضی ٹھہرے اور
منکر مخاطب بھی حنفی ہے تو ضرور اس معنے سے رافضی ہوا جیسا کہ بافادہ
حضرت غوث مرجعی وجہی ہے اور رفض سے نجات چاہنے سے بھی گویا
ساتھ چھوڑنا اپنے امام اعظم کا لازم آتا ہے وھل ھذا الا عین

الرفض اما وجہ سوم پس بنابر اُسکے مخاطب کا رافضی ہونا مشکل ہی
اسلئے کہ مجمع علیہ اہلسنت تو تفضیل الشیخین ہے و تفضیل عثمان پس
قولہ بجانا محض کذب ہے دوسری رفض کا اطلاق دوستی محمد و آل
محمد پر آپکے امام شافعی وغیرہ نے کیا ہے جیساکہ آپکے امام ابن صباغ
مالکی نے دیباچہ فصول المہمہ ص مین لکھا ہے ولرب ذی بصیرۃ
قاصرۃ وعن ادراک الحقایق خاسرۃ یتامل ما القتہ ویتعرض
عما جمتہ والفتہ فیحملہ طرفہ المریض وقلبہ المھیض الی ان
ینسبنی فی ذلک الی الترفیض وحکی الشیخ الامام العلامۃ المحدث
بالحرم الشریف جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی فی کتابہ
المسمیٰ بدرر السمطین فی فضایل المصطفیٰ والمرتضیٰ والبتول
والسبطین ان الامام المعظم والحبر المکرم احد الائمۃ الاعلام
المتبعین المقتدی بھم فی امور الدین محمد بن ادریس الشافعی
المطلبی رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مثواہ لما صرح بمحبۃ
لاھل البیت وانہ من شیعتھم قیل فیہ ما قیل وھو السید الجلیل
فقال مجیبا عن ذلک بابیات فی الطویل ؎ اذا نحن فضلنا علیا فاننی
روافض بالتفضیل عند ذوی الجھل ؎ وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ
رمیت بنصب عند ذکری للفضل ؎ فلا زلت ذا رفض و
نصب کلیھما ؎ بحبیھما حتی اوسد فی الرمل ؎ وقال ایضا
قالوا ترفضت قلت کلا ؎ ما الرفض دینی ولا اعتقادی ؎ لکن
تولیت غیر شک ؎ خیر امام وخیر ھادی ؎ ان کان حب
الولی رفضا ؎ فاننی ارفض العباد ؎ وقال ایضا یا راکبا

رفض دوم

فصول المہمہ

قف بالمحصب من منی ٭ واھتف لساکن خیفھا والناھض
سحراً اذا فاض الحجیج الی منی ٭ فیضا کملتطم الفرات الفایض ٭
ان کان رفضا حب ال محمد ٭ فلیشھد الثقلان انی رافض ٭
وحکی قاضی القضاۃ تاج الدین عبد الوھاب السبکی فی طبقاتہ
الکبری عن السید الجلیل والامام الخصیل ابی عبد الرحمن
النسائی احد ایمہ الحدیث المشھور اسمہ وکتابہ انہ لما
دخل الی دمشق وصنف بھا کتاب الخصایص فی فضایل علی
انکر علیہ ذلک وقیل لہ لم لا صنفت فی فضایل الشیخین
فقال دخلت الی دمشق والمنحرف عن علی بھا کثیر فصنفت
کتاب الخصایص رجاء ان یھدیھم اللہ بہ فدفعوہ فی
خربۃ واخرجوہ من المسجد ثم ما زال وابہ حتی اخرجوہ من
الدمشق الی الرملہ فمات بھا رحمہ اللہ تعالی قال قاضی
القضاۃ تاج الدین السبکی المشار الیہ سالت شیخنا ابی
عبد اللہ الذھبی الحافظ ایھما احفظ مسلم بن الحجاج
صاحب الصحیح او النسائی فقال النسائی ثم ذکرت ذلک
للشیخ الامام الوالد تغمد اللہ برحمتہ فوافق علیہ وکان
ابن الحداد احد ائمۃ الشافعیۃ کثیر الحدیث والحفظ لہ
ولم یحدث عن غیر النسائی وقال رضیت بہ حجۃ بینی
وبین اللہ انتھی ملخصا وحکی الامام ابوبکر البیھقی فی
الکتاب الذی صنفہ فی مناقب الامام الشافعی قیل
ان اناسا لا یصبرون علی سماع منقبۃ او فضیلۃ یذکر

لاهل البیت قط فاذا را واحد ایذکر شیئاً من ذلک
قالوا تجاوزوا عن هذا فهذا رافضی فانشاء الشافعی
یقول شعر اذا فی مجلس نذکر علیاً * وسبطیه وفاطمة
الزکیة * یقال تجاوزوا یاقوم هذا * فهذا من حدیث
الرافضیة * برئت الی المهیمن من اناس * یرون الرفض
حب الفاطمیه * انتہے موضع الحاجۃ خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ کہا علامہ
ابن صباغ مالکی نے کہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ بصیرتین اُنکی دریافت
حقایق سے قاصر ہین اور چشم بینا اُنکے مشاہدہ انوار سے کور وخاسر
ہین کہ جب وہ ہمارے اس مجموعہ مین تامل کرتے ہین ہماری کتاب
سے اعراض کرتے ہین اور بوجہ مرض لاعلاج بغض وعداوت
اہلبیت علیہم السلام کے کہ قلوب اُنکے مردہ ہین ان روایات کو
رافضیت پر محمول کرتے ہین اور بسبب ذکر فضائل اہلبیت ہمکو رافضی
بتاتے ہین حالانکہ نقل کیا ہے شیخ امام علامہ جمال الدین زرندی نے
اپنی کتاب درر السمطین مین کہ جب امام معظم مقتدائے اہل اسلام
امام محمد بن ادریس شافعی مطلبی یعنے امام شافعی نے اپنی محبت
سابقہ اہلبیت رسولؐ کے ظاہر کیا اور اپنے کو اُنکا شیعہ کہا تو بہت
کچھ اُنکے بارہ مین قیل وقال ہوئی کہ اُنھون نے اُسکا جواب بحر طویل
مین یون دیا کہ جب ہم فضیلت دیتے ہین علی کو تو جاہل لوگ ہمکو رافضی
کہتے ہین اور جب ہم فضیلت ابوبکر بیان کرتے ہین تو لوگ ناصبی کہتے
ہین پس ہم ہمیشہ اسی رفض ونصب مین رہینگے یہانتک کہ پیوند
خاک ہون اور پھر کہا لوگون نے ہمسے پوچھا کہ تو رافضی ہوگیا ہے

تو ہمنے کہا کہ رفض نہ ہمارا دین ہے نہ اعتقاد لیکن ہم دوست رکھتے ہین بہترین
امام و بہترین ہادیان انام کو اگر اسی محبت علی کا نام رفض ہے تو ہم
سب سے زیادہ رافضی ہین پھر دو شعر کے بعد کہتے ہین کہ اگر دوستی اہلبیت
ہی کو رفض کہتے ہین تو دونون جہان گواہ رہے کہ ہم رافضی ہین اور قاضی
القضاۃ عبد الوہاب سبکی نے طبقات کبریٰ مین نقل کیا ہے کہ امام نسائی جو
امام اہل حدیث تھے اور صحیح نسائی انکی صحاح ستہ مین داخل ہی جب
دمشق مین پہونچے اور وہان کتاب خصایص فضائل جناب امیر مین لکھا تو
مشائخ دمشق نے قیل وقال کرنا شروع کیا اور اس تصنیف سے بہت
ناراضی ہوکر پوچھا کہ فضائل شیخین مین کیون کوئی کتاب تصنیف نہ کیا امام
نسائی نے جواب دیا کہ دمشق مین ہم جو آئے تو یہانکے لوگونکو جناب امیر
سے بہت منحرف پایا اسوجہ سے یہ کتاب لکھی کہ شاید خدا انکی ہدایت
کرے اسپر انکو خوب زد وکوب کرکے ایک خرابہ مین ڈالدیا اور مسجد سے
نکالدیا اسپر بھی ہمہ وقت درپے اذیت رہے یہانتک کہ دمشق سے
طرف مکہ کے نکالدیا اور وہین وفات کیا عبد الوہاب سبکی کہتے ہین کہ ہمنے
ذہبی سے پوچھا کہ مسلم جسکی صحیح مسلم مشہور ہے وہ زیادہ حافظ تھے یا
نسائی ذہبی نے کہا کہ نسائی زیادہ حافظ تھے اور اسکو مینے اپنے والد سے
کہا کہ جو امام اہل حدیث تھے اُسنے بھی ذہبی کی موافقت کی اور ابن حداد
جو امام اہلحدیث شافعی المشرب تھے اُسنے سوائے نسائی کے کسی سے
روایت نہین کیا اور ابو بکر بیہقی نے کتاب مناقب شافعی مین لکھا ہے کہ
بعض سنی ایسے ہین کہ وہ کسی منقبت یا فضیلت اہلبیت طاہرین پر صبر
نہین کرسکتے جب کسیکو دیکھتے ہین کہ فضایل اہلبیت بیان کرتا ہی تو بیچین

ہو جاتے ہین اور کہتے ہین وہ لوگ کہ چھوڑو ان روایتونکو کہ یہ رافضیون کی حدیثین ہین اُسوقت امام شافعی نے یہ اشعار فرمائے کہ جب کسی مجلس مین ہم فضایل علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام بیان کرتے ہین تو لوگ کہتے ہین اے قوم چھوڑو اس تذکرہ کو کہ یہ حدیث روافض ہے خدا کیطرف پناہ لیجاتا ہون اُنسے جو محبت و تولاے اہلبیت رسول و اولاد طاہرین کو رفض کہتے ہین انتہی محصلا اور یہ اشعار امام شافعی کے تحفہ اثناعشریہ اور ترجمہ صواعق محرقہ مین بھی موجود ہین الحاصل اقوال امام شافعی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اہلسنت محبت عترت رسول کو رفض اور محب کو رفضی کہتے ہین چنانچہ اس معنے سے خود انکے امام شافعی نے اپنے کو رافضی کہا ہے جو ائمہ دین سے انکے تھے مگر چونکہ مخاطب مقلد امام شافعی کی نہین ہین تو بیشک اس معنے سے رافضی بھی نہونگے اور شاید اسی معنے سے نجات اپنی بھی ظاہر کیا ہو نہ جس معنے سے امام اعظم اُسکے رافضی تھے یعنے بوجہ ترک رفاقت حضرت زید شہید کی ورنہ تقلید برہم ہو جائیگی اور اُنکے تابع ہونے سے نکل جائینگے پس گو مخاطب بوجہ تقلید و متابعت اپنے امام اعظمؒ کے مجبور رہو اور قبول نکرے لیکن بمطابقت اطلاق امام شافعی یعنے رفض کا ہم معنے محبت اہلبیت و تشیع ہونا بتصریح اکثر علماے اہلسنت کے ثابت ہے چنانچہ اصطلاحات الفنون مین بھی ہے الروافض فرقۃ من کبار الفرق الاسلامیۃ وتسمی بالشیعۃ ایضا انتہی جس سے نجات چاہنا مخاطب کی ناصبیت و خارجیت کو مستلزم ہے فتدبر تیسری معنے رفض جو بتصریح احادیث حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے معلوم ہوتا ہے گو سنی لوگ اسکو نہ مانین مگر

مولوی محمد علی بن شیخ علی بن قاضی محمد حامد بن المفتی العلامہ محمد صابر الفاروقی السنی الحنفی التہانوی جو بطرز لغت ہے ... [illegible]

[illegible]

بہملا گو نہین الخ اور روض المناظر مین ہی کہ مراد بنی تیم سی ابوبکر ہین اور بنی عدی سی عمر اور بنی امیہ سی عثمان و معاویہ ہین اور یہ روایت

بمناسبت مقام وہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ رفض بمعنے ترک باطل و اختیار حق ہے اور ابتدا اس خطاب کی زمانہ حضرت موسیٰ سے ہے کہ جب بنی اسرائیل نے فرعون کو ترک کرکے متابعت حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو اختیار کیا تو تابعان و ہواخواہان فرعون بنی اسرائیل کو روافض کہتے تھے اور یہ نام اُسوقت سے ہملوگ شیعیان علے بن ابیطالب علیہ السلام کے لیئے جو بمنزلہ ہارون من موسیٰ سے تھے ذخیرہ کیا گیا اور موید اس معنے کے وہ ہے جو غنیہ سے اولاً مذکور ہوا کہ بسبب ترک کرنے امامت شیخین کے یہ لوگ روافض کہلاے فصدق الامام علیہ السلام قوم موسیٰ مین بنی اسرائیل بوجہ ترک فرعون رافضی کہلاے اور اس امت مرحومہ مین شیعیان امیر مومنان بوجہ ترک فرعون اس امت کے ملقب باین لقب ہوے فصدق حاقال رسول الملک العلام علیہ الصلوۃ والسلام حذ والنعل بالنعل یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ جو امور امم سابقہ مین گذرے ہین وہ اس امت مین بھی ضرور ہونگے حتی کہ اگر وہ سوراخ مورچہ مین گیئے ہونگے تو یہ بھی جائینگے لہذا اس امت مین بھی تحقیق رافضی کا ہونا بہت ضرور تھا مگر بنظر حدیث شریف نبوی درباب جناب مرتضوی انت منی بمنزلہ ہارون من موسےٰ کے مطابقت رافضیت نے شیعو نپر طرف ثانی کی مطابقت مین ایک عجیب لطف پیدا کیا کما لا یخفے بہر کیف جب رفض و تشیع بمعنے محبت علی و اہلبیت مستعمل ہوا اور مخاطب نے اپنی نجات کا رفض سے اقرار کیا اور قبل اسکے ناصبیت جو بمعنے بغض علی یا محبت ابو بکر مستعمل ہوئی ہے اُس سے بھی انکار اپنا ظاہر کیا تو نہ رافضی

معنی رفض بتحقیق بوعلی سینا

وشیعہ رہے نہ ناصبی اور سنی ہوئے فنعم ما قال ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے چوتھی معنے رفض کے بنا بر تحقیق انیق رئیس الحکما شیخ ابو علی بن سینا کی کتاب اشارات مین یہ ہے العرفان مبتدء من تفریق ونفض وترک و رفض انتہی یعنے عرفان شروع ہے تفریق سے اور نفض و ترک و رفض سے جسکی شرح مین جناب محقق طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ شیخ ابو علی بن سینا نے جمیع مقامات عارفین کو چار مرتبہ مین جمع کیا ہے کیونکہ درمیان اہل ذوق مشہور رہے کہ تکمیل ناقصین کی دو چیزون سے ہوتی ہے تنقیہ سے اور تقویت سے کہ اول سلبی ہی اور دوسرا ایجابی ہے کہ جسکو تخلیہ وتزکیہ بھی کہتے ہین لیکن درجات تزکیہ پس وہ یہی چار ہین جنکو شیخ نے ذکر کیا ایک تفریق یعنے زیاتی کرنا جدائی مین کہ کسیکو دوسرے پر ترجیح نرہے اور دوسرے نفض یعنے حرکت دینا کسی شئے کا کہ اشیا مستقرہ اُس سے جدا ہو جائین جسطرح کپڑے سے غبار کا جھاڑ دینا تیسرے ترک یعنے خلوت نشینی اور انقطاع کرنا چوتھے رفض یعنے ترک کسی شئے کا کہ بے پروائی کے ساتھ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ رفض اعلے مدارج عرفان سے ہے جیساکہ ہملوگ شیعہ سوائے دامان عترت طاہرہ کے دوسرونکے تارک اور اُنسے بے پروا ہین اور اُنکو خس وخاشاک وگرد وغبار ناپاک جانکر جھاڑ دیتے ہین لیکن تعجب یہ ہے کہ مخاطب مدعی تصوف ہوکر کہ قادری ومنعمی اپنے کو کہتا ہے پھر رفض سے جو اعلے مدارج عرفان سے ہے کیونکہ نجات دہرائت اپنی ظاہر کرتا ہے حالانکہ کل اہل تصوف باوجود شمول دیگر

عقاید باطلہ محبت اہلبیت کا جو عبارت رفض سے ہے پورا دم بھرتے ہین
پس اس صورت مین شیعہ و شافعی و ابو حنیفہ سب رافضی ہوے
بمعانی مختلفہ مگر میرے مخاطب نہ ناصبی ہوے نہ رافضی پھر باقی کیا
رہا خارجی اور تعجب نہین ہے کہ یہی ہون کیونکہ منجملہ اور مذاہب کے
جنسے انکار کیا ہے خطبہ مین خارجیت کو شمار نہین کیا ہے والسکوت
کالاقرار سیما اذا کان ابو حنیفۃ من ہولاء الاشرار
قولہ والتشبیہ **اقول اولاً** بطلان اس ہذیان کا سابقاً مذکور ہوا
اور آیندہ بھی بتفصیل آئیگا انشاء اللہ فانتظرہ **ثانیاً** بقول شخصے
درکفر ہم ثابت نۂ زنار را رسوا مکن ، مخاطب کبھی ایک امر پر ثابت
قدم نہین رہتا تشبیہ جو عین عقیدہ ان سنیونکا ہے اُس سے انکار
کیئے چلا جاتا ہے حالانکہ انکار ضروری مذہب بھی کفر ہے اور اس سے
بڑھکر کون دلیل واضح ہوگی کہ اسی عقیدہ تشبیہ کیوجہ سے اہلسنت
مشبہ کہے جاتے ہین جیسا کہ غنیۃ الطالبین مین ہے جہان اہلسنت
کے نامونکو لکھا ہے تسمیہا الجہمیۃ والنجاریۃ مشبہۃ لا
ثباتہا صفات الباری عز وجل من العلم والقدرۃ والحیوۃ
وغیرہا من الصفات انتہی یعنے اہلسنت کو جہمیہ و نجاریہ مشبہ کہتے
ہین اسوجہ سے کہ یہ لوگ صفات باری عز وجل کو ثابت کرتے ہین مثل
علم و قدرت وحیوۃ وغیرہ کے **ثالثاً** ثابت کرنیوالے تشبیہ کے
بہت سی روایتین صحاح اہلسنت مین موجود ہین مثل صحیح بخاری
ومسلم ومشکوۃ وغیرہ کے عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ
خلق اللہ آدم علی صورتہ کما فی المشکوۃ یعنے پیدا کیا خدا نے

بر محبت ہم ہمین اہلسنت

صفحہ ۲۱۲ غنیۃ الطالبین

آدم کو اپنی صورت پر ہر چند ایسی روایتون کے بعض اہلسنت مثل ضحک اللہ حتیٰ استلقی خدا اسقدر ہنسا کہ چت لیٹ گیا تاویل کرتے ہین مگر احادیث رویت کالقمر فی لیلۃ البدر یعنے چودہوین رات کے چاند کیطرح خدا کو دیکھینگے۔ اپنی ضروریات دین سے جانتے ہین پھر اس سے بڑھکر تشبیہ کیا ہوگی قولہ والتعطیل اقول یہ دعوی بھی صداقت سے معطل و مبرا ہے بچند وجہ اوّل یہ کہ تعطیل اصطلاح مین کہتے ہین نفی صفات ہفتگانہ خدا کو جو مسمیٰ بائمہ سبعہ ہین کہ وہ علم وحیات و قدرت و اختیار و ارادہ و سمع و بصر ہین اور جمہور اشاعرہ ہر چند قایل صفات باری تعالےٰ کی قدیم ہونیکی ہین لیکن کہتے ہین علم قدیم ہے اور تعلق حادث ہے پس بیشک یہ قول مستلزم حدوث صفات ہے اور حدوث صفات مستلزم ہے نفی علم بحوادث کو اور یہ عین تعطیل ہے جیساکہ محقق دوانی نے بھی شرح عقاید مین اسکی تصریح کی ہے اور شرح دوانی مین ہے ان المتکلمین قالوا ان العلم قدیم والتعلق حادث ولا یخفی ان ھذا یفضی الی نفی علمہا بالحوادث فی الازل یعنے متکلمین نے کہا ہے کہ علم قدیم اور تعلق حادث ہے اور مخفی نہین ہے کہ یہ موجب ہے نفی علم حوادث کو ازل مین دوسری یہ کہ ہر چند اشاعرہ قائل بقدم صفات ہین مگر صفات باری کو عین ذات نہین کہتے ہین بلکہ زاید بر ذات جانتے ہین لہذا مرتبہ ذات مین سلب صفات لازم آتا ہے اسواسطے کہ جو چیز کہ ذات و ذاتی شئے کی نہو بلکہ خارج از شئے ہو تو ثبوت اُس چیز کا واسطے اس شئے کے ضروری نہوگا مگر بعلت اور جو معلول بعلت ہو وہ ممکن بالذات ہے پس صفات واجب تعالےٰ

[1] جس وجہ سے امام رازی نے کہا کہ نصاریٰ تین قدیم قایل کرنے سے کافر ہوے اور اشاعرہ نو قدیم کے قایل ہین کہ یعنی [illegible]

[illegible] تعالےٰ [illegible]

قایل تعطیل بھی [illegible] اہلسنت [illegible]

ممکن ہونگے اور جو ممکن ہے وہ حادث یعنے مسبوق بالعدم ہے پس
بنابر اعتقاد اشاعرہ حسبمین مخاطب وشاہ صاحب داخل ہین حدوث
صفات باریتعالےٰ لازم آتا ہے وھو خلف سبحان ربک رب
العزۃ عما یصفون تیسری اسپر بھی اگر تسکین خاطر والانہو تو اکابر
محققین اہلسنت کی تصریح صریح دکھاتا ہون کہ فرقۂ اشاعرہ قائل
بہ تعطیل ہین اور تعطیل انکو لازم ہے علامہ صالح بن مہدی مقبلی جو
اکابر اہلسنت سے ہین اور تعریف اُنکی بدر طالع کاشانی اور اتحاف
النبلاء مولوی صدیق حسن خان سے کالبدر الطالع ظاہر ہے اپنے
مسائل ملحقہ بابحاث مسددہ مین بحث حسن وقبح اشیا مین فرماتے ہین
وقد فرع علیھا البیضاوی من منہاجہ جواز التکلیف
بالمحال لذاتہ قال لان حکمتہ تعالیٰ لا تستدعی غرضا فلا
تستدعی التکلیف بالفعل الاتیان بہ وھذا منہ تعطیل
لمعنے الطلب فیتعطل جمیع التکالیف ولم ار غیرہ اجترء علی
ذالک وھو من الخصین لاصول الاشعریہ وحاصل التعطیل
کما تری انتہی یعنی بیضاوی نے اپنی کتاب منہاج مین جائز کیا ہے
تکلیف بمحال لذاتہ کو اور کہا کہ حکمت خدائے تعالےٰ مستدعی کسی غرض
کو نہین ہے پس تکلیف دینا اُسکا کسی فعل کے لیے اُس سے بجالانا اُسکا
مقصود نہین ہے پس اس بنا پر تعطیل معنے طلب فعل لازم آتا ہے
اور جمیع تکالیف معطل ہو جائینگی اور ہمنے کسیکو سوائے اس بیضاوی کے
نہ دیکھا جو ایسی جرأت کرے حالانکہ یہ اُنلوگو ن سے ہے جسنے اصول
اشاعرہ کو مہذب اور خلاصہ کیا ہے کہ حاصل اُسکا عین تعطیل ہے اور

ص ۱۴۲ مسائل ملحقہ

معلوم ہوا اہلسنت سے

خرافت اسکی ظاہر ہے انتہی **قولہ والاعتزال اقول** چونکہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ اشعری ومعتزلی دونون کو سگ زرد برادر شغال اور باطل جانتے ہین لہذا اس خانہ جنگی مین دخول کرنا بیسود جانتے ہین گوشت خر دندان سگ مگر بعد مراجعت باحوال طرفین کئی بات ضروری لکھنا پڑا اول یہ کہ اصل مذہب اہلسنت جب سے کچھ علم وفہم وادراک کا انمین وجود ہوا اور اہل علم کہلانے لگے یعنے زمانہ حسن بصری تابعی کے بعد سے تمامی اہلسنت کا مذہب معتزلہ تھا الا من شذ اور یہی مذہب حق انکے یہان شمار کیا جاتا تھا چنانچہ خود ائمہ اربعہ انکے اور ابو الحسن اشعری سب کے سب شاگرد معتزلہ تھے چنانچہ کتاب جواہر التوحید مین ہے وجاء بعد واصل الخ جس سے یہ بات اثبات کو پہونچی کہ بانی اول مذہب اشاعرہ کا ابو الحسن اشعری پہلے خود بھی معتزلی تھا اور شاگرد بھی معتزلی کا تھا اور استاد شاگرد مین جب مخالفت ہوئی تب اس لایق شاگرد نے ۲۶۵ھ ہجری مین ایک اپنا مذہب دوسرا نکالا جسکو اشاعرہ کہتے ہین اب خدا جانے استاد حق پر تھا کہ شاگرد اگرچہ بیشتر خطا خردون ہی سے ہوتی ہے کما ہو المشاہد دوم یہ کہ بعد اس ایجاد واختراع مذہب جدید ومخالفت استاد وشاگرد وتکاثر مذہب اشاعرہ واہل مذہب اسکے ہنوز انکے یہان یہ امر غیر محقق ہے کہ لفظ اہلسنت وجماعت کے مصداق کون ہین اشاعرہ یا ماتریدیہ جیسا کہ بحر المذاہب مین ہے ثم ان اہل السنۃ والجماعۃ قد اختلف العلماء فیہم ہل ہم الاشاعرۃ او الماتریدیہ فالمشہور فی دیار خراسان والعراق والشام الخ ازینجاست

مذہب اشعری کا اول بانی ابو الحسن اشعری ہے

[Margin notes:] وجاء بعد واصل ابو علی الجبائی وکان ابو الحسن مع جودۃ تلمیذ الدفقہ بر فی العقاید بمذہبہ اہ جواہر التوحید علی حاشیہ غنیۃ الطالبین ۱۲ ... الاقطار بہم الاشاعرۃ ... اصحاب ابی الحسن علی بن اسمعیل بن اسحاق بن سالم بن عبد اللہ بن بلال بن ابی بردۃ بن ابی موسی الاشعری صاحب رسول اللہ وہو اول من خالف اباعلی الجبائی ورجع عن مذہبہ الی آخرہ بحر المذاہب ۱۲

کہ شاہ سلامۃ اللہ اپنے کو ماتریدیہ کہتے ہین اور حیدر علی اپنے کو اشعری
اور ماتریدیہ کو ملعون کہتے ہین اور معتزلہ ان دونون کو کافر و
ملعون کہتے ہین پس ہرگاہ یہ امر غیر محقق ہے تو ایک سے نجات ظاہر
کرنا اور دونون کو ناتحقیق چھوڑنا وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی بہرکیف
یہ امر معلوم ہوا کہ ہنوز اہلسنت کا مصداق غیر معلوم ہے اور حقیقت
اشاعرہ بھی غیر مشعور رہا ہے سوم باوجود اتحاد کے اصول مذہب مین
مثل خلافت خلفا وغیرہ کے جیسا کہ شاہ جی نے لکھا ہے کہ عقیدہ ششم
آنکہ امام بعد از رسول ابوبکر صدیق است وہمین است مذہب اکثر اہل اسلام
وشیعہ منفرد اند بانکار این عقیدہ الخ صرف مخالفت بعض مسایل فرعیہ کی
وجہ سے جو عام علما مین ضروریات سے ہے فرقۂ معتزلہ سے نجات
چاہنا اور مذاہب اربعہ مثل شافعیہ وحنفیہ وحنبلیہ و مالکیہ وغیرہ سے
راضی رہنا اور انسے نجات نہ چاہنا باوجود اختلافات کثیرہ کے جو اضعاف
مضاعف اختلافات مابین اشاعرہ ومعتزلہ کے ہین انحضرت کی ناصبیت
کو فاش کرتا ہے کہ چونکہ معتزلہ بعض اقوال مین اتفاقا درباب بعض فضائل
اہلبیت علیہم السلام موافق شیعہ کے ہوگئے ہین لہذا قابل نجات چاہنے
کے ہوے اور ائمہ اربعہ چونکہ مباینت تامہ فرقہ حقہ سے رکھتے ہین
باوجود اختلافات باخود با قابل برات نہ قرار پائے اور یہی وجہ ہے
کہ جیسا اشاعرہ کو اصولاً ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے عداوت وبغض
وعلیحدگی ہے ویسا ہی حنفیہ کو فروعات مین بغض وعناد تام ہے لہذا یہ
اصول و فروع اہلسنت کو زیادہ مرغوب ومطبوع ہوے بہ نسبت
شافعی وغیرہ کے چہارم یہ کہ مخاطب نے مابعد اسکے جہان حدوث مذہب

شیعہ اور قدم مذہب تسنن کو بیان کیا ہے سن ظہور مذہب اثنا عشریہ
۲۶۶ سنہ مین لکھکر اپنے مذہب کی قدامت پر بہت کچھ ناز و کرشمہ دکھایا
ہے اب بوجہ حادث ہونے مذہب اشاعرہ کے ۳۶۵ سنہ مین جیسا کہ
کتب تواریخ و بحر المذاہب و ملل و نحل سے ظاہر ہے جسکا بیان جلد
پنجم مین بتصریح ہوگا اور یہان مختصرا ہوا وہ ناز بے انداز انکا مبدل
بالم جان گداز ہوگیا اور راز انکا فاش ہوگیا کہ براہ پیش بندی اپنے
مذہب کے حدوث و جدت کے اخفا کے لیئے یہ بیان صریح البطلان
سراسر افترا و بہتان وقوع مین آیا سو نے فرعت محکم آمدنے اصول
شرم بادت از خدا و از رسول، **قولہ والارجا، اقول** باوجود دعوے
حنفیت یہ قول بھی کئی وجہون سے مردود ہے پہلی یہ کہ غوث اعظم
آپکے اپنی غنیہ مین فرماتے ہین اما المرجیۃ ففرقہا اثنا عشر فرقۃ
الجہمیۃ والصالحیۃ والشمریۃ والیونسیہ والنجاریۃ و
الغیلانیہ والشبیبہ والحنفیۃ الخ یعنے لیکن مرجیہ پس اُسکے بارہ
فرقے ہین جہمیہ صالحیہ شمریہ یونسیہ یونانیہ نجاریہ غیلانیہ شبیبہ حنفیہ
معاذیہ مریسیہ کرامیہ پھر فرماتے ہین اما الحنفیۃ فہم اصحاب ابی
حنیفۃ نعمان بن ثابت جسکے نیچے ترجمہ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کا
یہ ہے اما حنفیہ پس ایشان یاران ابوحنیفہ کوفی اند کہ نامش نعمان بن
ثابت است الخ اور اس مضمون کو دوسرون نے بھی آپکے ائمہ دین
سے مثل خطیب بغدادی و امام غزالی و حمیدی و سفیان ثوری وغیرہ
کے لکھا ہے جیسا کہ مابعد اسکے آویگا انشاء اللہ تعالےٰ پس ارجا سے
نجات چاہنا اور اُسکو بطالات مین ملانا مستلزم ہے حنفیت سے استبرا

ص ۱۲۷ و ۱۳۳ غنیۃ الطالبین

ص ۲۳۰ غنیۃ الطالبین

کرنیکو اور آسکے بطالات مین ملانے کو اور غالباً یہ آپکو منظور نہوگا
والا فلك الخيار دوسری جب حنفیہ ایک فرد ہے افراد مرجیہ
سے اور مرجیہ و قدریہ کو جو رسول اللہ نے فرمایا ہے شاید آپ کو
معلوم بھی ہوگا مشکوۃ شریف مین ہے قال رسول اللہ صنفان
من امتی لیس لهما فی الاسلام نصیب المرجیہ والقدریہ
یعنے دو قسمونکو میری امت سے اسلام مین سے کوئی حصہ نہین ہے
ایک مرجیہ دوسرے قدریہ پس بتصریح اپنے غوث اعظم کے آپ
مرجیہ ہوے اور حسب ارشاد فیض بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم آپ کو اسلام سے کچھ بہرہ نہین ہے اور جسکو اسلام
سے بہرہ نہین ہے وہ بیشک کافر ہے ان الذین کفروا وماتوا وهم
کفار اولئك عليهم لعنة الله والملئكة والناس اجمعين
خالدين فيها لا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون
قولہ والجبر اقول اولاً اگر مخاطب اشعری نہوتا تو یہ دعوے
کسیطرح ممکن تھا مگر بعد اشعری المذہب ہونیکے یہ دعوے سراسر
دروغ بیفروغ ہے جیساکہ اصطلاحات الفنون مین ہے اما اهل
السنة والجماعة وكذا النجارية والضرارية جبرية متوسطة
ای غیر خالصة الخ یعنے اہلسنت وجماعت اور نجاریہ وضراریہ
سب جبریہ متوسطہ ہین الخ ثانیاً سابقاً ذکر ہوا کہ اہلسنت والجماعت
سے مراد باطلاق صحیح اشاعرہ ہین جیساکہ بحر المذاہب سے گذرا اور
آیندہ مذکور ہوگا اور تعداد نجاریہ وغیرہ کا بعد اہلسنت کے بھی
موید علیحدگی و تفریق کی ہے ثالثاً مابعد اسکے مذکور ہوگا کہ ابن تیمیہ

مرجیہ ہونا حنفیہ کا

ص ۲۰۰
اصطلاحات الفنون

جبریہ ہونا اہلسنت کا

اور امام غزالی اور امام رازی اور عبد العلی بحر العلوم اور محب اللہ بہاری صاحب مسلم اور صاحب مواقف وغیرہ نے نقل کیا ہی کہ جتنے اشاعرہ ہین سب جبریہ ہین پس نجات ظاہر کرنا جبریت سے اور الحاق اُسکا بطالات مین موجب زوال مذہب مخاطب باکمال ہے

قولہ والقدر اقول یہ دعوی بھی بچند وجوہ باطل ہے پہلی یہ کہ جب قدریہ فرقہ معتزلہ کو کہتے ہین اور پہلے اسکے مخاطب نے اعتزال کا ذکر کیا ہے پھر یہ تکرار لغو موجب جہل یا غفلت یا سہو ہے جیسا کہ قاموس مین ہے المعتزلۃ من القدریۃ اور اصطلاحات الفنون مین ہے ویطلق القدر ایضا علی اسناد افعال العباد الی قدرتھم ولذا یلقب المعتزلہ بالقدریۃ کذا فی شرح المواقف یعنے بندونکے افعال کی نسبت کرنا طرف اُنکی قدرت کے اسکو قدر کہتے ہین اور اسی وجہ سے معتزلہ قدریہ کہلاتے ہین جیسا کہ شرح مواقف مین ہے دوسرے خواجہ حسن بصری کہ خود مخاطب جسکا کیسا معتقد و معرف و مداح ہے اور اُنکو پیشوایان امت سے اسی ضرب منکر مین لکھا ہی وہ بھی قدریہ تھے جیسا کہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے الحسن بن یسار مولی الانصار سید التابعین فی زمانہ بالبصرۃ کان ثقۃ حجۃ راسا فی العلم والعمل عظیم القدر وقد بدت منہ ھفوۃ فی القدر انتہی یعنے حسن بن یسار سید تابعین سے تھے بصرہ مین اپنے زمانہ مین اور ثقہ وحجہ تھے علم وعمل مین اور وہ قایل بہ قدر ہوے تھے پھر اگر قدریت سے برات ظاہر کی تو حسن بصری سے بھی استبرا لازم تھا اور بقول مخاطب جب اولیاء امت کا

ص ۲۱۷ ضرب منکر

قدریہ ہونا حسن بصری کا

سلسلہ ایسون ہی تک ختم ہوتا ہے جو قدریہ تھے تو واے بر حال غیر
اولیا فصدق قولہ تعالی والذین کفروا اولیاؤھم الطاغوت
یخرجونھم من النور الی الظلمات الآیۃ **تنبیہ** صاحبان
عقل سلیم پر بخوبی ظاہر ہے کہ جتنے مذہبون سے مخاطب نے باین
اہتمام و شدت تمام نجات و برات اپنی اس خطبہ مین ظاہر کی ہے وہ
سب افراد اہلسنت سے ہین سواے ایک رفض کے جو مرادف تشیع
اور بمعنی محبت جناب امیر المومنین و ائمہ طاہرین و اہلبیت معصومین
علیہم السلام کی ہے بمقابل تسنن و نصب کے اور واقعی جو محب
شیخین اور امت ابو حنیفہ مرجی و جہمی و مجسمی و معتزلی و قدری مجوس
ہذہ الامۃ و خارجی سے ہو وہ شیعہ و رافضی کیونکر ہو سکتا ہے مگر
بمعنے دوم جس معنے سے ابو حنیفہ کوفی رافضی تھے فتدبر و تفکر **قولہ**
وغیرھا من البطالات **اقول** بطلان نجات مخاطب کا بطالات
مذکورہ سے مذکور ہوا اور عرض کتاب مین بھی عند الموقع مذکور ہوگا
لیکن غیر ان بطالات مذکورہ کے بہی اسی قیاس پر اگر خاص متبرعات
حضرات سینہ سے ہین تو بمصداق مشتے نمونہ از خروارے ان بطالات
سے مخاطب کی نجات کب ہوئی جو اور بطالات و مبتدعات و مخترعات
سے نجات ان حضرات کی متصور ہوگی ؎ تو کار زمین را نکو ساختی
کہ بر آسمان نیز پرداختی **قولہ** وجعلھم ائمۃ یھدون الخ **اقول**
اولاً اگر امامت رسل سے مراد معنی لغوی ہے جسمین کتب سماوی و لوح
محفوظ و غیرہ بھی شامل ہین اور کلام باری انھین معانی سے نازل
ہے تو مسلم ہے لیکن تمہید مخاطب کو مفید نہین ہے کیونکہ بحث امامت

اصطلاحی مین ہے نہ معنی لغوی مین اور اگر بمعنے مصطلح متکلمین ہی جیسا
کہ خود منکر نے اپنے اسی ضرب منکر مین کہا ہے کہ مذہب اہلسنت وجماعت
مین ایک مسلمان بالغ عاقل آزاد قرشی صاحب شوکت کو جو حوزۂ
اسلام کو دست تعدی کفار سے نگاہ رکھ سکے وحدود واحکام جاری
کر سکے وحق مظلوم کا ظالم سے دلانے پر قادر ہو وسکے نزدیک
ظاہر ہوا امام بنانا مسلمان پر واجب ہے انتہی پس اسطرح کی
امامت کل انبیا کے لیئے ثابت کیجئے تب یہ دعوی پیش فرمایئے ور
دونہ خرط القتاد حالانکہ ان صفات کے ساتھ کوئی نبی اولین و
آخرین سے بلکہ خیر المرسلین بھی متصف نہین ہین مگر آپ شاید نبوت
کو بھی مثل خلافت ثلاثہ کے جعلی باختیار مسلمانان بنایئے اور آیات
قرانی و احکام ربانی سے دست بردار ہو جایئے تو دعوی صحیح ہو سکتا
ہے ثانیا یہ کہ امام بنانا تو آپکے نزدیک مسلمانونکی سازش سے ہوتا ہی
یہان خدا کیطرف کیون نسبت دیا کہ وجعلھم ائمۃ یھدون
فرمایا یعنے خدا نے انکو امام بنایا جو ہدایت کرتے ہین یہ تو مذہب اہل حق
شیعہ اثنا عشریہ ہی کا ہے کہ امام کو منجانب خدا مقرر ہونا چاہیئے چنانچہ
شاہ صاحب نے بھی فرمایا ہے وشیعہ متفرد اند الخ ثالثا یھدون کی قید
شاید بغرض تفریق درمیان امام نصب کردہ خدا ونصب کردہ انسان
کے لائے ہین کہ اول ہادی ومہدی ہے دوسرا ضال ومضل ومن
یضلل اللہ فلا ناصر لہ فافہم وتامل قولہ لعل الامم بھا
یھتدون اقول اولا قولہ ھدی للمتقین الخ کے بعد منکر کا
لیت ولعل محض لغو ومہمل ہے ثانیا بعد ذکر دو ہادیون کے کہ

چونکہ اصل رسالہ ضرب منکر مین نقص بقصاد مجمہ مرقوم تھا
نقل مطابق اصل بعینہ نقل ہوا

رسل وکتب ہین طمع اہتداے اہم صرف آخر یعنے کتب سے جو مرجع ضمیر بہما
ہے طمع اقتداے خاص ہے ساتھ قابل حبیب کتاب اللہ کے فتدبر کر
وتفکر قولہ وخص من بین الخ اقول ہرچند مین بلحاظ ایفاے
وعدہ درباب عدم تعرض اغلاط لفظی وخرافات معنوی وترکیبی مخاطب
اکثر جا دیدہ و دانستہ اعراض وچشم پوشی کرتا ہون مگر جہان کہ احتمال
تعدی ضلال ہو ناچار تصدی باصلاح یا ابطال کیجاتی ہے ازان قبیل
یہان بھی خص جو بضاد معجمہ تحریر ہوا بخیال بے ادبی یا محال عادی
ہونیکے جیساکہ منکر نے شخص ذی استعداد سے ترجمہ کو ترجمعہ لکھنا محال
عادی کہا ہے تاویل بتقصیر وخطاے کاتب کرکے خص بصاد مہملہ تصور کیا
لیکن ع لن یصلح العطار ما افسد الدہر خص کا استعمال بھی تو
جیساکہ قاموس وغیرہ کتب لغت مین ہے خصہ بہ ہونا چاہیئے اور
یہان مخاطب نے فقط خص کہا ہے جسکے معنے یہ ہوے کہ خاص کیا اللہ
نے سب نبیوںین سے اپنے حبیب کو پس جس بات کے ساتھ خاص کیا
اسکا کچھ ذکر نہین ہے کمال حیرت ہے ان فحول سے جو باوصف مفتی اور
تمام کے وکیل ہونے اور نصرت امام اعظم مین اپنے نصرۃ المجتہدین لکھنے
کے عند الاصلاح ایسے ایسے رکاکت فاحشہ کو بھول چوک گئے اور یک
خطاو خطایا مابعد کو خیال نکیا حالانکہ ادنے مبتدی بھی ایسی خطاے
فاش وافحش نکریگا سچ تو یہ ہے کہ حب الشیخین انپر ایسی غالب ہوئی کہ انہون
نے اس خیال سے کہ خلفا کا کہین جلد ذکر آجاے رسول کے خصوصیات کو
بھی بھلادیا اور حب الشئ یعمی ویصم کے مصداق بن گئے چنانچہ بعد ہی
اسکے ذکر خلفا مین بالاستخلاف لکنا نہ بھولے قولہ وجعل اصحابہ الکرام

ص
ضرب المنکر چونکہ مجیب
مصیب ایک شخص صاحب
استعداد تھا اُس سے
ایسی غلطی فاش محالات
عادیہ سے ہے ۱۲

خصوصیات
رسول

اقول سچ ہے سہ کار عاشق جز تماشاے وصال یار نیست ہ فضیلت ہوگی لیکن مگر آپ اُسکو خلفا ہی کے لئے تصور کیجیگا منکر نے جس آیہ کو کاٹ چھینٹ کے یہان لکھا ہے وہ یہ ہے سورۂ نور مین قال اللہ تعالےٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون الآیہ نہین معلوم اس آیہ کے کون لفظ سے وعدہ استخلاف کو مخصوص باصحاب کرام خصوصاً خلفاے راشدین سمجھا ہے حالانکہ حق سبحانہ تعالےٰ نے عام مومنین صالحین سے وعدہ کیا ہے مگر آپنے سبکو حق لیلا کردیا شاید یہ اشتباہ لفظ منکم سے جو مفید خطاب ہے آپکو پیدا ہوا ہو تو اولاً جب لفظ منکم سے خطاب عام جمیع حاضرین مومنین صالحین سے ہے تو اُسوقت کے مومنین صالحین اصحاب وغیر اصحاب سبکو شامل ہوگا پھر تخصیص باطل ہے ثانیاً یہ کہ ایسے خطابات عامہ قرآن کے ہرگز مخصوص بزمان رسول رب منان نہین ہوسکتے ورنہ لازم آتا ہے کہ جتنے احکام بصورت خطاب ہین وہ سب اُسی زمانہ کے موجودین حاضرین بلکہ خاص صحابہ کرام بلکہ خاص خلفاے راشدین ہی کے ساتھ مخصوص ہون تب تو آپ بہت سے چھوٹے ناحق نماز و روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ بجالاتے ہین شاید اسیوجہ سے آپ لوگ تارکان عبادت کو اولیاء اللہ سے شمار کرتے ہین اور اُنکی جذب اور ریڈ کا دم بھرتے ہین بہرحال آپ کسیطرح ثابت نہین کرسکتے ہین کہ یہ آیہ واقعی بدایہ مخصوص باصحابہ کرام

آیہ استخلاف

یا خلفاے راشدین آپکے ہے بلکہ یہ خطاب عام جمیع مومنین کے ساتھ ہے جیساکہ تفسیر زاہدی وغیرہ سے مابعد مذکور ہوگا انشاءاللہ اگر یہ خطاب صحابہ یا خلفا کے ساتھ مخصوص تھا تو خلفا نے کیون اس آیہ سے استدلال نکیا اور نہ کسی نے وقت منازعت ومخاصمت سقیفہ مین پیش کیا جو خلیفۂ اول انصار سے خلافت کو قریش مین لانیکے لئے محتاج خبر واحد الایمہ من قریش ہوے اور تعیین کے لیئے محتاج دستگیری ابوعبیدہ وعمر بہ بیعت و اجماع بنی راہ گیا صدر اول مین یا ثانی مین کسی نے حقیت خلافت ثلثہ یا اربعہ پر اس آیہ کو پیش نکیا اب یہ حضرات بقول شخصے پیران نمی پرند مریدان می پرانند خلافت خلفا کو قرآن سے ثابت کرنیکی ہوس مین یہ تاویلات بعیدہ وتحریفات جدیدہ عمل مین لاتے ہین فافہم وتذکر خامسا امام شافعی آپکے فقط ہارون رشید کے دربار مین اپنے حاضر ہونیکو استخلاف کہتے ہین اور اسی آیہ سے استدلال کرتے ہین کما سیجیٔ سادسا آپکے اصحاب کرام اور خلفای ثلثہ کا ایمان ہے غیر مسلم ہے چہ جائیکہ عمل صالح انکا ثابت ہو کما سیجیٔ قولہ خصوصا منھم الخلفاء الراشدین اقول اولا یہ تخصیص مخاطب کی بلا مخصص ہے اسیلئے کہ جو خلافت من اللہ ہے وہ کل کے لیئے ہے اور خلافت خلفا من اللہ نہین بلکہ من الناس ہے فالتخصیص باطل کما مر ثانیا خلفاے راشدین سے اگر وہ لوگ مقصود ہین جو مقصود رسول رب ودود تھے جیساکہ روضۃ الاحباب مین جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے شنیدم از جابر بن عبداللہ انصاری کہ میگفت کہ چون ایزد تعالے نازل گردانید بر پیغمبر خدا این آیہ یا

شاہ عبدالعزیز ... (marginal handwritten notes, largely illegible)

ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم گفتم یارسول اللہ می شناسیم خدا ورسول او را پس کیست
اصحاب امر کہ خدائیتعالے اطاعت ایشانرا قرین ساختہ است
بطاعت خود پس گفت رسول اللہ ھم خلفائی من بعدی اولھم
علی ابن ابیطالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم
محمد بن علی المعروف فی التوریہ بالباقر وستدرکہ یاجابر
فاذا لقیتہ فاقرء ہ منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد
ثم موسی بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی
بن محمد ثم الحسن بن علی ثم حجۃ اللہ فی ارضہ وبقیتہ
فی عبادہ محمد بن الحسن بن علی ذلک الذی یفتح اللہ عز
وجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا وذلک الذی یغیب
عن شیعتہ واولیاءہ غیبۃ لایثبت فیہا علی القول بامامتہ
الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان الخ کما سیجئی انشاء اللہ مفصلا
یعنی حضرت جابر سے روایت ہی کہ جب آیہ اطیعوا اللہ نازل ہوا کہ اے
وہ لوگ جو ایمان لاے ہو اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول
کی اور صاحب امر کی جابر نے پوچھا یا حضرت خدا و رسول کو تو جانا
باقی اولی الامر کون ہین جنکی اطاعت کا خدا نے حکم دیا حضرت نے
فرمایا اے جابر اولی الامر وہی لوگ ہین جو میرے خلیفہ ہین پہلے علی بن
ابیطالب پھر حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین زین العابدین پھر محمد بن
علی جنکا نام توریت مین باقر ہے قریب ہے اے جابر کہ تم سے اور انسے
ملاقات ہو میرا سلام انکو پہونچانا انکے بعد جعفر صادق پھر موسی کاظم

اسماء آئمہ اثنا عشر بقول رسول از روضۃ الاحباب

پھر علی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی پھر حسن عسکری بعد انکے حجۃ خدا امام
مہدی محمد بن حسن عسکریؑ اسکے ہاتھ پر خدا مشرق و مغرب کو فتح
کریگا اور یہ شخص اپنے شیعون سے غائب رہیگا اسکی امامت کا وہی
شخص قایل ہوگا جسکے دلکا خدا نے امتحان کیا ہو اور ایمان اسکا صحیح
ہوگا تمام ہوا ترجمہ حدیث مذکورہ تحفۃ الاحباب پس لاریب فیہ کہ یہ لوگ
بے شبہہ مصداق اس آیہ کریمہ کے ہین اور وعدہ باری انکے ساتھ بھی
ہے گو بسبب الملل افراد مومنین ہونیکے وہ زیادہ مصداق اسکے ہین
مگر چونکہ آپکے نزدیک سبکا اصحاب اصطلاحی ہونا غیر مسلم ہے اور
خلافت و امامت کے بھی قایل نہین چنانچہ قول مخاطب خصوصًا منہم
الخلفاء الراشدین شاہد اسکا ہے لہذا بیشک مقصود آپکا خلاف مقصود
آنحضرتؐ ہوگا اور خلاف مقصود رسول ہرگز قابل قبول نہین ہے
ثالثًا اگر مطابق مقصود آپکے خلفاے ثلثہ مراد ہون اور انکا متصف
بصفت امنوا وعملوا الصلحات ہونا بھی ہم تسلیم کرلین تو بھی تکذیب آپ
کی مقصود کے خود مضمون سے اس آیہ کریمہ کے ہو جاتی ہے بچند
وجہ پہلے جب استخلاف بمعنے کسے را بجاے خویش نشانیدن ہے پس
ظاہر ہے کہ خدا و رسول نے ان ثلثہ سے کسیکو اپنی جگہ پر نہین
بیٹھایا نہ اپنی زندگی مین کبھی نہ مرنے کے بعد بلکہ خود یا باغواے اخوان
خود خلیفہ بن بیٹھے جو ضروریات مذہب سے آپکے اور اجماعیات
سے ہے پس جہان آپلوگ مادہ خلعت پاتے ہین اس سے اپنی خلفا
ہی کو سمجھ لیتے ہین اسکا کیا علاج ہے دوسرے ان لوگونمین تمکن دینے
الدین المرضی للہ غیر مسلم ہے بجہلہم وخطائہم نے دین اللہ جیسا کہ

اسپر قضیہ مقبولہ لولا علی لهلك عمر اور امثال اسکے شاہد عادل ہین تیسری تبدیل خوف بامن مطلق مطابق وعدہ خدا کے ان تینونین کیسکو حاصل نہوئی خصوص خلیفہ ثالث کو کہ زندگی مین انکا کیا حال ہوا اور بعد شہادت جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین اور آیندہ ہوگا پس اگر اسیکو تبدیل خوف با من اور تمکن فی الدین کہتے ہین تو شیخین سے افضل ہوے چوتھے عموماً اکثر صحابہ کے بہ نسبت بھی تحقق امن مین کلام ہی مثل حضرت ابو ذر و ابن مسعود و سعد بن عبادہ و عمار یاسر وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے بلکہ تمکن فی الدین انکا بھی بنا بر اصول سنیہ کے محل نظر ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سبب سے جب ضرب و ستم و سب و شتم ہوا اخراج بلد واقع ہو پھر تمکن کہان رسولؐ کی حدیث بیان کرنیکی ممانعت کیجاے والا سزاے الحاق بجبل دوس تجویز ہو پھر امن کہان تمکن فی الدین کہان متحقق ہوا بالجملہ اس آیہ کریمہ کے تخصیص بہ صحابہ پھر خلفاے راشدین اور ارادۂ استخلاف سے استخلاف کذائی سراسر تحریف کلام کبریائی ہے قولہ بالاستخلاف فی الارض **اقول** اگر مراد استخلاف فی الارض سے معنی اصطلاحی خلافت ہے یعنے ریاست عامہ مسلمین بہ نیابت رسولؐ تو معلوم ہے کہ اہلسنت کے نزدیک یہ امر باختیار ناس ہے جیسا کہ خود صحیح بخاری مین بھی ہے الم استخلف فما استخلف رسول اللہ یعنی حضرت عمر نے کہا اگر ہم خلیفہ نہین کرتے تو رسول خدا نے بھی اپنا خلیفہ کسیکو نکیا بلکہ خود تحفہ اثنا عشریہ مین ہے کہ خلیفہ کو باختیار رعایا ہونا چاہیئے و نکر اگر بنص خدا و رسول ہو تو مفاسد عظیمہ لازم آتے ہین پس

تحفہ اثنا عشریہ صـ ۳۶۲

پس فعل اختیاری ناس کو فعل خدا کہنا یا مبتنی بر مشیئت الجائی ہے تو وہ خلاف اختیار ہے یا مبتنی بر مذہب جبر ہے وہ بھی خلاف اختیار ہے یا مبتنی بر مذہب ہمہ اوست ہی وہ بھی خلاف اختیار متکلمین ہے یا مبتنی بر عدم المنع من اللہ ہے پس اس صورت مین کل افعال ظلمہ فعل خدا ہو جائینگے پس قتل حضرت یحییٰ و زکریا و شہادت جملہ شہدا اور خلیل کا آتش نمرودی مین گرایا جانا چونکہ کل بعدم المنع من اللہ تھے تو یہ سب فعل خدا ہو جائینگے وہو کما تری بالجملہ دلالت اس آیہ کی استخلاف مذکور پر کسیطرح درست نہین ہے نہ عقلاً نہ نقلاً والا لازم آتا ہے کہ خلافت و سلطنت یزید و متوکل بھی مصداق اس آیہ کے ہو از ینجا است کہ خود مولوی حیدر علی نے بھی بعد کمال گاو تازی و شعبدہ بازی اسکا اعتراف کیا ہی جیسا کہ ازالۃ الغین صفحہ مین ہی اما موعود بودن خلفا بخلافت پس محتمل است کہ باستفاضہ و شہرت احادیث نرسیدہ و این ترتیب خاص شہرت نگرفتہ باشد الی ان قال پس ازینجا بکمال تدقیق و مناظرہ دانی یار غار حضرت رسول ربانی پے توان برد کہ بتلاوت این آیت مشغول نشدند تا اگر بعضے انصار گویند کہ بکدام لفظ ثابت میکنی کہ استخلاف مہاجرین مراد است قیل و قال بطول خواہد کشید و اوشان خواہند گفت کہ ایا ما ایمان نداریم و اعمال صالحہ نکردہ ایم الخ یا وصفیکہ اُس زمانہ کو خیر القرون کہتے ہین جب صحابہ و مہاجرین و انصار مین استخلاف بمعنے خلافت نہین مستعمل تھا تو اب کیونکر وہ معنے مراد ہو سکتا ہی مگر یہ کہ از قبیل تفسیر بالرائے کہا جائے پس مدعیان عمل بحدیث نبوی و سیرت صحابہ و خلفا کو کسیطرح زیبا نہین ہے کہ

صفحہ ۴۰
ازالۃ الغین
مقالہ سادسہ

اس آیہ کریمہ سے خلافت خلفا کی حقیت پر استدلال کرین اور اگر مراد
استخلاف سے باشندگان زمین گردانیدن ہر یکے بعد دیگرے جو تمام بنی آدم
کو ہی جیسا کہ مفسرین نے بھی لکھا ہے تو صحیح ہے لیکن تخصیص بالصحابہ
اور تخصیص بعد التخصیص بخلفاے راشدین بے اصل محض ہی اور بنا بر
اس معنے کی نہ صحابہ کے لیئے نیابت رسول ثابت ہوئی نہ خلفاے راشدین
وغیر راشدین کے لیئے حالانکہ متنازع فیہ بین الشیعہ والسنی یہی معنے ہے
نہ معنے دیگر فتامل قولہ بعد النبی الکریم اقول پروردگار عالم
نے تو اپنے نبی کیواسطہ سے وعدہ فرمایا مومنین صالحین کی استخلاف
کا زمین مین مثل استخلاف سابقین کے لیکن مخاطب نے اس بشارت سے
خود خاتم فص رسالت کو عیاذا باللہ خارج کیا اس تحریف کا کیا جواب ہی
کہ استخلاف فی الارض کو مقید بزمان بعد نبی کریم کیا ہی صرف اثبات
حقیت خلافت خلفا کے لیئے حالانکہ تفسیر بیضاوی مین ہے جسکو فاضل رشید
نے بھی تفسیر معتبر قرار دیا ہے خطاب للرسول والامة اولہ ولمن
معہ ومن للبیان الی ان قال فکان رسول اللہ واصحابہ مکثوا
بمکة عشر سنین خائفین ثم ھاجروا الی المدینة وکانوا یصبحون
فی السلاح ویمسون فیہ حتی انجز اللہ وعدہ الخ یعنے اس
آیت مین خطاب ہے واسطے رسولؐ کے اور امت کے یا آنحضرت سے
اور ہمراہیان آنحضرت سے خطاب ہے اور من بیان کے لیئے ہی پھر کہا
رسولؐ خدا اور اصحاب آنحضرتؐ دس برس تک مکہ مین خائف و ترسان
رہے بعد اسکے ہجرت کیا وہان سے طرف مدینہ کے اور وہ لوگ شب و روز بسر
کرتے تھے سلاح یعنے ہتیار مین کہ ہر وقت ہتیار لگاے رہتے تھے یہانتک کہ

تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۸۶ جلد دوم قلمی

شوکت عمریہ قلمی صفحہ ۲۷

تعرض بکلام قاضی بیضاوی قلمی صفحہ

خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا مگر تعجب ہے قاضی بیضا سے کہ تفسیر آیت تو اس طریقہ پر کی کہ خدا نے وعدہ تسلط علی الکفار و تمکن فے الارض عہد رسول خدا مین پورا کر دیا پھر بمقتضاے آنکہ دروغ گو را حافظہ نباشد آخر کلام مین فرماتے ہین کہ اس آیت مین دلیل ہے اوپر صحت خلافت خلفا کے اور اسیطرح صاحب تفسیر زاہدی جسکو فاضل رشید با مام زاہد تعبیر کرتے ہین یہی راگ گاتے ہین حالانکہ تفسیر استخلاف بباشندگان زمین کرتے ہین جیساکہ اپنی تفسیر مین فرماتے ہین یعنے باشندگان زمین گردانند چنانچہ خلفاے زمین گردانید بنی اسرائیل را بعد غرق فرعون پھر بعد اُسکے فرماتے ہین کہ درایت دلیل ہست بر درستی خلافت خلفاے راشدین الخ نہین معلوم کہ خلافت خلفا جو بمعنے نیابت رسول ہے اور وہ خلافت جسکی تفسیر بہ تمکن و تسلط و باشندگان زمین کرتے ہین ان دونون معینو نمین کیا علاقہ ہے کہ ایک مستلزم دوسریکا گردانا جاتا ہے اور بہت ظاہر ہے کہ خلافت بمعنے تمکن گو حقیقت مین خدا نے اپنے رسول اور مومنین موقنین کے لیئے عنایت فرمائی تھی مگر منافقین بھی بہ تبعیت مومنین اس مین شریک تھے جیساکہ تقسیم اموال غنایم مین بھی شریک تھے اور مشعر ہے اس بات پر آخر اسی آیہ وافی ہدایہ کا کہ حق تعالے فرماتا ہے ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون بیضاوی صاحب فرماتے ہین بعد ذلك ای بعد الوعد او بعد الخلافة فاولئك هم بالغون فی الفسق الخ اب ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ بعد اُس خلافت کے جو عہد رسول خدا مین واقع ہوئی کافر ہونیوالے آیا مومنین

صـ ۲۰ تفسیر زاہدی قلمی ج ۲

صـ ۳۸۷ نشان سابق بیضاوی

موقنین تھے یا منافقین پس کیون نہین جائز ہے کہ وہی منافقین
کفران نعمت خدا کرکے خود متصدی ریاست عامہ مسلمین ہوجائین
اور بکذب و دروغ دعوی نیابۃ الرسول کرین حالانکہ نائب حقیقی و
خلیفہ برحق صاحب منزلت ہارونی ہو فاسئل بہ خبیر العلٰث
ماکنت بہ بصیرا ازینجا است کہ بفحوای الکذوب قد یصدق خود
خلیفہ اول اپنے کو خالفہ کہتے تھے جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے فاضل
جزری در نہایۃ الخ گفتہ در مادہ خلف محصلش اینست کہ اعرابی نزد
صدیق آمد و گفت تو خلیفہ پیغمبر ہستی گفت نہ من خالفہ ام بعد ازان جناب
و خلیفہ کسی است کہ قائم مقام آنکس باشد کہ بگذرد و بجاے او نشیند
و مانند او بود پھر کہا اما خالفہ پس کسی است کہ در فارسی اورا ہیچ و
پوچ تعبیر کنند اینست الخ اکثری گفتہ اند در معنی آن انتہی بقدر الحاجۃ
فاقرارہ لنا قولہ وتمکینہم الخ اقول اولاً یہ تخصیص سراسر مخالف
تنصیص ہی کما مر ثانیاً مخاطب نے جب خود یہ لکھا ہی کہ اور یہ سب امور
بجز زمانہ خلفاے ثلثہ کے واقع نہین ہوئے اور یہان انھین امور کو
مخصوص بخلفاے راشدین قرار دیا ہے پس دونون کلامو مین تناقض
صریح ہی بوجہ شمول جناب امیر علیہ السلام کے خلفاے راشدین مین اور
عدم حصول اون امور کے بجز خلفاے ثلثہ کیواسطے جیسا کہ منکر نے کہا
پس اب دو حال سی خالی نہین ہے یا جناب امیر کو معاذ اللہ خلفاے
راشدین مین شمار نہ کیجیے یا اس وعدۂ الٰہی کو مخصوص بخلفاے راشدین
نہ فرمائے اور شاید امر ثانی بوجہ کمال عشق شیخین منظور نہو تا گریز امر
اول کو منظور کیجئے گا جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے بہے اسکی تصریح اشارۃ

ص ۴۴ ازالۃ الغین مقالہ سادسہ

خلیفہ اول کا اپنے کو خالفہ کہنا

ص ۴۴ ضرب منکر

یا کنایۃً کی ہے فان الکنایۃ ابلغ من التصریح چنانچہ ازالۃ الخفا و
فیوض الحرمین مین فرماتے ہین ہر چند برائے حضرت مرتضی بیعت
کردہ اند خلافت منعقد ساختند و در حکم شرع کہ بنائے ان مظنا
تست لازم شد اطاعت او لیکن مراد حق اصلاح عالم است کہ خلافت
وسیلہ آنست برائے تقریب آن مشروع ساختہ اند اگر مراد حق می بود
از وجود متخلف نمیشد و مرتضیٰ درین خلافت مانند نفے در دہان نائی
نبود و نہ مانند جارحہ برائے اتمام مراد حق و قوم مامور نشد کہ تحت رایت
او قتال کنند چنانکہ مامور شدند بقتال تحت رایت مشائخ ثلثہ الخ
مامضی و جفا اس عبارت سراپا خسارت مین تصریح اسکی ہے کہ عیاذاً
باللہ خلافت مرتضیٰ خلاف مرضی خدا تھی اور ظاہر ہے کہ لارشد فیما کان
خلافا لرضاء اللہ اور اس عبارت مین جو تساقط و تہافت اور ابتنا بر
جبر و مشیئت الجائی ہے اہل نظر پر مخفی نہین ہے اور خود منکر نے بھی بتفاوت
یسرہ ان مضامین کو نقل کیا ہے کما سیجی مفصلاً بہر صورت ترمیم خطبہ
لازم ہے قولہ و تبدیل خوف من الامن اقول اولاً جواب
اس تقریر کا بالاجمال گزرا ہے اور بالتفصیل بھی آویگا انشاء اللہ تعالےٰ
ثانیاً ع واہ رے شور محبت کیا ہی چھڑکا ہی نمک ہرگستاخی معاف
یہان تو حضرت مخاطب کی عبارت پر بلاغت میری طبیعت کو بھی مثل
پھولو نکے کھلاتی ہے اور بے اختیار زعفران زار کشمیر دکھاتی ہے
سبحان اللہ کیا عبارت چست ہے اور مثل مشہور درست ہے کہ دشمن دانا
بہ از دوست نادان ذرا ہوش مین آیئے کہ آپنے اس بدلائی مین بڑا
گھاٹا اٹھایا جنکے لیئے بدلائی کی اُن بیچارونکو کہین کا نہ رکھا ع برین

فہم و دانش بباید گریست ہ اسی لیاقت پر عربی عبارت لکھنے کا شوق اٹھایا تھا یہ نہ سمجھے کہ جب لفظ امن مدخول من ہوگا تو بدلے مین کیا ملیگا جیسا کہ قاموس مین ہے بدلہ منہ اتخذہ منہ بدلا اور خود حق سبحانہ تعالےٰ نے بھی من بعد خوفہم امنا فرمایا اور خوف کو مدخول من کیا ہے نہ امن کو شاید مخاطب نے در پردہ استہزا کیا ہے بازی بازی باریش بابا بازی سچ ہے جیسا کیا ویسا بدلا پایا منجانب حق کلمہ حق بر زبان جاری ہوگیا بیشک ناحق غصب خلافت کرنا امنیت کو خوف سے بدلنا ہے و کذلک نجزی الظالمین ثالثاً آپ کے خلفاے ثلثہ کو کبھی امن بھی نصیب نہوا اولاً کو اولاً جناب امیر و سائر بنی ہاشم کی حقیت کے سبب سے خوف تھا کہ ظالم کو خوف ہونا ضروریات سے ہے ثانیاً خوف صحابہ غیر مبایعین مثل سعد عبادہ اور اتباع اُنکے کہ بعض کو اُنمین سے مثل مالک بن نویرہ اور اُنکی قوم کو مرتدین و مانعین زکوۃ سے ٹھہرا کر قتل کیا اور ثانی کو بھی صحابہ کا خوف تھا کہ کوئی انکی خلافت سے راضی نہ تھا بسبب فظ و غلیظ ہونے کے اور کفار سے جو خوف تھا معلوم کہ خود عازم سفر فارس ہوے ابولولو سے جو خوف تھا ظاہر ہے کہ آخر جان پہچانکے جان ہی لیا ثالثؔ کے خوف کا کیا ذکر نوبت یہ آئی کہ محصور دار ہوے جان سے دست بردار ہوے مستریح مزبلہ و منجلاب ہوے آخر طعمۂ شغال و کلاب ہوے

قولہ وان یعبدونہ لا یشرکوابہ شئیا الی یوم الدین

اقول میدان توصیف خلفا مین مخاطب کا کمیت قلم قدم رکھتے ہی اُکھڑ گیا اور رہوش عقیدت کوش جام سہ آتشہ ستایش یاران

قدیم کو نوش کرتے ہی بگڑ گیا متوالونکی سی چالین اور بہکی بہکی باتین بولنے
لگے شاید حال قال آنے لگا کہ قوال فکر نیا راگ گانے لگا کیا تعجب ہے
ہم مشربان صوفی صافی منشان سے کہ یہ بیچارے معذور اور جام عرفانسے
مخمور ہین چنانچہ تصدیق اسکی جوابات کلمات سابقہ سے ہوئی اور اس
مقام مین بھی ہوگی اولاً اسلئے کہ قولہ وان یعبدونہ الخ کا عطف نہ وعدہ
اصحابہ پر صحیح ہو سکتا ہی نہ استخلاف پر اول اسوجہ سے کہ سب جملہ مصدر
بصیغہ واحد فعل ماضی ہین جنکا فاعل اللہ تعالیٰ ہی اور یہ صیغہ جمع فعل
مضارع بتاویل مصدر ہی جسکے فاعل صحابہ یا خلفاے راشدین ہین اور
دوم اسوجہ سے کہ ایک تو عطف مجرور پر بلا اعادہ جار جایز نہین ہی دوسرے
استخلاف متعلق بفعل وعد ہی اور ان یعبدوا اگر اُس سے متعلق کیا جاے
تو اور بھی بیمعنے ہو جائیگا کما لایخفی علے ادنے طلبۃ ثانیاً بعد خرابی بصرہ
ہر چند آپ اس وصف کو اپنی صحابہ کے لیئے ضرور ثابت کیجئگا اور اپنی خلفاے
راشدین کے لیئے بالاولویت لیکن فی الحقیقۃ بجز نقصان آپکو کوئی نفع اس سے
نہ ملیگا علامہ بیضاوی صاحب تفسیر مین مابعد اسی قول ان یعبدوا الخ کی جو مقتبس
آیہ مذکورہ لیستخلفنہم الایہ سے ہے فرماتے ہین ومن کفر ومن ارتد
کفر ہذہ النعمۃ بعد ذلک بعد الوعد او حصول الخلافۃ
فاولئک ہم الفاسقون الخ یعنے من کفر سے اس آیہ مین مراد یہ ہی کہ جو
مرتد ہوا اور کفران کرے اس نعمت کا بعد اس وعدہ الٰہی کے یا بعد حصول
خلافت کے پس وہ لوگ فاسق ہین اب فرمائیے کہ من ارتد وکفر بعد حصول
الخلافہ لہ سے مراد کون ہی اور کسنے کفر کیا بعد حصول خلافت کے یعنے کون کون
صحابہ کہ جملہ عدول ہین اور کون کون خلفا کہ بالخصوص مورد نزول ہین

ص ۳۸۷
نشان سابق بیضاوی

مرتد ہوگئے چونکہ حق تعالیٰ عالم الغیب ہے اور کلام الٰہی عبث و بیفائدہ نہیں ہے
پس اگر آیہ لیستخلفنھم آپکے نزدیک خلافت خلفا پر دلیل ہوگی تو بیشک
اس ضمیمہ کی بھی بڑی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دلیل ہوا وپر ارتداد و کفر کے
بعد حصول خلافت کے من قبیل اخبار غیب جیساکہ اسی بیضاوی نے کہا ہے
وفیہ دلیل علی صحۃ النبوۃ للاخبار عن الغیب علی ماھو وخلافۃ
الخلفاء الراشدین یعنے اس آیہ مین دلیل ہے اوپر صحت نبوت کے بوجہ
خبر دینے غیب سے جسطرح پر ہوا اور خلافت خلفاے راشدین پر کما مر
ثالثًا اسے یوم الدین کے اضافہ کرنے سے کوئی فائدہ سواے اظہار سفاہت
حالیہ نہین ہے کسواسطے کہ جب صحابہ یا خلفا کا قیامت تک رہنا ہوتا تو عبادت
وغیرہ بھی کرتے پھر اس فضول گوئی سے کیا فائدہ مگر یہ کہ اشعار ہو طرف
حال ماضی کے شرک و بت پرستی وغیرہ کے قائل و تذکر قولہ رضی اللہ
عنھم ورضوا عنہ اقول اس قول کا بھی اقتباس آیہ لقد رضی اللہ
عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیہ سے ہے جو بڑا مایۂ افتخار
سینیوں کا ہے حالانکہ محض فریب دہی انکی ہے اولا یہ کہ مثل سب آیتونکے
یہ آیہ بھی عام بشارت ہے واسطے مومنین صالحین حاضرین بیعت رضوان
کے نہ کل صحابہ کے لیئے جو شامل ہو مرتدین و فاسقین و کافرین کو کیونکہ رضا
کو پروردگار عالم نے مومنین سے متعلق فرمایا ہے نہ عام صحابہ یا عام حاضرین
سے نہ خاص صحابہ سے جو مخاطب از راہ سرپرستی آنکے ساتھ مخصوص
کرتے ہین ثانیًا آیہ مذکورہ بعد بیعت حدیبیہ کے نازل ہوا جسمین خلفا اور
چند منافقین بھی مثل جد بن قیس و قرہ بن ہبیرہ وغیرہ جو بتصریح علماے
اہلسنت منافقین و مرتدین سے ہین مومنین کے ساتھ بیعت مین شریک

صفحہ ۱۶۳ ازالۃ الغین مقالہ سادسہ
صفحہ ۱۹ آیات بینات

تھے پس یہ شرکت محض نہ موجب افتخار ہی نہ باعث تخصیص خلفا پس باطل
ہوا یہ لکہنا مولوی حیدر علی کا ازالۃ الغین مین و کسے از اصحاب شجرہ
بدوزخ نرود انتہی کیونکہ صاحب آیات بینات فرماتے ہین اور سوائے
قید بن قیس منافق کے کسی نے تخلف اس بیعت سے نہین کیا انتہی پس
کلیہ رضوان جمیع حاضرین بیعت رضوان سے باطل ہوا اور کذب مولوی
مذکور ظاہر ہوا و ہو المطلوب بلکہ کذب خود صاحب آیات بینات بہی ثابت ہوا
کہ پہلے کہہ چکے ہین کہ اس سفر مین آپکے ہمراہ نہوی مگر وہی خالص مخلص
کہ تو سراپا ایمان سے بہرے ہوے تھے انتہی پس یا قید بن قیس کو خالص
مخلص کہین یا اپنے کل اقوال کی ترمیم کرین والتفصیل فی رمح الجرار
ثالثاً یہ بیعت حدیبیہ جسکو بیعت رضوان بہی کہتے ہین اس بات پر منعقد
کی گئی تھی کہ جنگ خیبر و حنین وغیرہ مین سب لوگ ثابت قدم رہین اپنی
اس قول و قرار پر اور قرار پر فرار کو اختیار نہ کرین جیسا کہ خود فرماتا ہے
فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الایہ تو گویا کہ اِیہ رضی اللہ سے خدا نے
جزا فرمائی ہی واسطے وفا کنندگان بیعت مذکورہ کے اور یہ ظاہر ہے کہ
جب خلفا نے اُن سب لڑائیون سے فرار کیا تو ہرگز مستحق اس جزا کے
نہوے بلکہ مستوجب غضب ہوے جیسا کہ خود خدا نے فرمایا فقد باء بغضب
من اللہ الایہ لیکن فرار کرنا خلفا کا خیبر سے پس مسند احمد بن حنبل و صحیح
نسائی وغیرہ صحاح و کتب احادیث اہلسنت مین منقول ہے عن عبد اللہ
بن بریدہ قال سمعت ابی یقول حاصرنا خیبر فاخذ ابوبکر اللواء
فانصرف ولم یفتح لہ ثم اخذہا عمر من الغد فرجع ولم یفتح لہ و
اصاب الناس یومئذ شدۃ و جہد فقال رسول اللہ انی دافع

فرار خلفاء از جنگ خیبر و حنین

الرایة غدا الی رجل یحب اللہ ورسولہ کرار غیر فرار لا یرجع
حتی یفتح اللہ لہ الخ یعنے ہم محاصرہ جنگ خیبر مین حاضر تھے اور ابوبکر
علم لیکر لڑنیکو گئے بغیر فتح کیئے بھاگ آئے اور اسیطرح عمر بہی بھاگ آئے
اور لشکر کو اُس روز بہت زحمت ہوئی پس فرمایا رسول خدا نے کہ کل مین
اُسکو عَلَم دونگا جو بغیر فتح کیئے نہ آئیگا اور اُسکو خدا و رسول دوست
رکھتے ہین وہ کرار ہی نہ فرار الخ پس حسب ارشاد فیض بنیاد رسول خدا
شیخین فرار و بھگوڑے قرار پائے اور اگر ارشاد آنحضرت کو جو آپکے صحاح
سے منقول ہوا تسلیم نفرمائیے اور اسکو فرار نہ کہیئے تو اب اقرار سے خلفاکے
اور اوضح تقریر سابق سے انکے فرار کو ثابت کرتا ہون تاریخ خمیس مین ہے
قال ابوبکر لما انصرف الناس یوم احد عن رسول اللہ فکنت
اول من جاء کہا ابوبکر نے کہ جب احد کے روز رسول خدا کو چھوڑکر لوگ
بھاگ گیئے تو وقت مراجعت سب سے پہلے ہم آئے اور درمنثور سیوطی مین ہے
عن عمر قال لما کان یوم احد ھزمنا ففررت حتی صعدت
الجبل وقد رایتنی انزو کانی اروی یعنے کہا عمر نے کہ احد کی لڑائی
مین ہم بھاگے پہاڑ پر مین اسطرح اوچکتا تہا کہ جسطرح بکری پہاڑی
اوچکتی ہے اور تفسیر کبیر مین بہی ہی ومن المنہزمین عمر یعنے بھاگنے
والون سے عمر بہی تھے مگر سب سے پہلے نہین بھاگے اور ثالث بالخیر کے
بھاگنے کو صحیح بخاری مین بہی لکھا ہی ابن عمر سے ایک شخص نے پوچھا ھل
تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم یعنے عثمان بہی بروز احد بھاگے
تھے تو ابن عمر نے کہا کہ ہان اور اگر ان فرار ونکو قبل نزول آیہ مذکورہ
کہیئے تو حنین کی جنگ جو بعد فتح مکہ ہوئی اُسمین بہی بھاگنا ثابت ہے

صہ ۱۳۴ خمیس چھاپہ مصر

صہ سورہ آل عمران

صہ ۵۴۴ چھاپہ میرٹھ صحیح بخاری

صہ ۲۲ و فی ازالۃ الخفا

صحیح بخاری ص ۶۱۸

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے وانہزم المسلمون وانہزمت معہم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت لہ ما شان الناس قال امر اللہ قتادہ سے منقول ہے کہ بھاگے مسلمان لوگ اور میں بھی بھاگا پس دیکھا کہ ان لوگوں میں عمر بن الخطاب بھی رونق افروز ہیں میں نے کہا کیا حال ہوا لوگوں کا عمرؓ نے کہا جو خدا کو منظور تھا وہ ہوا اور یہ فرار ان فراریوں کا صحاح ستہ اور کتب تواریخ وسیر مثل مواہب لدنیہ اور فتح الباری اور روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ و سیر ملا معین وغیرہ میں بھی موجود ہے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ امور نہ موجب گناہ ہے نہ مرتکب اسکا مستوجب عقاب تو بحولہ و قوتہ تعالیٰ اسکو بھی میں انھیں کی کتب معتبرہ سے ثابت کرونگا اول پروردگار عالم خود فرماتا ہے ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر یعنے جسنے پشت پھیرا اور بھاگا وہ مستحق غضب خدا ہوا اور جگہ اسکی جہنم ہے اور بدترین مقام بازگشت ہی پھر جنکو خدا یہ فرمائے اسکو رضی اللہ عنہم کہنا سراسر تکذیب خداوند علام ہے معاذ اللہ دوسرے فخر الدین رازی امام اہلسنت کہتے ہین واعلم ان ھذا الذنب لاشک انہ کبیرۃ لانھم خالفوا صریح نص الرسول وصارت تلک المخالفۃ سببا لانہزام المسلمین وقتل جمع عظیم من اکابرھم ومعلوم ان کل ذلک من باب الکبائر والضا ظاہر قولہ تعالے ومن یولھم یومئذ دبرہ یدل علی کونہ کبیرۃ یعنے بیشک یہ گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ان لوگوں نے صریح حکم رسول کی مخالفت کی اور یہ مخالفت سبب ہوئی

مسلمانونکے شکست کھانیکی اور ایک جماعت کثیر کبار صحابہ کے قتل ہونیکی
اور ظاہر ہے کہ یہ کل امور کبایر سے ہین اور ظاہر قول باری تعالےٰ
ومن یولهم الایۃ بہی دلالت کرتا ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور کتاب استیعاب
ہین ہے اما عثمان فانہ اذنب یوم احد ذنبا عظیما یعنے لیکن عثمان
نے پس بروز احد بہت بڑا گناہ کیا تیسرے یہ کہ ایسا فرار موجب کفر ہوا
جیساکہ روضۃ الاحباب وغیرہ مین ہے کہ جب روز احد سب لوگ بھاگ گئے
بجز مخصوص چند کے تو جناب رسالتمآب غضبناک ہوے اور جناب امیر
سے جو حضرت کے پہلو مین کھڑے تھے فرمایا کہ اے علی تم کیون انلوگونکے
ساتھ بھاگ گئے جناب امیر نے فرمایا یارسول اللہ لاکفر بعد الایمان
ان لی بک اسوۃ یعنے یارسول اللہ ایمان کے بعد کیا مین کفر اختیار کرتا
مین تو آپکا پیرو و تابعدار ہون جس سے صاف معلوم ہوا کہ جناب امیر نے
فرار کو کفر بعد الایمان فرمایا اور اگر جناب امیر کے ارشاد کو بوجہ کمال
بغض و عناد قبول نفرمایئے تو تصریح اسکی ارشاد ہدایت بنیاد جناب
رسالتمآب سے ثابت کرتا ہون عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین ہے
قیل انہ علیہ السلام سب الذین انهزموا یوم احد وفیهم
عثمان بن عفان یعنے بعضون نے کہا ہے کہ جناب رسالتمآب نے سب
فرمایا یعنے لعنت کیا اُن لوگونپر جو بروز احد بھاگے تھے حالانکہ اُنمین
عثمان بن عفان بہی تھے اور سب فی لعن مخصوص حق کفار ہی بہر کیف بروز
احد یون فرار کیا اور بعد بیعت رضوان جنگ خیبر و جنگ حنین مین یون
فرار کیا اور پروردگار عالم نے اسپر اُنکو مستحق اپنے غضب کا
فرمایا اور جہنم اُنکا بازگشت بتایا اور رسول خدا نے

صـ ۶۳ استیعاب چھاپہ مصر

فرار یون پر جناب ... رسالتمآب سے

سب ولعن فرمایا مگر آپ لوگ اہلسنت کل احکام خدا و رسول کے
خلاف بالخصوص انھین منصوصین پر اطلاق رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین بہ حال تھا نکث بیعت و فرار کا جسپر خلفا نے
تحت الشجرہ وسایر صحابہ نے بیعت کیا تھا اور بقول آپ ہی لوگو کے اسی
عہد وپیمان کے باعث آیہ رضوان نازل ہوا اور البتہ اس بیعت ونکث
بیعت وعہد شکنی مین تو کچھ امتداد ایام بھی ہوا بخلاف خلیفہ دوم کے
کہ احکام تبہ ثلثہ مین سب سے بالا اور درجہ سب سے اعلی تھا انکو خود اُسی
حدیبیہ مین نقض عہد کرنا پڑا اور بیعت کے دو ہی چار روز بعد سب
عہد وپیمان کو طاق نسیان پر رکھکر اپنے کفر وایمان کا اعلان کردیا چنانچہ
فرمایا ما شککت فی نبوتہ منذ اسلمت کما شککت یوم الحدیبیۃ
یعنے خلیفۂ دوم نے کہا کہ کبھی مینے ایسا شک نہین کیا تھا حضرت کی نبوت
مین جیسا شک کیا مینے بروز حدیبیہ پس جب خلیفہ ہی صاحب کی دلمین
سب سے زیادہ اور سب شکون سے افزون دربارہ نبوت آنحضرت کے
شک ہوا تو واسے برحال دیگران فاین الرضوان بعد ھذ الشک
والعدوان واین المغفرۃ بعد العصیان بل اللہ علیھم غضبان
ومقامھم فی النیران قولہ ماانجز وعدہ اقول یہ قول بھی مثل
اقوال سابقہ کے مدخول بے ربطی وخبطگی ہے اولاً چونکہ فاللتعقیب بلا
تراخی ہوتا ہے اسوجہ سے یہ متعلق بجملہ فرضی اللہ عنہ ہوگا اور اسمین
کوئی وعدہ مذکورہ نہین ہے پس انجاز وعدکا دعوی بلاوجود وعدہ من
قبیل بی آب موزہ کشیدن ہوگا ثانیاً باوجود بعد وعدم تعقیب اگر جملہ وعدا صحابہ
پر متفرع ہونا اسکا فرض بھی کیا جاوے تو چونکہ تمامی اہلسنت استخلاف من اللہ کے

کما فی التحفہ ص ۳۶۳

قایل نہین ہین بلکہ ایسے استخلاف کو موجب مفاسد و فتنہ جانتے ہین لہذا
باوصف عدم استخلاف انجاز وعدہ کہنا غلط محض ہے ثالثاً چونکہ استخلاف
خلفا کو اہلسنت من الناس بیان کرتے ہین اور اُس سے بقول مخاطب
وعدہ متعلق نہین تھا لہذا انجاز وعدہ کہنا محض تہمت لگانا ہی رابعاً
جن مومنین سے خدا نے وعدہ استخلاف فرمایا تھا اُنسے بیشک ایفا بھی
کیا نہ آپکے خلفا سے وعدہ فرمایا تھا نہ اُنسے ایفا کیا اور جنکو تم انے خلیفہ
کیا اور اُنسے وعدہ استخلاف فرمایا اور ایفا بھی کیا اُنکو آپ خلیفہ نہین
کہتے لہذا انجاز وعدہ کہنا آپکا محض غلط ہے خامساً ایفای وعدہ
تو آپکے یہان خدا پر واجب ہی نہین پھر ایفا کرینگی کیا توقع ہے شاید
اسی وجہ سے بسازش یا خود ہا خلیفہ بنگئے **قولہ** مثل اہلبیتی **اقول**
اولاً اگرچہ آپکے کل علما و رواۃ و ناقدین ثقات و حفاظ وغیرہم باجمعہم
اس حدیث کی صحت پر متفق و مجمع ہین لیکن چونکہ تمامتر مفید مذہب
و مطلب شیعیان امیر مومنان ہے پس آپکو اس حدیث سے کیا
علاقہ ہان اگر اہلبیتی کی جگہ اصحابی بناتے اور کوئی لفظ مفید تخصیص
بصحابہ معہودہ لگاتے تو آپکے مفید ہوتی ثانیاً تقدیم حدیث سفینہ
کی حدیث نجوم پر جو دربارہ آپکے صحابہ کے ہے صریحاً آپکے اعتقاد
فاسد کے مخالف ہے والا تقدیم صحابہ جناب امیر المومنین و ذریات
طاہرین پر سراسر باطل و فاسد ہوجائیگی اور اسکو شاید آپ کبھی نہ
پسند کرینگے ثالثاً آپ لوگون نے کبھی رعایت اس حدیث شریف کی نہ
کی اور نکرتے ہین یہ وہی زبانی غلط دعوی ہی جسکا مینے قبل بھی اشعار کیا
علاوہ تفضیل صحابہ کے اہلبیت طاہرین پر آپکے نزدیک تو اہلبیت کا کوئی

نقل کوئی قول بھی قابل حجت نہین ہے نہ قابل تمسک جو منشا اس حدیث شریف کا ہے بلکہ انکا اجماع واتفاق بھی قابل حجت نہین ہے جیسا کہ آپکے بحر العلوم مولوی عبد العلی نے شرح مسلم مین لکھا ہے اجماع اهل البیت لیس بحجة خلافا للشیعة فانهم قد یصیبون وقد یخطئون ویجوز علیهم الزلة وهی وقوعهم فی الذنب من غیر تعمد کما وقع من سیدة النساء من هجر انها خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین منعها فدك انتهی ما ہنفی یعنی اجماع اہلبیت کا حجت نہین ہے خلاف الرغم شیعونکے اسلیئے کہ اہلبیت کبھی خطا کرتے ہین اور کبھی صواب حالانکہ انسے لغزش ہونا اور گناہ ہونا جایز ہے جیساکہ واقع ہوا سیدۃ النساء سے بسبب ناراض ہونیکے اور ترک ملاقات کرنیکے ابوبکر خلیفہ رسول سے جب ابوبکر نے فدک کو جناب سیدہ سے منع کیا اور روک دیا انتہی پس کیا انصاف ہے کہ رسول خدا جسکے ساتھ رہنے کو باعث نجات و وسیلہ ہدایت فرمائین اور انسے تخلف کرنیکو سبب ہلاکت بتائین انکا اجماع بھی قابل قبول نہو گو باتفاق فریقین وہ لوگ معصوم اور منزہ نہ ہون جیساکہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے اور قابل انکے صحابہ کے دو ایک آدمی کا اتفاق جنکا اسلام تک ابھی ثابت نہوا ایسا حجت ہو کہ ایک یا دو آدمی کے اتفاق سے خلافت قائم ہوگئی اور اسمین کسیطرح کا آپکو عذر نہین رہا بالجملہ جب اہلبیت رسول کی قدر و منزلت آپلوگونکے نزدیک اسیقدر تھی تو اس حدیث کے نقل سے آپکو کیا فائدہ اور امر مخالف اعتقاد کے ذکر سے مقام لعنت مین کیا ترقب ثواب ہے فتفکر قولہ ومن تخلف عنها اقول واللہ

اجماع اہلبیت کا حجت نہین ہے

ص ۲۲۹ — بل اقرہ فی منتہی الکلام ایضا

تعب

کمافی التحفہ صفحہ ۳۶۳

قایل نہین ہین بلکہ ایسے استخلاف کو موجب مفاسد و فتنہ جانتے ہین لہذا باوصف عدم استخلاف انجاز وعدہ کہنا غلط محض ہے ثانیاً چونکہ استخلاف خلفا کو اہلسنت من الناس بیان کرتے ہین اور اُس سے بقول حجاب وعدہ متعلق نہین تھا لہذا انجاز وعدہ کہنا محض تہمت لگانا ہے ثالثاً جن مومنین سے خدانے وعدہ استخلاف فرمایا تھا اُنسے بیشک ایفا بھی کیا نہ آپکے خلفا سے وعدہ فرمایا تھا نہ اُنسے ایفا کیا اور جنکو خدانے خلیفہ کیا اور اُنسے وعدہ استخلاف فرمایا اور ایفا بھی کیا اُنکو آپ خلیفہ نہین کہتے لہذا انجاز وعدہ کہنا آپکا محض غلط ہے خامساً ایفای وعدہ تو آپکے یہان خدا پر واجب ہی نہین پھر ایفا کرینگی کیا توقع ہے شاید اسی وجہ سے بسازش باخودہا خلیفہ بنگئے **قولہ** مثل اہلبیتی **اقول** اولاً اگرچہ آپکے کل علما و رواۃ و ناقدین ثقاۃ و حفاظ وغیرہم باجمعہم اس حدیث کی صحت پر متفق و مجمع ہین لیکن چونکہ تمامتر مفید مذہب و مطلب شیعیان امیر مومنان ہے پس آپکو اس حدیث سے کیا علاقہ ہان اگر اہلبیتی کی جگہ اصحابی بناتے اور کوئی لفظ مفید تخصیص بصحابہ معہودہ لگاتے تو آپکے مفید ہوتی ثانیاً تقدیم حدیث سفینہ کی حدیث نجوم پر جو درباره آپکے صحابہ کے ہے صریحاً آپکے اعتقاد فاسد کے مخالف ہے والا تقدیم صحابہ جناب امیرالمومنین و ذریات طاہرین پر سراسر باطل و فاسد ہوجائیگی اور اسکو شاید آپ کبھی نہ پسند کرینگے ثالثاً آپ لوگون نے کبھی رعایت اس حدیث شریف کی نہ کی اور نکرتے ہین یہ وہی زبانی غلط دعوی ہی جسکا پہلے قبل بھی اشعار کیا علاوہ تفضیل صحابہ کے اہلبیت طاہرین پر آپکے نزدیک تو اہلبیت کا کوئی

نقل کوئی قول بہی قابل حجت نہین ہے نہ قابل تمسک جو منشا اس حدیث شریف کا ہے بلکہ انکا اجماع واتفاق بہی قابل حجت نہین ہے جیسا کہ آپکے بحر العلوم مولوی عبد العلی نے شرح مسلم مین لکھا ہے اجماع اھل البیت لیس بحجة خلافا للشیعة فانھم قد یصیبون وقد یخطئون ویجوز علیھم الزلة وھی وقوعھم فی الذنب من غیر تعمد کما وقع من سیدة النسآء من ھجرانھا خلیفة رسول اللہ حین منعھا فدک انتھیٰ ما بفی یعنی اجماع اہلبیت کا حجت نہین ہے علی الرغم شیعونکے اسلیئے کہ اہلبیت کبہی خطا کرتے ہین اور کبہی صواب حالانکہ اُنسے لغزش ہونا اور گناہ ہونا جایز ہے جیساکہ واقع ہوا سیدۃ النسا سے بسبب ناراض ہونیکے اور ترک ملاقات کرنیکے ابوبکر خلیفہ رسول سے جب ابوبکر نے فدک کو جناب سیدۃ سے منع کیا اور روک دیا انتہیٰ پس کیا انصاف ہی کہ رسول خدا جسکے ساتھ رہنے کو باعث نجات و وسیلہ ہدایت فرمائین اور اُنسے تخلف کرنیکو موجب ہلاکت بتائین اُنکا اجماع بہی قابل قبول نہو گو بالاتفاق فریقین وہ لوگ معصوم اور محفوظ بہی ہون جیساکہ شاہ صاحب نے بہی لکھا ہے اور بمقابل اُنکے صحابہ کے دو ایک آدمی کا اتفاق جنکا اسلام تک ابہی ثابت نہوا ایسا حجت ہو کہ ایک یا دو آدمی کے اتفاق سے خلافت قائم ہوگئی اور اُسمین کسیطرح کا آپکو عذر نہین رہا بالجملہ جب اہلبیت رسول کی قدر و منزلت آپلوگونکے نزدیک اسیقدر رہی تو اس حدیث کے نقل سے آپکو کیا فائدہ اور امر مخالف اعتقاد کے ذکر سے مقام لغت مین کیا ترقب ثواب ہے فتفکر قولہ ومن تخلف عنھا اقول واللہ

اجماع اہلبیت قابل حجت نہین ہے

ص ۳۲۹ بل اقربہ فی منتہی الکلام

ایضا

صدق رسول اللہ اولا تخلف کے معنی فرمائیے کیا ہین اگر نہ معلوم
ہو تو قاموس مین موجود ہے تخلف تاخر واختلف ضد اتفق
الخ یعنے تخلف وہان کہینگے جہان کوئی پیچھے رہ جاے اور موافقت
نکرے ثانیاً یہ بتائیے کہ اہلبیت طاہرین سے کون متخلف ہوا اور کسنے اُن
حضرات کا ساتھہ دیا یہ جناب رسالتمآب کی پیشین گوئی تہی اُن لوگونکے
حق مین جنھون نے خلفا کا ساتھہ دیا اور اہلبیت پر اُنکو مقدم کیا اسیوجہ
سے شیعہ جناب امیر کو خلیفہ رسول بلافصل جانتے ہین اور سفینہ اہلبیت
کے ساتھہ متمسک اور کشتی ولاے عترت کے راکب ہین اور طوفان بے
تمیزی نا خدا شناسونسے علیحدہ ہین اگر مخاطب بنظر انصاف دیکھے تو پورا
مصداق من تخلف عنہا غرق کا مذہب اہلسنت ہی جو بمفاد
الغریق یتشبث بکل حشیش خس و خاشاک کی مدد چاہتے ہین اور یہ پیرا حس
است واعتقاد ما بس است کا دم بھرتے ہین حق یہ ہی کہ منکر عامی نے اس
حدیث شریف کو ذکر کرکے اپنے مذہب والونکو ڈبو دیا اور مصداق سگ
بدریا رود پلید تر گردد بنا دیا قولہ واصحابی کالنجوم الخ اقول اولاً
ایک یہ بھی دلیل تعصب و بغض اہلبیت ہی کہ جہان آنحضرات کا ذکر
ہوگا وہان خلفا کا بھی کدالانا ضرور ہی کہان اہلبیت کہان یہ صحابہ چہ نسبت
خاک را بعالم پاک کہان ارشاد رسالت پناہی ؛ کہان بقول آپکے علما کی
حدیث واہی ؛ اسی سے سمجھنا چاہئیے کہ ایسون ہی نے ناحق بلا استحقاق
بلا سبب و سرو کار محض بغرض دنیا پرستی خلفا کو زبردستی رسول کی
مسند خلافت پر بٹھا دیا ثانیاً ہر چند اس حدیث کا بطلان و افترا و بہتان
ہونا مسئلہ اتفاقی علماے اہلسنت ہی گو جہلا نا واقف و نادان ہون مگر

میں یہان بلحاظ اختصار صرف چند قول انکے معتمدین آیمہ دین کے نقل کرتا ہون تا مخاطب کی جہالت عوام پر ظاہر اور طمانینت اُنکے خاطر فاتر کی ہو پہلے امام اعظم انکے ابن تیمیہ اپنے منہاج مین کہتے ہین واما قوله اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم فهذا الحدیث ضعیف ضعفه ایمة الحدیث قال البزار هذا حدیث لا یصح من رسول الله ولیس هو فی کتب الحدیث المعتمدة یعنے لیکن قوله اصحابی کالنجوم الخ پس یہ حدیث ضعیف ہے کل آیمہ حدیث نے اسکو ضعیف کیا ہے کہا بزار نے کہ رسول خدا سے نقل اس حدیث کی کسیطرح صحیح نہین ہے اور یہ حدیث کسی معتمد کتب احادیث مین نہین ہے دوسرے مولوی عبد العلی بحر العلوم شرح مسلم مین لکھتے ہین واما المعارضة باصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم رواه ابن عدی وابن عبد البر وخذوا شطر دینکم من الحمیراء ای ام المومنین عایشة الصدیقة کما فی المختصر فمندفع بانهما ضعیفان لا یصلحان للعمل فضلا عن معارضة الصحاح اما الحدیث الاول فلم یعرف قال ابن حزم فی رسالة الکبری مکذوب موضوع باطل وبه احمد والبزار اما الحدیث الثانی فقال ذهبی من الاحادیث الواهیة التی لا یعرف لها اسناد وقال السبکی و الحافظ ابو الحجاج کل حدیث فیه لفظ الحمیراء لا اصل له الا حدیث واحد فی النساء کذا فی التیسیر انتهی محصل اُسکا یہ ہے کہ لیکن معارضہ کرنا حدیث نجوم کے ساتھ اور حدیث حمیرا کے ساتھ پس یہ معارضہ محض لغو ہے اسلئے کہ دونون حدیثین ضعیف ہین کسیطرح

ثبوت جہالت مخاطب
ببطلان حدیث نجوم

ثبوت ببطلان حدیث نجوم

صلاحیت عمل کرنے کی نہین رکھتین چہ جائیکہ احادیث صحاح کے ساتھ معارضہ کیجائے ابن حزم نے کہا ہی اپنے رسالہ کبری مین کہ حدیث نجوم مکذوب و موضوع و باطل ہے اور ایسا ہی کہا احمد اور بزار نے اور حدیث حمیرا کو یعنے لو تم لوگ کچھ اپنے دین کو حمیرا یعنے عایشہ سے پس کہا ذہبی نے کہ احادیث واہیہ سے ہے اور کہا سبکی اور ابو الحجاج نے کہ جس حدیث مین لفظ حمیرا ہو محض بے اصل ہی مگر ایک حدیث جو دربارۂ نساء ہی انتہی تیسیرے ملا نظام الدین پدر عبد العلی صبح صادق شرح منار مین بمقام رد مذہب قائلین بحجیت اجماع شیخین بحدیث اقتدوا بابی بکر من بعدی وحدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین فرماتے ہین واجیب ایضا بانہما معارضان بقولہ اصحابی کالنجوم الخ وقولہ خذوا شطر دینکم عن الحمیراء فتقاعد الاحتجاج واجیب بان الحدیث الاول وان روی عن المعتبرات لم یعرف قال ابن حزم فی رسالۃ الکبری مکذوب موضوع باطل وبہ قال احمد والبزار واما الحدیث الثانی فھو ایضا لم یعرف فلما عن المزی والذہبی وغیرہما وقال ذہبی ھو من الاحادیث الواہیۃ التی لا یعرف لہا اسناد وقال السبکی والحافظ ابو الحجاج کل حدیث فیہ لفظ الحمیراء لا اصل لہ الا حدیثا واحدا فی النساء ھکذا فی بعض شروح التحریر انتہی کہ ترجمہ و محصل اسکا قریب ترجمہ عبارت فرزند ارجمند مذکور ہے یعنے ابن حزم اور احمد اور بزار نے کہا کہ حدیث نجوم مکذوب موضوع و باطل ہی اور حدیث حمیرا کو مزی اور ذہبی اور سبکی اور حافظ ابو الحجاج نے

جب حدیث مین لفظ حمیرا ہے موضوع ہے

لہ شاید یہ حدیث وہی ہے جو دربارہ حریر جناب امیر جناب رسالتمآب سے منقول ہے کہ عایشہ سے فرمایا اتقی ان تکونی یا حمیرا ۱۲

کہا کہ حدیث واہی محض بے اصل ہی اور جس حدیث مین لفظ حمیرا ہو سوا ای ایک حدیث کے سب موضوع ہی چوتھے مولوی عبدالحی رحمہ معاصر جو آپکے خاتم العلما والفقہا والمحدثین ہین تحفۃ الاخیار علی نورالانوار مین بعبارت طولانی فرماتے ہین وقال ابوحیان فی تفسیرہ علی مانقله بعضهم قول قد رضی رسول اللہ الی قوله اهتدیتم لم یقل ذلك رسول اللہ وهو حدیث موضوع لا یصح بوجه عن رسول اللہ الخ کہ محصل اُسکا یہ ہی کہ کہا ابوحیان نے اپنی تفسیر مین کہ قول قد رضی اللہ رسول اللہ تا بہ قوله اہتدیتم نہین کہا اسکو رسول خدا نے اور یہ حدیث بالکل بنائی ہوئی ہے کسیطرح صحیح نہین ہی فرمانا رسول خدا کا اس حدیث کو کہا حافظ ابو محمد علی بن احمد بن حزم نے اپنی رسالہ مین جو درباره بطلان قیاس وغیرہ کے ہی کہ یہ حدیث نجوم خبر جھوٹی باطل ہے ہرگز صحیح نہین ہی اور ذکر کیا ہے اسناداً اطرف بزار کے صاحب مسند نے کہ جو تمنے سوال کیا اس حدیث سے جو عوام مین مشہور ہی کہ حضرت نے فرمایا اصحابی کالنجوم الخ اس کلام کی اسناد رسول خدا کیطرف کسیطرح صحیح نہین ہے کیونکہ راوی اُسکا عبد الرحیم بن زید عمی ہے ابن عمر سے مرفوعا اور عبدالرحیم مذکور ضعیف ہی کہ اہل علم اُسکی روایت سے ساکت ہین اور کلام بھی منکر و زشت و قبیح ہی کسیطرح ثابت نہین ہوتا اور رسولخدا کبھی مباح نکرینگے اختلاف کو بعد اپنے اصحاب مین اسپر نص کیا ہے بزار نے اور ابن سفیان نے کہا کہ عبدالرحیم بڑا جھوٹھا اور خبیث ہے اور کوئی چیز نہین ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ راوی متروک ہے دوسرا راوی اسکا حمزہ ہے وہ بھی حافظ و متروک ہے کہا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین کہ

صہ ۵ تحفۃ الاخیار

موضوعیت حدیث بقول مولوی عبدالحی

رسالہ عوام اہلسنت

[illegible]

بطلان حدیث نجوم

کہا ابن ربیع نے کہ حدیث نجوم کو اخراج کیا ابن ماجہ نے جیسا کہ کہا سیوطی نے
تخریج احادیث شفا مین اور ہمنے سنن ابن ماجہ مین نہ پایا اس حدیث
کو باوصف بحث و فحص کے اور کہا ابن حجر عسقلانی نے تخریج احادیث
رافعی مین بعد گفتگوی بسیار کہ یہ حدیث ضعیف اور واہی ہے بلکہ ذکر
کیا ابن حزم سے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور کہا ذہبی نے میزان الاعتدال
مین ترجمہ جعفر بن عبد الواحد ہاشمی مین کہا دار قطنی نے کہ وہ وضع احادیث
کرتا تھا اور کہا ابی زرعہ نے کہ جعفر روایت کرتا ہے اُن احادیث کو
جسکی کوئی اصل نہین ہے اور کہا ابن عدی نے کہ جعفر چراتا ہی حدیثونکو
اور قبیح و زشت و مناکیر روایتین ثقاۃ سے نقل کرتا ہی اور اُسکی بلاؤن سے
ہے کہ اُسنے وہب سے باسناد ابوہریرہ روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خداؐ
نے اصحابی کالنجوم الخ اور کہا ترجمہ زید عمی مین نعیم بن حماد نے کہ روایت
کیا مجھ سے عبد الرحیم نے باسنادہ سعید بن مسیب سے مرفوعاً عمر سے کہ
فرمایا رسول خداؐ نے مینے سوال کیا اپنے خدا سے در بارہ اختلاف اصحاب
اپنے بعد میرے پس وحی کیا خدا نے کہ اے محمدؐ اصحاب تیرے میرے نزدیک
بمنزلہ ستارہ ہین ایک دوسرے سے زیادہ روشن ہے جو لیگا کسی چیز سے
کہ جسمین وہ مختلف ہین وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے الحدیث
اور یہ حدیث باطل ہے اور کہا شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح
شفاء قاضی عیاض مین کہ در بارۂ علم اسی سے دوسری روایت
مروی ہے کہ دار قطنی اور ابن عبد البر نے بطرق متعددہ روایت کیا ہی
اور وہ سب طریقے ضعیف ہین یہانتک کہ ابن حزم نے جزم کیا ہے کہ یہ
حدیث بنائی ہوئی ہے اور کہا حافظ عراقی نے کہ مصنف کو مناسب تھا

بطلان و موضوعیت حدیث نجوم اور واہی و لا ہونا اسکے

بطلان حدیث نجوم

اس حدیث کو بصیغہ الیقین بیان نکرتا اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ اعتراض
غیر وارد ہے اسلئے کہ مصنف نے اس حدیث کو فضائل صحابہ مین وارد
کیا ہے حالانکہ سب قایل ہوے ہین کہ حدیث ضعیف پر جو درباره اعمال
ہو عمل کرنا جایز ہے چہ جائیکہ حدیث درباره فضیلت رجال ہو اوسپر
کیون عمل جایز نہوگا پس یہ کہنا محض لغو ہے اسلئے کہ حضرتؐ کا فرمانا
اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم تمامی عمل کو شامل ہے اور
انکے کل اقوال و افعال پر عمل کرنا اسمین داخل ہے پس اسکا حال اور
دیگر احادیث فضائل اعمال و رجال مساوی نہین ہے کیونکہ اس قول
پر مدار عمل ہی اور عمل تمام ہو جاتا ہے اور کہا کمال الدین محمدؒ نے تیسیر
الوصول شرح منہاج الاصول مین روایت کیا ہے عبد اللہ بن رواح
مداینی نے بلفظ مثل اصحابی مثل النجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم اور
اس روایت مین گفتگو بہت ہے دارمی نے بھی اسی معنی مین روایت
کیا ہے جو ضعیف ہے ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث بنائی ہوئی ہے اور کہا
ابن بزار نے صحیح نہین ہے اور کہا بیہقیؒ نے یہ حدیث مشہور المتن ہے
اسنادین اُسکی ضعیف ہین کوئی سند اسکی قوی نہین ہے اور بعض شرح
شفا مین ہے کہ حدیث نجوم کو اخراج کیا دار قطنی نے اور ابن عبد البر نے
بطرق خود جابرؓ سے اور کہا کہ سندین ایسی ضعیف ہین کہ قابل حجت
و استدلال نہین ہو سکتین اسلئے کہ حارث بن غصین مجہول ہے اور
عبد بن حمید نے عبد الرحیم سے روایت کیا جسکو بزار نے ضعیف کہا ہے
اور منکر ہے کسیطرح صحیح نہین ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدیؒ نے
عمرؓ سے بلفظ بایھم اخذتم وہ بھی بکل طرق ضعیف ہے کہ حمزہ راوی

حدیث نجوم پر تمامی اعمال کا مدار ہے اسوجہ سے بہی باطل ہے

بطلان حدیث نجوم

اُسکا متہم بکذب ہے اور روایت کیا ہے بیہقی نے اور کہا کہ متن مشہور ہے اسنادین سب ضعیف ہین کہا ابن حزم نے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے موضوع و باطل ہے تمام ہوا محصل ترجمہ کلام فاضل معاصر مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی کا پس اب ناظرین با انصاف کی خدمت مین التماس ہے کہ علاوہ اسکے کہ درمیان دو حدیث فضیلت اہلبیت کے جنسے وجوب تمسک بدامان عترۃ طاہرہ اور موجب نجاۃ ہونا اُسکا اور ترک متابعت انکا موجب ضلالت و غوایت ہونا ثابت و ظاہر ہوتا ہے اس حدیث نجوم کو جو مکذوب و موضوع و باطل و واہی و بلا ہی اور جس سے وجوب تمسک بھی نہین معلوم ہوتا ہے داخل کرنا کیسا بیموقع و بیمحل ہے دو حال سے خالی نہین ہے یا مخاطب عامی ایسا جاہل و بے بصیرت ہے کہ ایسی حدیث واہی بتاہی موضوع و باطل کو جاہلانہ حضرت کیطرف نسبت کیا ہے پس ایسے جاہل و بے بصیرت کا کوئی قول و فعل قابل اعتبار نہین ہے ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا یا دیدہ و دانستہ عمداً رسول خدا پرافتراے کذب و بہتان کیا تو علاوہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے مندرج زمرہ الاکثرت علی الکذابۃ ہوکر مستحق جزاے ومن تعمد علی کذبا فلیتبوء مقعدہ فی النار ہوے سچ ہے یہی نتیجہ ہے عشق شیخین کا سہ کہ عشق آسان نمود اول و لے افتاد مشکلہا۔ قولہ وانی تارک فیکم الثقلین اقول ہر چند یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے جسکی صحت و تواتر و شہرت مین کسی جاہل متعصب یا عالم کو کلام نہین ہے بلکہ متعصبین

البتہ اہلسنت بھی قطعیۃ الصدور ہونے پر اسکے متفق ہین اور از سلف تا خلف کسی نے اس حدیث مین متناً خواہ سنداً خواہ معنیً جرح و قدح نہین کیا ہے اور باسانید متنوعہ و تراکیب متعددہ و اسالیب متفرقہ و عنوانات متوافرہ اس حدیث شریف کو نقل کیا ہی اور سب نے حتماً و جزماً و قطعاً و یقیناً بلاشک و ریب و بلاطعن و عیب اسکو کلام رسول علام جانا ہی یہانتک کہ شاہ صاحب ایسے متعصب مجادل نے بھی اسکو قبول کیا ہے جیساکہ تحفہ اثناعشریہ مین کہا باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمود انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر الخ لیکن مقام حیرت خیز تعجب آمیز یہ ہے کہ جب حضرات اہلسنت کو کوئی چارہ تسلیم حدیث مذکور سے نرہا تو صرف اقرار زبانی کرنے سے کیا فائدہ جو تمسک کامل ثقلین سے کریگا اور غیر ثقلین سے بیزاری دلسے رکھیگا وہ البتہ ضلالت سے بچیگا و الا فلا از ینجا است کہ مخاطب نے بھی بتقلید شاہ جی یہی طریق نفاق اختیار کیا اور دکھانے کے لیئے یہان حدیث تمسک بالثقلین کو لکھا حالانکہ پیر و مرید یا مجتہد و مقلد دونون حضرت بلکہ تمامی اہلسنت ثقلین سے علیحدہ اور قران و عترت سی جدا نہ اس سے انکو تعلق ہی نہ اس سے سروکار کیا اس دعوی تمسک سے آپکو خوف حضرت خلافت مآب خلیفہ دوم عمر بن الخطاب کا بھی نہین ہے کہ وہ بمقابلہ نص رسول بتمسک ثقلین حسبنا کتاب اللہ کہتے تھے اور عترت کی متابعت کا انکار حیات رسول خدا مین اعلان و اشتہار کر دیا اب انکے متابعین بخلاف آنکے کیونکر یہ دعوی زبانی کرتے ہین کیا تمسک

صفحہ ۲۷۳ تحفہ اثناعشریہ

اسیکا نام ہے کہ قرآن و اہلبیت دونون کو جلایا اور دونون کی تحریف کی اور کیسی کیسی بحیرمتی بہ نسبت اُن دونونکے عمل مین لاے ان سب کے ساتھ بھی دعوی تمسک بہ ثقلین کا باقی رہا سے چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد ۔ چنانچہ بغرض ملاحظہ ارباب انصاف کے بطور نمونہ مشتے از خروارے انھین حضرات کی کتب معتبرہ سے اثبات ہر امر کا کیا جاتا ہے اما احراق احد الثقلین یعنے کلام مجید پس خلیفہ ثالث نے اس امر عظیم کو بخوبی انجام دیا اور اپنی امت ناکام کو شاد کام کیا چنانچہ مشکوۃ شریف مین ہے وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ من القران فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق یعنے بھیجا عثمانؓ نے ہر شہر و دیار مین اُس مصحف کو جسے لکھا تھا لوگون نے اور حکم دیا کہ سوا اُسکے جتنے قرآن ہین صحیفہ مین یا مصحف مین وہ جلا دیئے جائین اور رسالہ نجات المومنین ملا محسن کشمیری مین ہے منہا انہ وقع منہ امور منکرۃ فی حق الصحابہ فضرب ابن مسعود حتی کسر ضلعین من اضلاعہ واحرق مصحفہ یعنے بہت سے امور زشت و قبیح عثمان سے واقع ہوے حق صحابہ مین کہ ابن مسعود کو اسقدر مارا کہ دو پسلی انکی ٹوٹ گئی اور انکے مصحف کو جلا دیا اور مولوی عبد الرؤف حنفی نے رسالہ ضربۃ الکرار مین کہ بجواب ایک شخص محمدی کے لکھا ہے اور طعن انکا (یعنے شیعونکا) حضرت ابوبکر و عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوے مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور انکی جماعت کو بیعت نکرنے پر قتل کرنا اور حضرت عثمان کا کئی سو قرآنونکو جلا دیا اور حضرت ابن مسعود کو قرآن دینے کے انکار پر اسقدر مارنا

احراق قرآن

مشکوۃ چھاپہ دہلی صفحہ ١٨٥

ضربۃ الکرار کلکتہ صفحہ ٣٣

کہ مرض فتق ہو گیا اور حضرت ابوذر کا مارنا اور شہر بدر کر دینا ان سبکا
ماخذ کتب معتبر سیر و تواریخ مین موجود ہے کوئی شخص ہملوگ مین سے
انکار نہین کر سکتا انتہی اما احراق عترت پس اس مہم فخیم کو
خلیفہ دوم نے انصرام کیا کہ آگ و لکڑی لیجا کر بضعہ رسول کا گھر جلانا
چاہا بلکہ روایات معتبرہ متعددہ سے جلانا بھی ثابت ہی اور بازو سے
جناب سیدہ پر تازیانہ لگانا اور در کا شکم مطہر پر گرانا جس سے اسقاط
حضرت محسن کا ہوا کہ زبان کو یارا اُن روایات کے نقل کا نہین ہے مگر
چونکہ گفتگو اس زمانہ کے سنیون سے ہے جنھون نے اپنے دین و ایمان
کو شاہ صاحب کے تحفہ اثنا عشریہ پر منحصر کیا ہے لہذا نقل عبارت
تحفہ کیا جاتا ہے وہذہ عبارتہ و اگر مراد از قصد تخویف و تہدید زبانیست
و گفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید
کسانی را بود کہ خانہ زہرا را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ حکم حرم
مکہ معظمہ دادہ در انجا جمع میشدند و فتنہ و فساد منظور میداشتند
و برہم زدن خلافت خلیفہ اول بکنگاشہا و مشورتہا فساد انگیز قصد
میکردند الخ اس سے یہ بخوبی معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم نے گھر کو نہ جلایا
مگر دھمکی جلانیکی دی (کہ من خواہم سوخت) اور روایت کتاب الامامہ
والسیاستہ ابن قتیبہ سے اور تاریخ ابو الفدا سے قسم کھانا عمر کا کہ
اگر نہ نکلو گی جلا دینگے اور آگ کا لیجانا گھر جلانے کے لیئے اور بعض کا
کہنا کہ اس مکان مین جناب سیدہ ہین اُسپر عمر کا کہنا ہوا کرین چنانچہ
ازالۃ الخفا مین بھی ہے یہ سب بات مفید خانہ سوزی عمر ہے کہ یقینی
عمر نے جلانیکا قصد کیا اور قسم کھایا اور خلیفہ کی قسم ہے اگر اپنی قسم

احراق عترت اہلبیت

صفحہ ۵۰۵ تحفہ اثنا عشریہ

صفحہ ۱۶۴ تاریخ ابو الفدا مصر

صفحہ ۲۹ ازالۃ الخفا مقصد دوم دہلی

ہو پورا نکرتے تو کفارہ دینا پڑتا اور گناہ عظیم ہوتا پھر اب کسکو شک
ہوگا کہ انھون نے گھر نہ جلایا اگر ہم فرض کر لین کہ گھر نہ جلایا تو اُسکا باعث
بیعت کر لینا اُنلوگونکا ہی نہ حضرت عمر کی رحم دلی یا پاسداری خانوادہ
رسالت کے سبب سے اور منصفین اسی سے سمجھ لینگے کہ یہ گھر جلانا عمر
کا ایسا افحش اور مشہور ہے کہ ابن روزبہان نے بغرض انسداد افشای
راز سربستہ یہ حکم قطعی دیدیا کہ جو کوئی اس روایت احراق خانہ زہرا صلوۃ
اللہ وسلامہ علیہا کو لکھیگا وہ رافضی ہوگا پھر کیا کچھ نہ اصل واقعہ کے
اخفا مین بند و بست کیا گیا ہی اور کیا کیا حکمت عملیان عمل مین نہ
لائی گئین ہین اور اس سے ہم قطع نظر کرین تو یزید کا خیمہ مطہر اہلبیت
عصمت و طہارت کا جلانا حد تواتر کو پہونچا ہی اُسکا کون انکار کرسکتا ہے
اور یزید بھی کوئی غیر نہین ہے انھین حضرات اہلسنت کا امام بحق و
خلیفہ مطلق ہی جیسا کہ ابن حجر و شیخ الاسلام نے کہا ہے کما سیجی فیما بعد
انشاء اللہ تعالے پس دونون ثقلین کتاب خدا و اہلبیت مصطفے کا
جلانا اہلسنت کے خلفاکے ہاتھون بخوبی ثابت و مسلم ہوا فاین التمسک
بعد الاحراق لیکن تحریف قرآن کا دعوی اہلسنت کو جسکی تعریف
مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین یہ لکھتے ہین پس بدانکہ تحریف
شامل است بعموم خود زیادت و نقصان و تبدیل بعض الفاظ و
آیات را به بعض دیگر انتہی پس چھ طرح کی تحریف کی قایل ہین پہلے یہ
کہ ایک قرآن مسلم غائب ہوگیا اور بدل گیا اور معاذ اللہ آنحضرت
بھول گئے بناہ بخدا یہ اہلسنت خلفاکے عشق مین ایسے حواس باختہ
اور والہ و شیفتہ ہین کہ ایسی ایسی نسبتین رسول کیطرف کرتے ہین

ف تحریف قرآن باعتراف اہلسنت ... آنحضرت سے

ص ۸۰۹ ازالۃ الغین مقالہ ۶

اور کتاب خدا کو مثل صحف ماضیہ انجیل و توریت کے درجہ اعتبار سے
ساقط جانتے ہین جیسا کہ شرح بزدوی مین ہے قال الحسن ان
النبیؐ اوتی قرا فانتم لسنیہ فلم یکن شیئا کما حسن بصری نے کہ
پیغمبر خدا کو قرآن دیا گیا آنحضرت نے معاذ اللہ اسکو بھلا دیا کہ کوئی
چیز اسمین سے باقی نرہی اب فرمایے کہ جب قرآن ہی آپکے یہان نرہا
اور حضرت سے سہو ہو گیا تو تمسک بکل قرآن ممکن نہوا اور قول خلیفہ
دوم حسبنا کتاب اللہ بھی لغو ہو گیا پس اگر فرمایئے کہ تمسک بالبعض کافی
ہے تو نقل متمسک بلا تقربوا الصلوٰۃ ترک نماز مین بہت درست ہو جاتی
ہے کہ کل قرآن پر کون عمل کرتا ہے پس ثابت ہوا کہ دعوای کفایت
و تمسک خیال خواب اور پیاسے کا سراب اور نقش بر آب ہی اور مخالفت
امام وامت ماموسہ کا فائدہ علاوہ اسکے ہی دوسرے یہ کہ تحریف بالتنقیص
کے قایل ہین یعنے قرآن بہت کم ہو گیا ہے چنانچہ فتح الباری شرح
صحیح بخاری مین ہے وقد اخرج ابن الضرلیس من حدیث
ابن عمر انہ کان یکرہ ان یقول الرجل قرات القران کلہ ویقول
منہ قران قد رفع یعنے ابن عمر کو اسکراہ تھا اس سے کہ کوئی کہے
یعنے تمام قرآن پڑھا اور کہتا تھا کہ اس قرآن سے تھا وہ جو اٹھ گیا
اور درمنثور سیوطی مین بھی بہ تغیر یسیر یہ روایت مرقوم ہے عن
ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القران کلہ ما
یدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قران کثیر ولکن یقول
قد اخذت ما ظھر منہ انتہی یعنے یہ کوئی نہ کہے کہ ہمنے کل قرآن سیکھا
وہ کیا جانتے ہین کہ کل قرآن کیا ہے اس قرآن سے بہت کچھ غایب ہوا

قرآن بہت کم ہو گیا

صـ کتاب تفسیر درقول قابل قران ما بین الدفتین

۲۷۹
صـ کتاب اصطلاحات الفنون ایضا

کمی یہ کہئے کہ جسقدر قرآن ظاہر ہوا ہمنے لیا یہ حال تھا تمامی قرآن کی
کمی کا اب مین بعض سورہ قرآن کی کمی کا نشان دیتا ہون کہ ان حضرات
اہلسنت کی کیا کیا تحریفین ہین علامہ سیوطی اتقان مین کہتے ہین کہ
کہا ابی ابن کعب نے کہ سورہ احزاب مین کتنی آیتین ہونگی راوی نے
کہا کہ بہتر یا تہتر آیتین ہونگی ابی نے کہا کہ سورہ بقرہ کے برابر تہی اور
اسمین ہم آیہ رجم پڑہتے تھے کہ وہ یہ ہے اذا زنیا الشیخ والشیخۃ
فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم اور امام راغب
اصفہانی نے محاضرات مین عایشہؓ سے روایت کیا ہی کہ سورہ احزاب
کی دوسو آیتین تھین اور اسیطور کی روایت درمنثور سیوطی
مین بہی ہے کہ زمانہ رسالتمآبؐ مین سورہ احزاب کی دوسو آیتین
تھین اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری
نے کہا کہ ایک سورہ تہا برابر سورہ توبہ کے کہ اُسکو ہم بھول گئے کہ
اُسکی یہ آیت یاد ہے لو کان لابن ادم وادیان من المال لا
تبتغی وادیا ثالثا ولا یملاء جوف ابن ادم الا التراب الخ بلکہ
ایک سورہ اور تہا کہ جو احدی المسبحات کے برابر تہا کہ اُسکی یہ آیت
یاد ہے یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتکتب
شھادۃ فی اعناقکم انتہی اور یہ روایت اتقان سیوطی مین بہی
موجود ہے اور سورہ توبہ کو کہتے ہین کہ سورہ بقرہ کے برابر تہا
جیسا کہ اتقان علامہ سیوطی مین ہے عن مالک ان اولھا لما
سقط معہ البسملۃ فقد ثبت انھا کانت تعدل البقرۃ لطولھا
یعنے مالک سے ہے کہ اول سورہ توبہ جب ساقط ہوا تو اُسکے ساتھ

کمی سورہ ہم قرآن

سورہ احزاب

یہ آیت و آیت رجم کشاف اصطلاحات الفنون صفحہ ۷۶۲ مین بہی اتقان وغیرہ سے منقول ہے ۱۲

سورہ توبہ

بسم اللہ بھی ساقط ہو گیا تحقیق ثابت ہے کہ سورۂ توبہ مثل سورہ بقرہ طولانی تھا اور مستدرک و درمنثور وغیرہ مین بھی یہ روایت منقول ہے اسیطرح سورۂ حفد وسورۂ خلع کی اسقاط کے مدعی ہین جیساکہ اتقان مین ہے بوجہ اختصار استیعاب کل اقوال کا یہان ناممکن ہے کہ طوالت موجب ملالت ہے والتفصیل فی المجلد الرابع من النزھۃ الاثناعشریۃ والمجلد الاول من استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام ولھب النیران ورشق النبال وغیرھا من الکتب الطوال تیسری زیادتی الفاظ کے ساتھ تحریف کے قایل ہین اور مصداق کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم مین داخل ہین یا تو ایک قرآن ہی غایب ہوا تھا یا کم ہوا تھا کہ ربع یا ثلث باقی رہا اب تیسرا ہفوہ انکا یہ ہے کہ زیادتی الفاظ کے بھی قایل ہین جیساکہ صحیح مسلم مین ہے عن علقمۃ قال قدمنا الشام فاتانا ابوالدرداء فقال فیکم احد یقرء علی قراءۃ عبداللہ فقلت نعم انا قال فکیف سمعت عبداللہ یقرء ھذہ الاٰیۃ واللیل اذا یغشیٰ قال سمعتہ یقرء واللیل اذا یغشیٰ والذکر والانثیٰ قال انا واللہ ھکذا سمعت رسول اللہ یقرء ولکن ھولاء یریدون ان اقرء ماخلق فلا اتابعھم یعنے علقمہ سے نقل ہے کہ ہم لوگ شام کیطرف گئے پس آے ہمارے پاس ابودردا اور کہا کہ کوئی عبداللہ کی قراءت پر قرآن پڑھ سکتا ہے مینے کہا کہ ہان کہا ابودردا نے کہ واللیل اذا یغشیٰ کو کیونکر سنا تھا کہا مینے کہ وہ پڑھتے تھے واللیل اذا یغشیٰ والذکر والانثیٰ کہا ابودردا نے کہ قسم بخدا یونہین رسول خدا سے میں سنا اور یہ قوم چاہتی ہے کہ ہم ماخلق الذکر والانثیٰ

تحریف قرآن بزیادتی بعض الفاظ

بلکہ یہ کہئے کہ جسقدر قرآن ظاہر ہوا ہمنے لیا یہ حال تہا تمامی قرآن کی
کمی کا اب مین بعض سورہ قران کی کمی کا نشان دیتا ہون کہ اِن حضرات
اہلسنت کی کیا کیا تحریفین ہین علامہ سیوطی اتقان مین کہتے ہین کہ
کہا ابی ابن کعب نے کہ سورۂ احزاب مین کتنی آیتین ہونگی راوی نے
کہا کہ بہتر یا تہتر آیتین ہونگی ابی نے کہا کہ سورہ بقرہ کے برابر تہی اور
اسمین ہم آیہ رجم پڑہتے تہے کہ وہ یہ ہے اذا زینا الشیخ والشیخۃ
فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم اور امام راغب
اصفہانی نے محاضرات مین عایشہؓ سے روایت کیا ہی کہ سورۂ احزاب
کی دو سو آیتین تہین اور اسیطور کی روایت درمنثور سیوطی
مین بہی ہے کہ زمانہ رسالتمآبؐ مین سورۂ احزاب کی دو سو آیتین
تہین اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کہ ابو موسیٰ اشعری
نے کہا کہ ایک سورہ تہا برابر سورہ توبہ کے کہ اُسکو ہم بہول گئے کہ
اُسکی یہ آیت یاد ہے لو کانؑ لابن ادم وادیان من المال لا
تبتغی وادیا ثالثا ولا یملاء جوف ابن ادم الا التراب الخ بلکہ
ایک سورہ اور تہا کہ جو احدی المسبحات کے برابر تہا کہ اُسکی یہ آیت
یاد ہے یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتکتب
شہادۃ فی اعناقکم انتہی اور یہ روایت اتقان سیوطی مین بہی
موجود ہے اور سورہ توبہ کو کہتے ہین کہ سورہ بقرہ کے برابر تہا
جیسا کہ اتقان علامہ سیوطی مین ہے عن مالک ان اولہا لما
سقط معہ البسملۃ فقد ثبت انہا کانت تعدل البقرۃ لطولہا
یعنی مالک سے ہے کہ اول سورۂ توبہ جب ساقط ہوا تو اُسکے ساتھ

کمی سورہ قرآن

سورہ احزاب

ع یہ آیت و آیت رجم کشاف اصطلاحات الفنون صفحہ ۲۷۹ مین بہی اتقان وغیرہ سے منقول ہے ۱۲

سورہ توبہ

بسم اللہ بھی ساقط ہو گیا تحقیق ثابت ہے کہ سورۂ توبہ مثل سورہ بقرہ
طولانی تھا اور مستدرک و درمنثور وغیرہ مین بھی یہ روایت منقول ہے
اسیطرح سورۂ حقد و سورۂ خلع کی اسقاط کے مدعی ہین جیسا کہ اتقان
مین ہے بوجہ اختصار استیعاب کل اقوال کا یہان ناممکن ہے کہ طوالت
موجب ملالت ہے والتفصیل فی المجلد الرابع من النزهة الاثناعشریة
والمجلد الاول من استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام
ولهب النیران ورشق النبال وغیرها من الکتب الطوال
تیسرے زیادتی الفاظ کے ساتھ تحریف کے قایل ہین اور مصداق کبرت
کلمة تخرج من افواههم مین داخل ہین یا تو ایک قرآن ہی غایب
ہوا تھا یا کم ہوا تھا کہ ربع یا ثلث باقی رہا اب تیسرا مفوہ انکا یہ ہے کہ
زیادتی الفاظ کے بھی قایل ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے عن علقمة قال
قدمنا الشام فاتانا ابوالدرداء فقال فیکم احد یقرء علی قراءة
عبد الله فقلت نعم انا قال فکیف سمعت عبد الله یقرء هذه
الایة واللیل اذا یغشی قال سمعته یقرء واللیل اذا یغشی
والذکر والانثی قال انا والله هکذا سمعت رسول الله یقرء
ولکن هولاء یریدون ان اقرء ما خلق فلا اتابعهم یعنے علقمہ
سے نقل ہے کہ ہم لوگ شام کیطرف گئے پس آئے ہمارے پاس ابودرداء
اور کہا کہ کوئی عبد اللہ کی قرأت پر قرآن پڑھ سکتا ہے یعنے کہا کہ ہان کہا
ابودرداء نے کہ واللیل اذا یغشی کو کیونکر سنا تھا کہا یعنے کہ وہ پڑھتے تھے
واللیل اذا یغشی والذکر والانثی کہا ابودرداء نے کہ قسم بخدا یوہین
رسول خدا سے یعنے سنا اور یہ قوم چاہتی ہے کہ ہم ما خلق الذکر والانثی

تحریف قرآن بزیادتی بعض الفاظ

پڑہین پس ہم کبھی اُنکی متابعت نکرینگے اور یہ حدیث تین طریق سے صحیح مسلم مین مروی ہی اور صحیح ترمذی مین بھی علقمہ سے مذکور ہے جسکے بعد ہذا حدیث صحیح حسن بھی لکھا ہے چوتھے تحریف بہ تقلیل الفاظ کے مدعی ہین کہ درمیان آیات سے الفاظ نکالڈالے گئے ہین چنانچہ اتقان سیوطی مین ہے قال عمر لعبد الرحمن بن عوف الم تجد فیما انزل علینا ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرۃ فانا لا نجدها قال سقطت فیما اسقط من القران کہا عمر نے عبد الرحمن بن عوف سے کہ ہم نہین پاتے ہین قران مین ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرۃ کیا تو بھی نہین پاتا ہے کہا کہ یہ بھی ساقط ہوگیا قرآن سے اور درمنثور سیوطی مین بھی یہ روایت موجود ہے اسیطرح لا ترغبوا عن اباءکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن اباءکم کے بارہ مین بھی مدعی ہین اسیطرح آیہ بلغ ما انزل الیك من ربك مین مدعی ہین کہ بعد اسکے ان علیا مولی المومنین تہا جیسا کہ درمنثور سیوطی مین ہی اور مفتاح النجاۃ تصنیف میرزا محمد بدخشانی مین بھی یہ مرقوم ہے اور امثال اسکے سیکڑون آیات اور ہزارون الفاظ ہین کہ احصا انکا اس مقام مین موجب طوالت و ملالت ہے پانچوین تحریف بہ تبدیل الفاظ پس اسکے نظایر سیکڑون ہین بروایت امام مالک موطا مین عمر بن خطاب سورہ جمعہ مین فاسعوا کو فامضوا پڑھتے تھے فی الموطا قال ابن شہاب کان عمر بن الخطاب یقرءها اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الخ اور صحیح ترمذی مین ہے عبد اللہ بن مسعود سے قال اقرءنی رسول اللہ انی انا

تحریف چہارم بتقلیل الفاظ

تحریف بہ تقلیل الفاظ

تحریف پنجم بتبدیل الفاظ

الرزاق ذوالقوۃ المتین وہذا حدیث حسن صحیح یعنے ان اللہ ہو الرزاق کی جگہ پر انی انا الرزاق بروایت ابن مسعود بیان کرتے ہین اور اسیطرح بعد تہن کی جگہ پر فی قبل عدتھن یا لقبل عدتھن بیان کرتے ہین جیساکہ مسند احمد بن حنبل مین ہے الی غیر ذلک من الایات چھٹے تحریف بہ لحن قرآن کے مدعی ہین یعنے قرآن مین کئی غلطیان رہ گئین ہین اور اسکو خود اپنے خلیفہ محرق القرآن ثالث بالخیر عثمان بن عفان سے نقل کرتے ہین جیساکہ تفسیر ثعلبی وکتاب المشکل ابن قتیبہ اور معالم التنزیل اور اتقان سیوطے اور فقہ ابو اللیث سمرقندی مین بطرق متعددہ ہے ان عثمان قال فی قولہ تعالیٰ ان ھذان لساحران ان فی القران لحنا فقال رجل صحح ذلک الغلط فقال دعوہ فانہ لا یحلل حراما ولا یحرم حلالا یعنے عثمان نے کہا کہ قولہ تعالیٰ ان ھذان لساحران مین قرآن کی غلطی ہے پس کہا ایک شخص نے کہ اس غلطی کو صحیح کردو کہا عثمان نے چھوڑ دو اسے کہ نہ حلال کو حرام کرتا ہے نہ حرام کو حلال کرتا ہے اور عائشہ سے روایت کیا ہے کہ والمقیمین الصلوۃ غلط ہے والمقیمون ہونا چاہیئے اسیطرح صابئون اور ان ہذان لساحران مین غلطی ہے صابئین اور ہذین لساحرین ہونا چاہیئے اور اسیطرح ہزارون دعوے انکی دربارہ قرآن کے اغلاط اور عثمانؓ کے خبط واختلاط کے موجود ہین بلکہ لطف تو یہ ہو کہ انکے متکلمین بھی اسکا اعتراف اور غلطی کا اقرار کرکے عثمان کے استحفاظ کے لیئے نئی نئی بندشین کرتے ہین اور وہ بے ادبیان بجالاتے ہن کہ قلوب مسلمان

تحریف بلحن قرآن

اور خود عثمانؓ مارے غیظ و غضب کے لرزتے ہین چنانچہ فضل ابن
روزبہان جسکے فضل و کمال پر شاہ صاحب و رشید و کفش دوز
والہ و فریفتہ ہین اور بصد ناز و انداز فخر و مباہات کرتے ہین اعتراض
لحن قرآن کے بارہ مین لکھتے ہین واما عدم تصحیح لفظ القران
لانہ کان یجب علیہ متابعۃ صورۃ الخط وھکذا کان مکتوبا
فی المصاحف ولم یکن التغیر لہ جائزا فترکہ لانہ لغۃ بعض
العرب انتہی یعنے لیکن نہ صحیح کرنا لفظ قرآن کا پس اسلیئے تہا کہ عثمانؓ پر
واجب تہی متابعت صورۃ خط کی چونکہ بعض مصاحف مین یون ہی
مکتوب تہا اور بدلنا اُسکا جایز نہ تہا اسوجہ سے اُسکو ویسا ہی چہوڑ
دیا کہ وہ لغۃ بعض عرب کے تہے انتہی واعجباہ جس شخص نے بقول
علماے اہلسنت سیکڑون قرآن جلا دیئے سیکڑون ہزارون آیتین
نکالڈالین صحابہ رسول کو اسقدر مارا کہ عارضہ فتق ہوا اُسکے بہ نسبت
یہ بدگمانی اور یہ بے ادبی حضرت عثمان کیا ایسے مجبور و عاجز تہے
جو اس آیت غلط کے جلانے مین یا اصلاح دینے مین جائز و ناجایز کو
دیکھتے اور اُسکی پرواہ کرتے قطع نظر اسکے مجیب نے یہ تو اعتراف کیا
کہ تصحیح الفاظ قرآن کی نہین ہوئی اور غرض بہی اسی سے ہے کہ اہلوگ
مدعی غلطی الفاظ و عبارات قرآن ہین نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات
از ینجا است کہ مولوی حیدر علی سے متعصب نے اپنے ازالۃ الغین مین
ان کل تحریفونکو قبول کیا ہے اور جواب یہ دیا ہے والکا ز اہلسنت
انبست کہ معاذ اللہ کہ اصحاب کرام این امر را بعمل آوردہ باشند الخ
جس سے معلوم ہوا کہ وقوع تحریف مسلم لیکن صحابہ کا یہ فعل کرنا بارادہ

اقرار ابن روزبہان بہ غلط قرآن

ص ۸۰۹ ازالۃ الغین

بدنیتی غیر مسلم ہے اور انآنجاکہ قراین حالیہ و مقالیہ جسکو فریقین نے
لکھا ہے بالکل اسکے مخالف ہین کوئی عاقل اسکو تسلیم نہین کرسکتا
کہ خوش نیتی سے یہ افعال وقوع مین آئے ہون پھر کہا باقیماند روایات
قلیل یا بسیار زبانی رواۃ کہ قبل ازان چنان میخوانیدیم و این سورہ
زائد بود وآن آیت طویل بود اکنون چنان نیست جوابش بہ یکحرف
تمام میشود کہ مفسیرین ماو شما گفتہ اند کہ بعضے از ایات ہم معمول الحکم و
معمول التلاوۃ و بعضے معمول التلاوۃ و منسوخ الحکم و منسوخ التلاوۃ
و معمول الحکم چنانچہ آیت رجم الشیخ والشیخۃ اذا زنیا الخ این اقسام نزد
فریقین مسلم است پس تحریف وقتی بہ ثبوت میرسید مخالف اعتقاد اہلحق
کہ رواۃ میگفتند کہ بعض ایات چنان بود و جامعین انرا زائد یا ناقص
گردانیدند الخ مختصراً بالجملہ اس تقریر سے وقوع مطلق زیادتی و
نقصان خواہ منسوخ الحکم کی ہو یا منسوخ التلاوۃ کی ہو ثابت ہوئی اور
غرض اسی سے ہے کہ خود اہلسنت بہت سی تحریفونکے قائل ہین جسکی
تفصیل سابقا مذکور ہوئی زیادہ و نقصان کرنیکا حال جس سے ظاہر ہوا
اور فقرہ اخری کی تعمیل یعنے کہ تحریف اسوقت ثابت ہو کہ جامعین نے
زاید کو ناقص کیا ہو یا بالعکس سابقا روایت ابو الدرداء وغیرہ سے
مذکور ہوئی جسکے بعد اب کوئی عذر مولویصاحب کا باقی نرہا بالجملہ
اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب یہ روایت ہے جس سے تمامی حالات
اغلاط و تحریفات کلام اللہ کی بخوبی تصدیق ہو جاے اور دعاوی
کاذبہ ان اہلسنت کی توثیق کہ راغب اصفہانی جو اعاظم ایمہ اہلسنت
سے ہے باں ہمہ دانی اپنے محاضرات مین لکھتے ہین و حیل احرق

عثمان مصحف ابن مسعود وان ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کان یقول لو ملکت کما ملکوا لصنعت بمصحفھم مثل الذی
صنعوا بمصحفی انتہی یعنے جلایا عثمان نے مصحف ابن مسعود رضی اللہ
عنہ کو اور ابن مسعود کہتے تھے کہ اگر ہمکو بھی اختیار ملے جیسا کہ انلوگونکو
اختیار ملا تو ہم بھی انکے مصحف کے ساتھ وہی کرین جو انھون نے ہمارے
مصحف کے ساتھ کیا پس یہ حال ہے انکی تحریف و توقیر و تعظیم کا ساتھ کتاب
اللہ جل مجدہ من السماء کے جسکی حرمت واحترام و تمسک کو زمانہ
خلیفہ دوم سے اپنے ساتھ مخصوص جانتے ہین اور حسبنا کتاب اللہ کہکر
رسول کے حرمت کو بھی نہین مانتے اور اسکے حافظ ہونے پر فخر و مباہات
کرتے ہین اور شیعون پر طعن و لعن کرتے ہین کہ یہ لوگ حرمت قرآن کی
نہین کرتے حالانکہ کسی بیچارہ شیعہ نے معاذ اللہ قرآن شریف جلانیکی
جرأت بھی نکی نہ ارادہ کیا کہ ہم اس قرآن کو جلا دیتے نہ ایسی تحریف و
تبدیل و تغیر کے قایل ہوے جیسا کہ خود مخاطب نے اسی ضرب منکر مین
علماے امامیہ رضوان اللہ علیہم سے نقل کیا ہے لیکن تحریف و انحراف
ان سنیون کا اہلبیت نبوی علیہم السلام سے پس ہرگاہ خود مدعی ہین
کہ شیعے اُن حضرات کا اتباع کرتے ہین اور اسیوجہ سے مذہب شیعون کا
باطل ہے کہ یہ اپنے ایمہ کی متابعت کرتے ہین اور انکی عصمت کے قایل ہین
اور اسیطرح بمقابلہ حکم محکم رسول خدا بتمسک ثقلین خلیفہ دوم نے
اپنا فرقہ اسیوقت علحدہ کرلیا کہ حسبنا کتاب اللہ یعنے ہم لوگونکو کتاب
خدا کافی ہے ہملوگ کو ضرورت تمسک اہلبیت کی نہین ہے پس یہ انحراف
انکا محتاج اثبات باقامۃ دلیل و برہان نہین ہے اولاً اسلئے کہ خود

صہ ۹۹ ضرب منکر

تحریف و انحراف سنیان از اہلبیت

مقربین کما ثبت وسیجی ثانیا یہ امر خود متواترات سے ہے کہ بمجرد وفات
رسول خدا اہلبیت کیسی جنازہ تک رسول خدا کا چھوڑ دیا گیا اور
سب لوگ بجز اخص وخواص شیعیان امیر مومنان کے اہتمام خلافت
بکری مین مصروف ہوگئے مین اس مقام پر التماس کرتا ہون کہ کیا
خوب تعمیل وصیت رسول دربارہ تمسک کے کی گئی کیا مطابق فرمودہ
رسولؐ تمسک کتاب وعترت اطیاب کو واسطے ہدایت ونجات وفلاح
وسداد کے کافی نہ سمجھا یا جملہ شرطیہ موضوعہ مکذوبہ لوکان بعدی نبیا
لکان عمر کو جو حضرات اہلسنت نے گڑھا ہے جملہ واقعیہ حقیقیہ بنا دیا
بعوض انقطاع وحی ربانی اختراع القاے شیطانی کیا کہ مطابق فرمان
اس نبی جدید کے وہ سب احکام افضل المرسلین وخاتم النبیین منسوخ
ومتروک کر دیئے گئے نعوذ باللہ من ہذہ الاعمال والافعال والاہواء
والاقوال بالجملہ حال عدم تمسک اہلسنت کا ساتھ عترت رسول و
اہلبیت علیہم السلام کے جو ابتدای وقت وفات رسول خدا سے انتہاے
شہادت خامس آل عبا جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا تک ہوا وہ
مشہور والسنہ جمہور پر مذکور رہے اور بعد اسکے جو آنحضرت کی عترت
طاہرہ پر ان اہلسنت کے ہاتھ سے گزرتا ہے ناظرین رسالہ ضرب
المنکر پر بھی بخوبی ظاہر ہے عیان راچہ بیان سے حاجت مشاطہ نیست
روے دل آرام را ہ پس اولا جب یہ دونون چیزین یعنے کتاب خدا
واہلبیت مصطفےٰ ان سنیون کے یہان متروک ومخذول ہین پھر اُس
حدیث کے ذکر کرنیسے مقام خطبہ مین مخاطب کو کیا فائدہ حاصل ہوا
جو سراسر اُنکے اصول موضوعہ کے خلاف ہے ثانیا کتاب خدا کو جو خلیفہ

دوم نے بمقابلہ حکم رسول بہ تمسک ثقلین زبانی اختیار بھی کیا اور
حسبنا کتاب اللہ کہکر اپنی کتاب خدا پرستی کو ظاہر کیا وہ حسب فرمان
رسول منان منضم ہے ساتھ اہلبیت کے کہ خود حضرت نے فرمایا ہے
لن یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنے دونون جدا نہونگے یہانتک
کہ مجھپر حوض کوثر پر وارد ہوون اور جب اہلبیت کو انھون نے ترک کیا
تو کتاب خدا بھی متروک ہوئی والا افتراق ممتنع لازم آتا ہے ثالثاً بتقلید
ثانی لاثانی حضرات سنی جیساکہ دعوی زبانی ساتھ تمسک قرآن کے
ظاہر کرتے ہین اور اُسکے حفظ و تلاوت مین مثل طوطے مینے کی مصروف
رہتے ہین اور وقت دار و گیر الحق کے دربارہ معرفت امام زمان بتقلید
کید و حیلہ صفین قرآن کو سپر قرار دیکر امام اپنا بتاتے ہین اُسیطرح
اہلبیت عصمت کے ساتھ بھی زبانی تمسک ظاہر کرتے حالانکہ برخلاف
اسکے ظاہر ہے اور علاوہ تناقض قول و فعل جو دلیل نفاق ہے خود قول
مین تناقض و تہافت ہے چنانچہ خود مخاطب برخلاف حدیث نبوی اسی
ضرب منکر مین کہتے ہین الغرض اسوقت کتاب و سنت سے زیادہ
کسی کو استحقاق امامت نہین ہے بعد لکے جو عالم کامل انکا ہو اور
پھر دوسرے مقام مین کہتے ہین کیا قرآن اس زمانہ مین نہین ہے یا قول
پاک رسول اللہ موجود نہین ہے کیا رسالت آپکی باقی نہین ہے پھر
کیون دونون امام نہین ہوسکتے ہین انتہی بلکہ اسی خطبہ مین تین چار
سطر بعد کہتے ہین ولما کانت الھدایۃ واحدۃ فھما الامام لا
الامامان یعنے ہرگاہ ہدایت دونون کتاب اور رسالت آپ کی ایک
تھی تو دونون ایک امام ہین نہ دو امام انتہی بس مخاطب نے اہلبیت

عصمت و طہارت کو اس قابل بہی تصور نکیا کہ انکو زبانی بہی اگرچہ بمعنے لغوی ہو مستحق امامت جانے حالانکہ عالم کامل بلکہ فقیہہ و مجتہد و پیش نماز تک کو امام کہتے ہین جنمین عدالت یا طہارت نسب و طیب ولادت کو بہی شرط نہین جانتے اُسپر بہی دعوی موالات اہلبیت کرتے ہین پس یہان پر مخاطب کو وہ حدیث ذکر کرنا چاہیئے تہا جو مفید اُنکے دعوے کے ہوتی یعنے کتاب خدا و سنت رسول امام ہین نہ اہلبیت نبیؐ جنکو حضرت نے ایک جزء ما تمسک بہ غیر منفک عن القرآن فرمایا اور جنپر ہدایت و نجاۃ کو منحصر قرار دیا ہی اور ساتھ کتاب خدا کے انکو منضم اور متحد و لازم و ملزوم قرار دیا ہے کہ یہ کبہی تا قیامت جدا نہونگے اور اپنی امت سے سفارش فرمائی کہ ان دونوکی متابعت کرو تا گمراہ نہو بعد میرے چنانچہ بوجہ اسی حدیث کے بعض حضرات اہلسنت بہی قایل ہو گئے ہین کہ ہر زمانہ مین اہلبیت رسول سے کوئی ایسا شخص جو قابل تمسک و ہدایت ہو موجود رہنا چاہیئے جیسا کہ عبدالرؤف مناوی نے جو مشاہیر آئمہ علماے اہلسنت سے ہے اپنی فیض القدیر شرح جامع صغیر مین اور جلال الدین سیوطی ذیل شرح حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین فرماتے ہین تنبیہ قال الشریف هذا الخبر یفهم منه وجود من یکون اهلا للتمسک من اهل البیت العترة الطاهرة فی کل زمان الی قیام الساعة حتی یتوجه الحث المذکور الی التمسک به کما ان الکتاب کذلک فلذلک کانوا امانا لاهل الارض فاذا ذهبوا ذهب اهل الارض انتہی یعنے کہا شریف نے اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے موجود رہنا

اوس شخص کا جو قابل تمسک ہوا اہلبیت عترۃ طاہرہ سے ہر زمانہ مین
تا بہ قیام قیامت یعنے کوئی شخص اہلبیت عترت طاہرہ سے ایسا ہر
زمانہ و ہر وقت مین موجود رہنا ضرور ہے کہ اُسکے ساتھ تمسک کر سکین
تب یہ فرمانا رسول کا اور رغبت دلانا اُنکی طرف درست ہو سکتا ہے
جیسا کہ کتاب خدا ہمہ وقت موجود ہے اور تا قیامت رہیگی اور اسیوجہ
سے وہ یعنے اہلبیت نبوی امان ہوئی اہل زمین کے لیئے کہ جب وہ لوگ
نرہینگے زمین بھی باقی نرہیگی انتہیٰ آخر کلام اشارہ ہی طرف اُس حدیث
کے جسکو احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین روایت کی ہے اور صواعق
محرقہ مین بھی ہے النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی
وغیرہ من الطرق مگر ہمارے مخاطب ایک نہین مانتے اور اہلبیت
نبوی کو تو کیسطرح امامت کے قابل نہین جانتے ہرچند ادنے افراد
ناس پر مثل نوربافت و ندات و حجام و کفش دوزتک کے اطلاق امام
کا جایز رکھتے ہین یہانتک کہ بعض دشمنان اہلبیت علیہم السلام نے
جو مقتدا و پیشوای اہلسنت ہین باینہمہ احادیث امامت و تمسک
وغیرہ عداوت اہلبیت نبوی مین ایسے سرگرم ہوے کہ حرمان اہلبیت
کے لیئے روایات کاذبہ و احادیث موضوعہ بنائی جو بالتصریح عدم
تمسک اہلبیت نبوی کو ثابت کرتے ہین اور عقاید و مستمسکات نواصب
وخوارج وسنیہ کو مضبوط و مستحکم کرتے ہین جیسا کہ حکیم ترمذی نے
نوادر الاصول مین روایت کیا ہے عن عمران بن حصین قال
سمعت رسول اللہ یقول اللھم لا تجعل الخلافۃ فی ولد علی
انتہی یعنے خداوندا نہ گردان تو خلافت کو اولاد علی مین پس اس اتہام

صواعق قلمی ص ۱۸۸

عدم خلافت از اہلبیت حدیث بنائی ہے بالکل موضوع

کا سر در انام پر کیا جواب ہے کہ اس مفتری نے اپنے پس وپیش کا
بھی خیال نہ کیا کہ معاذ اللہ یہ دعا حضرت کی کسیطرح قبول نہوئی
اور خلاف اسکے خود جناب امیرؑ اور جناب امام حسنؑ باتفاق تمامی
اہلسنت خلیفہ ہوے اور جناب امام حسین بھی باعتراف ملک العلماؑ
دولت ابادی ورشید الدین خان وغیرہ خلیفہ برحق ہوے اور جناب
صاحب الامر مہدی آخر الزمان باتفاق فریقین بلکہ تمامی مسلمانان اولاد
جناب امیر سے خلیفہ ہین یا مطابق عقاید سنیہ ہونگے پس شاید مخاطب
نے بھی اسی حدیث واہی موضوع کو اپنا مستمسک قرار دیا اور اہلبیت
عصمت کی امامت سے بالمرہ انکار کیا اب کیا عجب ہے کہ جو حال حکیم
ترمذی کا ہوا وہی حال انکا بھی ہو فان عذاب اللہ قریب یہ حال
تھا عموم اعتقاد اہلسنت کا ساتھ عام اہلبیت عصمت وطہارت علیہم
السلام کے لیکن تنصیص انکی دربارہ آیمہ اطہار عترت رسول مختار
علیہم السلام بالتخصیص پس جناب امیر کے بارے مین یہ اعتقاد ہے
انکا کہ کوئی روایت حضرت سے صحیح ہے نہ کوئی علم علوم حقہ شرعیہ سے
آنحضرت کے بدولت پایا گیا کما مجی اور جناب امام جعفر صادق علیہ
السلام کو ذہبی نے کتاب مغنی مین مجاہیل وضعفا سے شمار کیا ہے کہ
ولم یخرج لہ البخاری اور میزان الاعتدال مین کہا ہے لم یحتج بہ
البخاری وقال یحیی بن سعید القطان شیخ البخاری اجد فی
نفسی منہ شیئا وکان مالک لا یروی عن جعفر حتی یضمہ
الی احد یعنے بخاری نے آنحضرت سے روایت نہ کی اور یحیی بن سعید
قطان شیخ بخاری کہتا تھا کہ ہم اپنے دلمین آنحضرت سے کچھ خلش پاتے

اعتقاد اہلسنت دربارہ اہلبیت عصمت وطہارت

ہین اور امام مالک آنحضرت سے روایت نکرتے تھے جب تک کسی اور کو
منضم نکرین اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کو عقیلی نے ضعفا
سے شمار کیا ہے اور کہا ہے حدیثہ غیر محفوظ یعنے حدیث آنحضرت کی
غیر محفوظ ہے اور جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے بارہ
مین لکھا ہے قال ابوالحسن الدارقطنی اخبرنی ابن حبان
فی کتابہ فقال علی بن موسی الرضا یروی عن ابیہ عجائب
یھم ویخطی یعنے کہا دارقطنی نے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب مین
مجھکو خبر دیا کہ علی بن موسی الرضا روایت کرتے ہین اپنے باپ سے
عجیب عجیب باتین کہ وہم کرتے ہین اور خطا کرتے ہین معاذ اللہ اور
جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بارے مین رحمۃ اللہ سندی
نے مختصر تنزیہہ الشریعہ مین لکھا ہے لیس لشیٔ یعنے معاذ اللہ وہ
حضرت کوئی چیز نہین ہین اور تفصیل ان سب امور کی مابعد مذکور
ہوگی پس ان سب سے بخوبی ثابت ہوا کہ سنی لوگونکے نزدیک
اہلبیت عصمت کوئی چیز نہین ہین فضلا عن التمسک بھم اور
جب بقول مولوی عبدالعلی اہلسنت کا اجماع بھی حجت نہین تو دوسرے
اقوال وافعال کا کیا ذکر کیا جاے سبحان اللہ جناب رسالتمآبؐ تو نجات و
ہدایت وعدم ضلالت وغوایت کو تمسک بکتاب واہلبیت مین منحصر
فرمائین اور یہ سنی لوگ اُنکو قابل امامت کیا لائق اخذ روایت بھی
نہ جانین اور سنت رسول جو از قبیل متخیلات ذہنیہ ہی اور گویا انکی
یہان منحصر ہے صحاح ستہ مین کہ جسمین ہزارون روایتین ناصبین
خارجین کا ذبین دو اضعین سے بھری ہوئی ہین اُسکو مستحق امامت

جائین اور امام زمانہ اپنا بتائین اسپر لطف یہ ہے کہ کسی نے بجز
مخاطب معاتب آجتنک سنت رسول کو امام زمانہ بیان نہین کیا ہی
نہ کوئی اسکا مدعی ہوا ہے خود مجیب سابق نے جسکو مجیب مصیب
مخاطب عجیب کہتے ہین امام زمانہ کو دایر کیا ہی درمیان قرآن یا خلفا
یا رسول کے کما سیجئی فتنذکر لعلک تنفع الذکرہی قولہ انظر
کیف تخلفونی فیہما اقول ہملوگون نے نظر و غور بخوبی کیا اور
آنحضرتؐ نے بھی بخوبی جانا کہ یہ فرقہ حقہ شیعہ بعد جناب رسالتمآب
عامل بکتاب و سنت و متمسک بدامان اہلبیت عصمت ہین کہ قرآن
کو قرآن صامت اور اہلبیت کو قرآن ناطق جانتے ہین اور دونو ناو
جزو ایمان بلکہ عین ایمان مانتے ہین اور بعد نظر کے حضرت نے بھی
فرمادیا انت وشیعتک یا علی فی الجنۃ اور شیعہ علی ہم الفایزون
جیسا کہ دیلمی وغیرہ نے روایت کیا ہے لیکن جب آپ لوگون نے
بغور و تانی نظر فرمایا تو بجواب سوال آنحضرت ما فعلتم بالثقلین
بتاے اول و دوم اپنے فرمائیگا اما الاول فحرقناہ و نبذناہ
وراء ظہورنا و اما الاصغر فعادیناہ و ابغضناہ و ظلمناہ
پس وہ حضرت فرمائینگے ردوا الی النار ظلما مظمئین مسودۃ
وجوھکم کما فی بعض الاحادیث الشریفۃ النبویۃ یعنے خلیفہ
اول و دوم کہینگے کہ قرآن کو جلایا ہمنے اور پس پشت ڈالا اسکو اور
ثقل اصغر یعنے اہلبیت اطہر کو پس انسے ہمنے عداوت کیا اور بغض
کیا اور ظلم کیا پس فرمائینگے جناب رسالتمآبؐ کہ پھیرو انکو طرف آتش
دوزخ کے درحالیکہ پیاسے ہون اور چہرے انکے سیاہ و تیرہ ہون

جیسا کہ بعض احادیث نبویہ مین وارد ہوا ہے فاتبعوا الھدی واترکوا الھوی قولہ فبین رسول اللہ اقول یہ بیان بھی کئی وجھون سے باطل ہے پہلے یہ کہ مخاطب کو کمال جرأت ہے اتہام کرنے مین جناب سرور انام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسواسطے کہ کہین جناب رسالتمآب نے ان احادیث ثلثہ مذکورہ مین یہ نہین بیان فرمایا ہے کہ شریعت مثل دریا ہے نہین ممکن ہے عبور اسکا بغیر اتباع قرآن کے الخ آری حدیث اول مین اہلبیت طاہرین کو مثل سفینہ نوح فرمایا اور اُنکے متابعین ومحبین کو راکب سفینہ نوح بتایا اور اُنکو نجات یافتہ وہدایت یافتہ کہا اور انکے مخالفین وتارکین کو گمراہ اور غریق بحر ضلالت وغوایت کہا اور حدیث دوسری جو دربارہ صحابہ ہے اور محض دروغ وموضوع وباطل وواہی وبلایا سے ہے کما مر صرف عام اصحاب کے ساتھ اقتدا کا اختیار حکم نکلتا ہے جو ہر طرح منظور رفیہ ہے اور تیسری حدیث کا مفاد تمسک ثقلین ہے کہ جس سبب سے لوگ گمراہی سے نجات پاوین فمن تمسک بھما نجی ومن تخلف عنھما ضل وغرق وھوی والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ دوسرے یہ کہ مخاطب نے جو تبرکا بتعداد ثلثہ یہان احادیث ثلثہ کہا وہ بھی محض جھوٹ وباطل ہے کیونکہ حدیث صحیح دو ہی ہین جنمین سے تمسک کتاب واہلبیت کا حکم نکلتا ہے باقی صحابہ والی بات محض واہیات خرافات بلکہ بلیات سے ہے ثلثہ کی خلافت کیطرح یارونکی بنائی جعلی کارروائی بے بنیاد وباد ہوائی ہے کما مر سابقا قستذکر قولہ ان الشریعۃ کالبحر اقول ہرچند مخاطب نے اپنی جودت طبع سے نبی پر اتہام کرکے

صحابہ کے استغراق کے لیئے شریعت کو دریا سے تشبیہ دیا اور بمقابل تمثیل
اہلبیت نبوی بسفینہ نوح یہ نیا طوفان برپا کیا مگر بمفادہ تجری
الریاح بما لا تشتھیہ السفن جو ڈوبے کو نکالنے جاسے وہ ہی
ڈوبے یہ تشبیہ فی نفسیہ بھی درست نہوئی اوُلا دریاے مہلک سے
شریعت کو کیا نسبت ثانیا شریعت مین رہنا مقصود ہے اور دریا کی
کنارہ ع اگر خواہی سلامت بر کنار است مگر شاید آپ شریعت سے
کنارہ کرنیکے عازم ہین ثالثا خروج دریا سے طرف خشکی کے ہوگا جو
ضد دریا ہے پس خروج شریعت سے بھی ضرور طرف ضد شریعت
کے ہوگا وھل ہوالا بلیس المصیر پناہ بخدا شاید تقیہ صحابہ کی تحقیق
سے آپکو بھی مقصود ہو رابعا تانیث ضمیر مع قرب البحر و تخصیصہ
بالعبور فیہ فتور فود ب الذکر الانثی دع الانثی وخذ الذکر
فتذکر قولہ بغیر اتباع القرآن اقول اس ظلم تازہ کی کیا ضرورت
تھی جناب رسالتماب نے تو قرآن و اہلبیت کو منضم و متحد و غیر منفک
قرار دیا ہے اور ایک کو دوسرے کا لازم و ملزوم فرمایا اور انفکاک
وافتراق کو تا ورود حوض کوثر منفی موکد فرمایا جسکی وجہ سے علامہ
مناوی نے بھی وجود کسی شخص کو اہلبیت طاہرین سے جو قابل
تمسک ہو ہر وقت مین واجب جانا آپ دونون مین کیون افتراق
ڈالے دیتی ہین اور ایک سے دوسرے کیون جدا کرتی ہین بلکہ آپکی یہانتک یہ ثابت ہی
کہ قرآن قرآن صامت ہے اور اہلبیت طاہرین قرآن ناطق ہین جیسا کہ ازالۃ الخفا مین
شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبد العزیز دہلوی لکھتے ہین و حضرت مرتضی
فرمود کہ این قرآن صامت است و من قرآن ناطقم انتہی پھر عبور

ص ۱۵۳
ازالۃ الخفا مطبوعہ
صدیقی بریلی سنہ ۱۲۸

دریاے شریعت کو با وجود قرآن ناطق و با وجود حکم تمسک اہلبیت و وجود سفینۂ نوح صرف قرآن صامت مین منحصر جاننا صریحا دلیل ناصبیت و استغراق بحر ضلالت و مخالفت خدا و رسول ہی ہان مخاطب بھی اگر بمتابعت خلیفہ ثانی رسول خدا کی نافرمانی ہی کو قبول کرے تو اختیار ہے کہ جب حضرت نے فرمایا ایتونی بلدوات و قرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا یعنے دوات اور کاغذ حاضر کرو کہ ہم ایسا مکتوب لکھدین کہ بعد ہمارے کبھی گمراہ نہو خلیفہ ثانی اور اُنکے اتباع نے قد غلب علیہ الوجع وان الرجل لیہجر حسبنا کتاب اللہ فرمایا یعنے یہ مرد ہذیان بکتا ہے اور درد نے اسپر شدت کی ہے اسکا قول قابل اعتبار نہین ہے کافی ہی ہمکو کتاب خدا جیساکہ یہ مضمون متقارب اللفظ والمعنی صحیح مسلم و صحیح بخاری و نہایہ ابن اثیر و شفای قاضی عیاض و کل کتب احادیث و سیر و تواریخ اہلسنت مین بتفصیل مذکور ہے پس جسطرح خلیفہ ثانی نے رسول کو ایام زندگانی مین تحریر ہدایت نامہ سے باز رکھا اور عیاذا باللہ منسوب بہذیان کیا مخاطب نے بھی اُسی قصہ پارینہ و کینہ دیرینہ کو باتباع خلیفہ مطاع اسمقام مین ظاہر کیا اور اس حدیث سفینہ و حدیث ثقلین کو شاید عیاذا باللہ ہذیان پر محمول کرکے خلاف فرمان رسول منان پر عمل کیا و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدی فقد کفر یعنے جو مخالفت کریگا رسول کے بعد ظاہر ہونے ہدایت کے وہ کافر ہوگا قولہ علی تفسیرھا اقول اولاً یہ مضمون بھی احادیث سابقہ مین ہرگز بیان نہین ہوا ثانیا تفسیرہا کی ضمیر مؤنث کو جب

مخاطب نے قرآن کیطرف پھیرا جسکی وجہ بجز جہالت قایل معلوم نہین
ہوتی تو بہت مناسب ہوا کہ التی کو صفت تفسیر کی قرار دیا کیونکہ تفسیر
بھی تو اُسی ام الکتاب کی بیٹی ہے ثالثاً تثبت کو بھی بصیغہ تانیث لانا
دلیل اُسی جہالت وزن برستی کی ہے اور مدخولیت تحت آیہ و
یسمون الملائکۃ لتسمیۃ الانثی کی لہ ظاہرا رغبت بانوثیت بھی
حضرت آغاے افلح کو صدقہ سے حاصل ہوئی قولہ اصحابہ العظام و
اھابیتہ الکرام اقول یہ قول بھی بچند وجہ نامقبول ہے اولاً یہ کہ اگر
شریعت بقول آپکے مثل دریا ہے تو جناب رسالتماب نے اپنی اہلبیت
عصمت وطہارت کو سفینہ نوح سے تمثیل دیا ہے اور اس بحر زخار
کے طے کرنیکے لیئے بھی کشتی نجات مقرر کی ہے لیکن مخاطب نے ایسے
بے پاٹ مین اپنے گھاٹ کے لیئے اصحاب کی ڈونگی کمان سے بنائی جسکا
ساحل تک پہنچنا محال ہے اور اغرقوا فادخلوا نارًا اُسکا مآل ہے ثانیاً
یہ کہ جناب پیغمبر نے تو مدار شریعت کا اتباع قرآن و اہلبیت دونون پر
رکھا ہے کہ جس سبب سے مفاد تشبیہ بھی پورا ہو جاتا ہے کہ عبور دریا
بغیر کشتی و ناخدا دونوںکے غیر ممکن ہے مگر مخاطب نے جو اس عبور
کو صرف اتباع قرآن مین محصور کیا پس باوصف نقصان تشبیہ
صرف قرآن صامت سے کیسے بیڑا پار لگے گا چنانچہ حکم تمسک ثقلین
سے بھی ظاہر ہے ہان اگر صرف اہلبیت کو کہا جاوے جو قرآن ناطق
ہین تو ممکن ہے جیسا کہ حدیث مثل اہلبیتی کسفینہ نوح اسکا مویّد ہے
کہ صامت محتاج ناطق ہی اور ناطق محتاج صامت نہین ہوتا ثالثاً
یہ کہ مخاطب نے اہلبیت طاہرین کو یہان اصحاب سے موخر کرکے

اپنی ناصبیت اور جلفا و خلفا کی حمایت خوب ظاہر کی مگر بوجہ مخالفت
حکم رسولؐ خدا زمرہ کا فرین مین داخل ہوے کیونکہ نہ کہین ان
دونون حدیثونمین ذکر اصحاب کرام کا ہے نہ حکم متابعت انکی تفسیر کا
اور اگر حدیث نجوم کا خیال ہو تو بوجہ موضوعیت و دروغ ہونیکے
لائق استدلال نہونا اسکا معلوم بس یہ بناے فاسد علی الفاسد ہوگی
گما ہو ظاہر علے اہل الفہوم وان تخفی علے الغوی المشوم رالعابہ کہ اپنے
مقدمات ترتیبیہ کے خلاف نتیجہ نکالنا اور برعکس اُسکے مقدم کو موخر
موخر کو مقدم کرنا دلیل کمال اضطراب اور گویا ما فی الارحام کا انقلاب
ہے اور کیونکر نہو کہ طلق موجب قلق و فلق اور قلوب منقلبہ کے لیئے
باعث شق ہے خاصکر یہ کہ باآنکہ اہلبیت کی متابعت کا حکم جناب
رسالتمآب نے ویسا ہی دیا تہا جیسا قرآن کی متابعت کا حکم فرمایا تہا
اور ایک دوسریکو متساوی و متلازم و متحد کما تہا اور مضمون افتراق
کو مابین سے اُٹھادیا تہا مگر ہمارے مخاطب نے اپنی طرف سے اصحاب
کو بیچ مین ڈالا اور اسپر تکلف یہ کہ اہلبیت پر مقدم بہی کیا اور کچھ
ادب رسولؐ کا بہی نکیا اس ظلم کا کیا جواب ہے اے حضرت اگر
حکم جناب رسالتمآبؐ کا نہ مانیئے تو اپنے شاہ صاحب فرمان دیکھیئے
کہ وہ فرماتے ہین کہ ان دونون بزرگ یعنے قرآن و اہلبیت رسول
متان کے خلاف جو مذہب ہوگا اُسکا متابع گمراہ و خارجی ہے جس سے
یہ امر صاف ظاہر ہے کہ امر دین مین ہم محکوم فقط بمتابعت قرآن و
اہلبیت علیہم السلام ہین اصحاب وغیرہ کو کوئی مداخلت اسمین نہین ہے
بلکہ اگر ایسا ہوتا تو اجتماع ضدین لازم آتا ہے اور ضدین ہونا کاذب

وغا در و خائن واثم جاننے سے اور عدم بیعت ستہ اشہر سے کما
فی صحیح المسلم ثابت ہی پھر ایسے اصحاب سے تفسیر کیونکر لیجا سکتی ہے
سا دسا بتصریح آئمہ دین حضرات اہلسنت ثابت ہے کہ جن صحابہ
کی ہوا خواہی مین یہ ساری کارسازی وشعبدہ بازی کی جاتی ہے
یعنے خلفاے ثلثہ اُنسے احادیث تفسیر بلکہ مطلق احادیث بہت ہی
کم مروی ہے جیسا کہ مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پھر انکا ذکر کیا بیکار
ہے سابعا یہ کہ مطلق تفسیر پر آپکے علما کو اعتماد و اعتبار نہین ہے
خواہ صحابہ سے ہو خواہ غیر صحابہ سے جیسا کہ محمد طاہر گجراتی نے
تذکرۃ الموضوعات مین لکھا ہے قال احمد بن حنبل ثلث
کتب لیس لہا اصول المغازی والملاحم والتفسیر یعنے کہا
امام محمد بن حنبل نے کہ تین کتابونکے لیئے اصول نہین ہین ایک
تواریخ غزوات دوسرے ملاحم تیسرے تفسیر اور فیض القدیر
شرح جامع صغیر مین ہے قال ابن الکمال کتب التفسیر مشحونۃ
بالاحادیث الموضوعۃ یعنے کہا ابن کمال نے کہ کتب تفسیر احادیث
موضوعہ یعنے بنائی ہوئی حدیثون سے بھری ہوئی ہین اور شیخ
محی الدین عربی نے باب ثانی وسبعون فصوص الحکم مین کہا ہے وفیہ
علم یتبرء بہ الانبیاء مما نسب الیہم المفسرون من الطامات
مما لم یجی فی کتاب اللہ وہم یزعمون انہم قد فسروا کلام اللہ
فیما اخبر بہ عنہم لسان اللہ العصم فی القول والعمل فلقد
جاؤا فی ذلک باکبر الکبائر کمسئلۃ ابراہیم خلیل اللہ وما نسبوا
الیہ من الشک وما نظروا فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ

تمامی کتب تفسیر اہلسنت غیر معتمد و مستند و احادیث موضوعہ سے مملو ہین

والہ وسلم نحن اولی بالشک من ابراھیم ما شئت فی احیاء
الموتی جوھا مختلفہ لم یدر بای جھة یکون احیاء الموتی
وھو مجبول علی طلب العلم فعین اللہ لہ وجھا من تلک
الوجوہ حتی سکن اللہ قلبہ فعلم کیف یحیی اللہ الموتی وکذلک
قصة یوسف ولوط وموسیٰ وداود ومحمد علی جمیعھم افضل
الصلوة والسلام وکذلک ما نسبوہ فی قصة سلیمان الی
الملکین وکل ذلک نقلوہ عن الیھود واستحلوا عرض
الانبیاء والملائکة بما ذکرتہ الیھود الذین جرحھم اللہ
وملأوا کتبھم فی تفسیر القرآن العزیز بذلک وما فی
ذلک نص فی کتاب اللہ وسنة رسولہ واللہ یعصمنا من
غلطات الافکار والاقوال والافعال انتھی یعنی کہا ابن عربی
نے باب ۲؎ فصوص مین کہ اس باب مین ہے جاننا تنزیہ انبیا کا
اُن چیزون سے کہ نسبت دیا ہے طرف اُن انبیا کے مفسرین نے
طامات سے یعنے وہ امور قبیحہ کہ بمنزلہ قیامت عظمی و داہیہ کبریٰ
ہین اُنکے لیئے حالانکہ وہ چیزین کتاب خدا مین نازل نہ ہوئین اور
مفسر لوگ گمان کرتے ہین کہ انھون نے کتاب خدا کی تفسیر کیا ہے
اُن چیزونکے ساتھ جسکی خبر خدا نے دیا ہے ہم دعا کرتے ہین خدا
سے کہ ہمکو عصمت دے قول وعمل مین البتہ وہ مفسرین اکبر کبائر
کے مرتکب ہوئے مثل ؎ مسئلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے کہ نسبت
دیا اُنکی طرف شک کرنیکی حالانکہ اُن مفسرون نے قول رسول خدا
کو خیال نکیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہملوگ زیادہ مستحق ہین شک کرنیکے

؎ یا تعجب اس سے بڑھکر قیامت عظمی یہ ہے کہ حضرت خلیل الرحمٰن کیطرف اپنی امت سے کذب کی نسبت کرتی ہے کما یجی فیما بعد انشاء اللہ تعالی ۱۲

ساتھ بہ نسبت حضرت ابراہیم کے اسلئے کہ حضرت ابراہیم نے مردونکے
زندہ کرنے مین شک نہین کیا تھا وہ جانتے تھے کہ مردونکے
زندہ کرنیکی بہت سی صورتین ہین مگر یہ نہ جانتے تھے کہ کسطرح
زندہ کیئے جاتے ہین چونکہ اُنکی خلقت ہی ایسی ہوئی تھی کہ طلب
علم مین کوشش کرین پس خدانے وہ صورت انکو دکھا دی کہ
جسطرح خدا زندہ کرتا تھا یہانتک کہ اُنکے قلب کی تسکین ہوئی اور
جانا اُنھون نے کہ کیونکر زندہ کرتا ہے خدا مردونکو اسیطرح قصہ
حضرت یوسف و لوط و موسیٰ و داؤد و محمد مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ علیہم
اور اسیطرح حضرت سلیمان کے قصہ مین جو دولون فرشتونکی
طرف نسبت دی ہی ان سب باتون کو مفسرون نے یہود کی کتابون سے
نقل کیا ہی جسمین آبروریزی انبیا و ملائکہ کی کیا اُن باتونکے ساتھ
جنکو یہود نے ذکر کیا ہے حالانکہ خود خدانے یہود کے بارہ مین
جرح و قدح کیا ہے اور یہود کی کتابونکو انھون نے تفسیر قرآن
مین بھر دیا ہے حالانکہ اس بارہ مین نہ قرآن نازل ہوا ہے نہ
سنت رسول مین اُسکا نشان ہے خدا ہم سبکو غلطی افکار و اقوال
و افعال سے نجات دے انتہیٰ پس یہ حال تو مطلق تفاسیر اہلسنت
کا ہے کہ بقول امام حنبل اُسکا کچھ اعتبار ہی نہین اور بقول ابن
کمال کل تفاسیر مشحون ہین احادیث موضوعہ سے اور بقول شیخ
عربی ماخذ اُنکا اقوال یہود ہے کہ اُسپر نہ نص قرآن مین ہے نہ
سنت رسول مین پس اب آنحضرتؐ کو عبور دریای شریعت
سے کیونکر ہوگا مگر یہ کہ اپنے کو یہود بنالین جیسا کہ یہود بندہ الامتہ

سے شاید اسیطرف اشارہ ہے متامل آور اگر بسبب غلبہ اوہام کی اہلسنت
اپنے متقدمین ایمہ اعلام کے کلام کو قبول نکرین تو خود شاہ عبدالعزیز
صاحب کے کلام سے انشاء اللہ اس مرام کو ثابت کرتا ہون کہ تحفہ
مین فرماتے ہین درباب متعہ وروایت این از عبد اللہ بن مسعود
و دیگر صحابہ محض افترا است اگرچہ در تفاسیر غیر معتبرہ اہلسنت نیز
نقل کنند الخ حالانکہ یہ روایات تفسیر بیضاوی وکشاف وتفسیر زاہدی
وتفسیر نیشاپوری وتفسیر کبیر امام المتکلمین فخر الدین رازی مین موجود
ہے پس حسب تصریح شاہ جی یہ تفاسیر اہلسنت غیر معتبر ٹھہری
اور جب ایسی تفسیرین غیر معتبر ہوئین تو اب کونسی تفسیر انکے یہان
معتبر ہو گی پس معلوم ہوا کہ اہلسنت کے یہان دراصل کوئی تفسیر
ہی معتبر نہین ہے فصدق ما قال اما فہم الاجل احمد بن حنبل ثانیاً
باقی رہی تفاسیر مقید بقولہ التی ثبتت بالتحقیق من الصحابۃ العظام
یعنے وہ تفسیرین کہ تحقیق صحابہ عظام ثابت ہون تو اب عنان کمیت
تحقیق وتدقیق کو اسطرف متوجہ کرتا ہون پس واضح ہو کہ جو جو
اصحاب مشہور بوقوف فن تفسیر ہین وہ دس ہین جیساکہ علامہ
جلال الدین سیوطی اتقان فی علم القران مین فرماتے ہین النوع
الثمانون فی طبقات المفسرین اشتہر بالتفسیر من الصحابۃ
عشرۃ الخلفاء الاربعۃ وابن مسعود وابن عباس وابی بن کعب
وزید بن ثابت وابو موسی الاشعری وعبد اللہ بن زبیر
انتہی پس چونکہ غالباً کلام مخاطب بھی ملی تفسیرہا التی ثبتت بالتحقیق
من الصحابۃ العظام منحصر انہین دس صحابی مین ہوگا لہذا کچھ بیان

صہ ۲۲۳ تحفہ اثنا عشریہ

۲۹۶ اتقان قلمی

خلفائے اربعہ

انکا اجمالاً معرض گزارش مین لایا جاتا ہے اما خلفائ اربعہ پس ذکر انکا محض تبرکاً سیوطی سے ہوا ہے والا خود سیوطی اسکے مقر ہین کہ خلفائے ثلاثہ سے بہت کم احادیث منقول ہین جیساکہ اتقان مین ہے بعد عبارت مذکورہ فاما الخلفاء فاکثر من روی عنہ منہم علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ والروایۃ عن الثلثۃ نزرۃ بعد اسکے کہا ہے ولا احفظ عن ابی بکر فی التفسیر الا اثارا قلیلۃ جدا الا تکاد تجاوز العشرۃ یعنے لیکن خلفا مین سب سے زیادہ روایت دربارہ تفسیر جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے اور بقیہ ثلثہ سے بہت ہی کم ہے اور ابوبکر سے ہم خیال نہین کرتے مگر بہت ہی کم کہ شاید دس حدیث سے نہ بڑہیگی اور وجہ اس قلت روایت کی ابوہریرہ نے خوب بیان کی ہے جیساکہ صحیح بخاری مین ہے عن ابی ھریرۃ ان اخواننا من المھاجرین یشغلھم الصفق بالاسواق وان اخواننا من الانصار کان یشغلھم العمل فی اموالھم وان اباھریرۃ کان یلزم رسول اللہ بشبع بطنہ ویحضر مالا یحضرون ویحفظ مالا یحفظون انتہیٰ یعنے ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے برادران مہاجران کاروبار بازار کے شغل مین رہا کرتے تھے اور انصار اپنے مال مین پھنسے رہتے تھے اور ابوہریرہ اپنے پیٹ کو بھرتا تھا اور صحبت رسول کو ایک دم نچھوڑتا تھا جو چیزین مہاجر و انصار کو نمعلوم ہوتی تھین وہ سب ابوہریرہ کے پاس حاضر و محفوظ رہتی تھی پس مخاطب کے اصحابہ کرام کا یہ حال تھا اور خود خلیفہ ثانی جو مشہور بہمہ دانی تھے انکے حال کو

کنز العمال مین خوب لکھا ہے عن ابی جریج عن عمرو بن دینار
قال سمعت بجالة التمیمی قال وجد عمر بن الخطاب مصحفا
فی حجر غلام فیه النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم وهو ابوهم
فقال احککها یا غلام فقال واللہ لا احکها وهی فی مصحف
ابی بن کعب فانطلقوا الی ابی فقال ابی شغلنی القرآن و
شغلک الصفق بالاسواق اذ تعرض رداءک علی عنقک
بباب ابن العجماء انتہیٰ یعنے ایک لڑکے کو دیکھا عمر بن خطاب نے کہ اُسکی
گود مین قرآن ہے اور اُسمین یہ آیہ ہے النبی اولی بالمومنین من
انفسهم وهو ابوهم یعنے لفظ وهو ابوهم قرآن متداول سے زیادہ
ہے عمر نے کہا اس لفظ کو حک کر دے یعنے چھیل ڈال لڑکے نے جواب
دیا واللہ ہم نہ چھیلینگے کہ یہ آیہ تو یون ہین ابی بن کعب کے مصحف مین ہے
پس عمر ابی کے پاس آئے ابی نے جواب دیا کہ ہمکو شغل قرات قرآن
تھا اور تجھکو سیر بازار نے تعلم قرآن سے باز رکھا کہ چادر کاندھے
پر رکھکر دروازہ ابن عجما جایا کرتا تھا انتہی اور فاضل رشید نے
شوکت عمریہ مین لکھا ہے ازانجملہ است مخالفت وتشدد ابی بن کعب
بر حضرت عمر وقتیکہ ایشان انکار بر قرات او کہ بشخصے تعلیم آن کردہ
بود نمودہ بودند در حدیث طویلے کہ خاتمہ اش انیست یقول ابی
الی فی الثالثۃ وهو غضبان لنعم واللہ لقد انزلها اللہ علی
جبرئیل وانزلها جبرئیل علی محمد فلم یستامر فیها الخطاب و
لا ابنه فخرج عمر وهو رافع یدیه وهو یقول اللہ اکبر اخرجه
الحاکم ازانجملہ است مخالفت وتشدد ابی مذکور بایشان در قرات

صہ ۲۶ ورق شوکت عمریہ قلمی

کریمہ والذین اتبعوھم باحسان کہ قرات حضرت عمر بدون
واو بود و قرات ابی و دیگران بواو بود چنانچہ در منہاج الدامۃ
در تفسیر کریمہ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار
الخ میفرماید وروی ان عمر سمع رجلا یقرءھا فقال من
اقرءک ھذا فقال اقرءنیہ ابی بن کعب فدعاہ فسالہ
فقال اقرانیہ رسول اللہ وانک تبیع القرظ بالبقیع الخ
واللہ ایسا ہی نازل کیا خدا نے جبرئیل پر اور جبرئیل نے محمدؐ پر
اسمین نہ حکومت خطاب چلتی ہے نہ اُسکے بیٹے عمر کی انتہی باپ
تک اُکھاڑ لایا کہ قرآن مین نہ تمہارے باپ کی دال گلتی ہے نہ
تمہاری بہرکیف جب معلوم ہوا کہ خلفا سے بہت کم احادیث
دربارہ تفسیر منقول ہے اور جو کچھ ہے وہ جناب امیر سے منقول
ہے پس اب جناب امیر کی روایات کو اہلسنت کے یہان دیکھنا
چاہیئے کہ وہ کسقدر منقول ہین اور اُنکا وزن انکے یہان کتنا
ہے جس سے اور خلفا کی روایات کا حال بھی معلوم ہوگا کہ جب
اکثر کا یہ حال ہی تو اقل جنکو خود سیوطی نے نزد تہ جلد کہا ہے اُنکا حال
کیا ہوگا پس ابن تیمیہ اپنے منہاج السنتہ مین جسکو جواب منہاج
الکرامتہ جناب علامہ حلی اعلی اللہ فی الخلد مقامہ تصور کرتا ہے کہتا ہے
دربارہ انتساب تفسیر بجناب امیر ھذا ابن عباس نقل عنہ
من التفسیر ماشاء اللہ بالاسانید الثابتۃ لیس فی
شی منہا ذکر علی وابن عباس یروی عن غیر واحد من
الصحابۃ پھر کہتا ہے در روایتہ ای روایۃ ابن عباس عن

روایت جناب امیر بہ تفسیر اہل سنت

عن علی قلیلۃ جدا ولم یخرج اصحاب الصحیح شیئا من حدیثہ عن
علی پھر کہا ہے وما یعرف بایدی المسلمین تفسیر ثابت عن
علی انتہی یعنے یہ ابن عباس ہین کہ کسقدر احادیث دربارۂ تفسیر
انسے باحادیث صحیحہ ثابتہ منقول ہوئی ہین جسمین کوئی ذکر علی نہین
ہے اور ابن عباس بہت سے صحابہ سے روایت کرتے ہین اور روایت
ابن عباس کی جناب امیر سے بہت ہی کم ہے کہ مصنفان صحیح نے کوئی
حدیث ابن عباس کی جناب امیر سے نقل نہ کیا بلکہ کوئی حدیث دربارہ
تفسیر حضرت امیر سے مسلمانونکے نزدیک صحیح ہی نہین الخ بلکہ یہ حضرات
مدعی ہین کہ جو کچھ جناب امیر سے منقول ہے وہ موضوع و باطل ہی جیساکہ
میزان الاعتدال مین ہے حتیٰ عن الشعبی ما کذب علی احد من
ھذہ الامۃ ما کذب علی علی رض وقال ابن ایوب کان ابن
سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی باطل انتہی یعنے
شعبی نے کہا اس امت مین جسقدر دروغ جناب امیر پر ہوا کسی
کیطرف نہوا اور ابن ایوب کہتا ہے کہ ابن سیرین کے نزدیک
جو حدیث جناب امیر سے روایت ہوئی وہ باطل ہے اور خود صحیح بخاری
مین ہے وکان ابن سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن
علی الکذب انتہی یعنے ابن سیرین کے نزدیک عام روایت جناب
امیر سے جھوٹھ و کذب ہے اور خود شاہ ولی اللہ رسالہ قرۃ
مین فرماتے ہین درہیچ فنے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضی
بظہور نیامدہ انتہی پس بقول شاعر ع قیاس کن زگلستان من
بہار مرا ۔ جب جناب امیر کی روایات کو جو بہ نسبت مرویات

ف
جسقدر جناب امیر پر
دروغ باندھا گیا

خلفاے ثلثہ کے بتصریح سیوطی اکثر نہی قلیل کہا بلکہ عام حدیث کو
انحضرت علیہ السلام کے کذب و باطل قرار دیا تو اور خلفا کا کیا
ذکر کہ خود بتصریح سیوطی قلیل واقل ہے پس بعد تحقیق بحکم مخاطب
یہ ثابت ہوا کہ خلفاے اربعہ سے کوئی حدیث دربارہ تفسیر منقول
نہین ہے اور اگر ہے تو موضوع و باطل ہے انکے نزدیک اور قلیل
وشاذ ونادر ہے والنادر کالمعدوم اور بعد تحقیق روایات
خلفاے اربعہ معلوم ہوا کہ تفسیر اہلسنت جسپر مخاطب نے اتباع
قرآن کا مدار رکھا ہے اور عبور دریاے شریعت کو اُسی تفسیر پر
محول کیا ہے منحصر ہے چھ شخصوئین صحابہ سے بقول سیوطی اب
تحقیقات ثانی انکے احوال کی کیجاتی ہے کہ وہ کیسے ہین آیا بذریعہ
انکے مخاطب کا بیڑا پار لگیگا یا منجھدار مین ڈوبیگا ابن مسعود
جنکو سیوطی نے بعد خلفا درجۂ اول قرار دیا ہے پس اُنکا حال یہ تھا
کہ بتصریح حضرات سینہ آیات منسوخہ وتفاسیر وادعیہ قنوت کو
شامل قرآن کیئے ہوے تھے اسی سبب سے جو حالت انکی بنائی گئی
وہ معلوم ہے کہ اسقدر غلامان حضرت عثمان نے مارا کہ اُنکو مرض
فتق ہوگیا حالانکہ یہ حضرات اُنکو بھی الصحابہ کلھم عدول سے
شمار کرتے ہین اور بعد مار پیٹ کے شہر بدر بھی اُنکو عثمانؓ نے کردیا
تفصیل اس قصہ پرغصہ کی نجاۃ المومنین ملا محسن کشمیری مین مذکور
ہے کہ جنکو فاضل رشید عظماے علمای اہلسنت سے بیان کرتے
ہین اور شاہ صاحب بھی اُسکو کچھ گھما پھرا کے لکھتے ہین جیسا کہ تحفہ
مسروقہ مین ہی عبداللہ بن مسعود وابی بن کعب کہ بعض قرات شاذہ

ابن مسعود صحابی
نفس اہلسنت

صہ ۶۳۲
تحفہ اثناعشریہ

در مصحفہاے خود نوشتہ بودند حالانکہ بعضی عبارات ادعیہ وقنوت
بودند وبعضی عبارات تفسیر کہ جناب پیغمبر در وقت تلاوت قرآن بیان
معنی آن میفرمودند وازموقوف کردن مصاحف خود اباورزیدند
ودر بقاء مصاحف ایشان فتنہ عظیم در دین پیدا میشد کہ در نفس قرآن
اختلاف واقع بود ورفتہ رفتہ منجر بقبائح بسیار میشد در گرفتن مصاحف
غلامان عثمان البتہ با ابن مسعود خشونت بودند وضرب وصدمہ ہم
باو رسید انتہی اسی سے حضرت ابن مسعود کی تفسیر دانی کا حال ان
امتیان عثمانی کے نزدیک معلوم ہوا کہ نفس قرآن مین اور تفسیر وادعیہ
قنوت وقراات شاذہ وغیرہ تک مین فرق ان صحابی جلیل القدر کو
معلوم تھا پھر انسے تفسیر جو منقول ہوگی اُسکا کیا حال ہوگا انکی نزدیک
اور اسیطرح یہ ہے کہ یہ فرقہ جاہلہ ابن مسعود کیطرف ایسے امور کی نسبت
دیتے ہین کہ نفس ایمان انکا انکے نزدیک متزلزل ہوتا ہے چنانچہ اتقان
علامہ سیوطی مین ہے ومن المشکل علی ھذا الاصل الخ بوجہ غایت
اشتہار اس مشکل کے ترجمہ پر اختصار کیا جاتا ہی کہ اصل تواتر قرآن
پر ایک مسئلہ سخت مشکل یہ ہی جسکو وارد کیا ہے امام فخر الدین رازی نے
کہ کہا اُسنے نقل کیا گیا ہی کہ ابن مسعود سورہ فاتحہ ومعوذتین کے قرآن
ہونیکے منکر تھے اور یہ امر بہت مشکل ہی اسلیئے کہ اگر ہم کہین کہ قرآن کو
زمانہ صحابہ مین تواتر حاصل تھا یعنے اُسی زمانہ مین قرآن متواتر تھا تو
پھر ابن مسعود نے جو اس نقل متواتر کا انکار کیا پس کفر انکا لازم آتا ہے
اور اگر کہین کہ اُس زمانہ مین تواتر نہین ہوا تھا تو لازم آتا ہے کہ قرآن
متواتر الاصل نہ ہے اور گمان غالب یہ ہے کہ یہ مذہب جو ابن مسعود سے

(حاشیہ: تزلزل در بارہ کفر و ایمان ابن مسعود بوجہ اشکال در تواتر قرآن)

نقل کیا گیا نقل باطل ہے تب البتہ اس عقدۂ لاحل سے نجات ممکن ہی
والا فلا انتہی اور مین کہتا ہون کہ خود امام رازی اس انکار سے کافر
ہو گئے اسیلئے کہ منکر خبر واحد کافر ہے جیسا کہ ملک العلما دولت آبادی
نے ہدایۃ السعدا مین لکھا ہے ومن انکر الخبر الواحد والقیاس
وقال انہ لیس بحجۃ فانہ یصیر کافرا ولو قال ھذا الخبر غیر
صحیح وھذ القیاس غیر ثابت لا یصیر کافرا ولکن یصیر فاسقا
انتہی یعنی جو انکار کرے خبر واحد کا اور قیاس کا اور کہے کہ یہ حجت نہین ہے
وہ کافر ہوتا ہے اور اگر کہے کہ یہ خبر غیر صحیح ہے یا یہ قیاس غیر ثابت ہے
تو وہ کافر نہین ہوتا لیکن فاسق ہوتا ہے پس فخر الدین رازی خود
یا کافر ہوے یا فاسق یا یہ عقدہ لاینحل انکی گردن مین رہ گیا بہر کیف
حضرت ابن مسعود انکے نزدیک ایسے تھے کہ انکو درمیان تفسیر وادعیہ
قنوت وآیت قرآن مجید مین فرق نہ معلوم تھا بلکہ اصل ایمان ہی انکا
انکے نزدیک غیر ثابت وغیر مسلم ہے الا یہ کہ خود اپنے کفر وفسق کو تسلیم
کرین اور اس سے زیادہ لطف یہ ہے کہ یہی ابن مسعود منکر وبد اعتقاد
خلافت عثمان سے بھی تھے جیسا کہ انسان العیون علی بن برہان حلبے
مین ہے وکان الولید شاعرا ظریفا حلیما شجاعا کریما یشرب
الخمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن الموذن بصلوۃ
الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفۃ الصبح اربع رکعات
وصار یقول فی الرکوع والسجود اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب
ثم سلم وقال ھل ازیدکم فقال لہ ابن مسعود لا زادک اللہ
خیرا ولا من بعثک الینا یعنی ولید شاعر ظریف حلیم وشجاع و

۱۶۲
۳۶۸ صـ
الجلد والرابعہ من
الہدایہ السابعہ

انکار ابن مسعود از
حقیت خلافت عثمان

کریم تھا جو جانب عثمان سے عامل کوفہ ہوا شراب پیتا تھا اول شب سے
فجر تک جب اذان دیا موذن نے صبح کی تو ولید مسجد گیا اور اہل کوفہ
کو نماز پڑھایا چار رکعت اور رکوع و سجود مین کہتا تھا شراب پیوٗ
اور پلاوٗ مجھکو بعد اسکے محراب مسجد مین قے کردیا شراب کی اور بعد
تمامی نماز کے کہا اگر کہو تو اور زیادہ کرین نماز کو ابن مسعود نے کہا نہ
خدا تجھ مین خیر و برکت زیادہ کرے نہ اُس شخص مین کہ جسنے تجھے ہملوگ پر
حاکم کرکے بھیجا ہے پس نہین معلوم ایسے شخص سے جو تفسیر وادعیۂ قنوت
و آیات قرآن مین تفرقہ نکرسکے اور ایمان اُسکا متزلزل اور ربوجہ
انکار خلافت عثمانی بلکہ بد دعا کرنیکی مذہب الاسلام ہوا انکی نزدیک
اُسکی روایات دربارہ تفسیر کیونکر مقبول ہونگی اور بذریعہ اُسکے انکا
بیڑا کیونکر پار لگے گا اما ابن عباس کہ جو اعاظم مفسرین و اکابر محدثین
سے اہلسنت کے نزدیک ہین اور بلقب ترجمان القران ملقب ہین اُنکا
یہ حال ہے کہ بخطاب فاجر مخاطب ہوے اور خود خلیفہ بحق خلیفہ اول
کے نواسے حواری رسول کے فرزند عشرہ مبشرہ کے ایک فرد کے دلبند
نے یہ خلعت فاخرہ عطا کیا جیسا کہ شرح مشکوۃ ملا علی قاری مین ہے

ابن عباس ترجمان القرآن

عن عروۃ بن الزبیر ان عبد اللہ بن زبیر قام بمکۃ فقال
ان اناسا اعمی اللہ قلوبہم کما اعمی ابصارھم یفتون بالمتعۃ
یعرض برجل فناداہ فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت
المتعۃ تفعل فی عہد امام المتقین یرید رسول اللہ فقال
لہ ابن الزبیر فجرت بنفسک واللہ لئن فعلتہا لارجمنک
باحجارک الحدیث ورواہ النسائی ایضا ولا تردد فی ان

ابن عباس ھوالرجل المعرض بہ وکان قد کف بصرہ فلذا قال ابن الزبیر کما اعمی ابصارھم وھذا انما کان فی خلافۃ ابن الزبیر وذلک بعد وفات علی فقد ثبت انہ مستمر القول علی جوازھا انتہی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جس زمانہ مین عبد اللہ بن زبیر مقیم مکہ تھے اپنے ایام خلافت مین ایک روز کہا کہ بعض آدمی ایسی ہین کہ جنکے دل کو خدا نے انکے آنکھ کیطرح اندھا کیا ہی وہ لوگ فتوی دیتے ہین متعہ کرنیکا اور اس قول مین اپنے وہ کسیکی طرف تعریض و چشمک کر رہا تھا پس اس شخص نے جواب دیا تو خلف جافی ہے قسم اپنے عمر کی کہ متعہ جاری تھا اور ہملوگ کرتے تھے زمانہ امام المتقین مین یعنے عہد کرامت مہد جناب رسالتمآب مین متعہ جاری تھا تب زبیر نے کہا کہ تو نے فجور کیا اپنے نفس کے ساتھ واللہ اگر اب تو نے کیا تو ہم تجھکو سنگسار کرینگے اور نسائی نے بھی یہی روایت کیا ہی اور کوئی شبہہ نہین ہے کہ ابن زبیر نے جسکی طرف تعریض کیا تھا وہ ابن عباس تھے کہ جنکی آنکھین ضائع ہوگئی تھین اسی سے ابن زبیر نے کہا جیسا آنکھین اندھی ہوئین اور یہ واقعہ اس زمانہ کا ہی جسمین ابن زبیر خلیفہ تھے یعنے بعد وفات جناب امیر علیہ السلام کے تو اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس جواز متعہ پر مستمر القول تھے اور اس رائے سے وہ نہ پھرے انتہی پس بقول ابن زبیر ابن عباس فاجر ہوے اور کتاب شفاے قاضی عیاض مین ہے وفی تفسیر النقاش عن احمد بن حنبل انا اقول بحدیث ابن عباس بعینہ راہ حتی انقطع نفسہ یعنے احمد بن حنبل سے ہی کہ کہتا ہون مین بحدیث ابن عباس کہ پیغمبر خدا نے اپنے

ف
جواز متعہ بقول ابن عباس

صہ ۶۱
شفاے قاضی عیاض مطبوعہ مطبع نولکشور

رب کو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا یہانتک کہ آواز اُنکی منقطع ہوئی
اور خود مجتہدۃ الزمان علامۃ الدوران مادر مہربان بی بی عایشہؓ
اس روایت کی تکذیب کرتی ہین اور مفتری قرار دیتی ہین جیسا کہ
ترمذی نے اپنے صحیح مین روایت کیا ہے عن الشعبی قال لقی ابن
عباس کعبا بعرفۃ فکبر حتی جاوبتہ الجبال فقال ابن عباس
انا بنو ھاشم فقال کعب ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین
محمد وموسی مرتین ورواہ محمد مرتین فقال مسروق
فدخلت علی عایشۃؓ فقلت ھل رای محمد ربہ فقالت لقد
تکلمت بشئ قف لہ شعری قلت رویدہ ثم قراءت لقد
رای من آیات ربہ الکبری فقالت این یذھب بک انما ھو
جبرئیل من اخبرک ان محمد رای ربہ او کتم شیئا مما امر بہ
او یعلم الخمس التی قال اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث
فقد اعظم الفریۃ ولکن رای جبرئیل ولم یرہ فی صورتہ
الا مرتین عند سدرۃ المنتہی ومرۃ فی جھاد لہ ستمائۃ
جناح قد سد الافق انتہی خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ ابن عباس نے ملاقات
کی کعب سے مقام عرفہ مین کعب نے کہا کہ خدا نے اپنے دیدار اور کلام
کو درمیان حضرت محمدؐ و موسےٰ کے تقسیم کیا دو مرتبہ موسےٰ سے کلام
کیا اور دو مرتبہ رسول خداؐ نے خدا کو دیکھا مسروق کہتا ہی کہ مین
عایشہؓ کی خدمت مین گیا اور پوچھا کہ کیا رسول خداؐ نے پروردگار
کو دیکھا تھا عایشہؓ نے کہا تو نے وہ بات پوچھی کہ جس سے میرے رونگٹے
کھڑے ہوگئے راوی نے بعد اُسکے اس آیت کی تلاوت کی لقد رای

من ایات ربہ الکبرٰی پس کہا عایشہؓ نے کہ کہان تیرا خیال ہے
وہ جبریل ہین جنکو رسول خداؐ نے دیکھا جسنے تجھے خبر دی کہ پیغمبر خداؐ
نے خدا کو دیکھا اُسنے افتراے عظیم کیا ہی رسول خداؐ نے دو مرتبہ
جبرئیل کو بصورت اصلی دیکھا تھا ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ پر دوسری
مرتبہ جہاد مین کہ اُنکے چھہ سَو باز و تھے اور صحیح مسلم و صحیح بخاری مین
بھی اسی مضمون کی حدیثین موجود ہین اور شفای قاضی عیاض
مین بھی کچھ تفاوت و تغیر کے ساتھہ یہ روایت موجود ہے پس بتصریح
ام المومنین حمیرا ابن عباس اور کعب مرتکب افتراے عظیم ہوے پس
جب ایک روایت مین انکا یہ حال ہوا تو اور روایات اُنکی کب معتمد ہوسکتی
ہین جیساکہ بغوی نے تقریب مین کہا ہے قال السمعانی من کذب
فی خبر واحد وجب اسقاط ما تقدم من حدیثہ یعنے کہا سمعانی
نے جو جھوٹھہ کہے ایک حدیث مین واجب ہے اسقاط کرنا کل احادیث
کا اُسکے اور سیوطی نے تدریب مین کہا ہے کہ جو جھوٹھہ کہے ایک حدیث
مین رد کیجائینگی پہلی کی حدیثین اُسکی اور تاریخ خمیس و مواہب ابن حجر
عسقلانی مین بھی روایت رویت پروردگار جو ابن عباس سے
منقول ہوئی موجود ہے اور اُسکے ساتھہ تکذیب ام المومنین بھی
موجود ہے پس روایات و احادیث و تفاسیر جو ابن عباس سے کتب
مخالفین مین منقول ہین بتصریح اُنکے کسی طور سے قابل اعتماد و لایق
استشہاد نہین رہین اور جب ابن عباس کا کہ جو ترجمان قرآن
و اعاظم مفسران صحابہ سے ہین سنیون کے نزدیک یہ حال ہوا تو اور
کون پوچھتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ دو صحابی جو مشاہیر اہل تفسیر سے

شفا ص ۱۶ ت

ف
ابی بن کعب

ہین بعد خلفا کے کسیطرح لائق اعتماد نہین ہین بلکہ ایک کو کافر دوسرے کو فاجر کا خطاب دیا گیا وکفی ذالک لمن القی السمع وھو شھید ۱۴ ابی بن کعب ہیں اگرچہ حضرات سنی انکے فضائل ومناقب کا زبانی اقرار کرتے ہین اور الصحابۃ کلھم عدول مین شمار کرتے ہین لیکن خودہی اُن فضائح و قبائح کی انکی طرف نسبت کرتے ہین کہ جو مشعر انکے جہل وکذب وافترا پر ہے چنانچہ عبارت تحفہ شاہ صاحب سابقا حال ابن مسعودؓ مین گذری کہ عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب بعضی قراات شاذہ در مصحفہا خود نوشتہ بودند حالانکہ بعضی عبارات ادعیہ وقنوت بودند وبعضے عبارات تفسیر الخ اور حال ابن عباس مین بقول ام المومنین افترای عظیم کرنا ابی بن کعب کا رسول خدا پر مذکور ہوا فتذکر اور فصول الاحکام مین ہے روی عن ابن مسعود وابی بن کعب انھما لیستا من القران یعنے ابن مسعود وابی بن کعب سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ معوذتین قرآن سے نہین ہے اور منکر ایات قرآن کا حکم سابقا مذکور ہوا اور اُس سے واضح تریہ ہے کہ جو شفا قاضی عیاض مین ہے قال ابوعثمان بن الحداد جمیع من ینتحل التوحید متفقون علی ان الجحد بحرف من التنزیل کفر اور نیز اُسی شفا مین ہے وقال محمد بن سحون فیمن قال المعوذتان لیستا من کتاب اللہ یضرب عنقہ الا ان یتوب اور نسیم الریاض شرح شفا عیاض مین ہے وقال ابن مسعود فیما رواہ عبدالرزاق عنہ من کفر بایۃ من القران فقد کفر بہ کلہ لانہ تکذیب لقایلھا عزوجل وقال اصبغ بن الفرج

بالجمیم المصری من کذب بالتشدید ببعض لقرآن فقد کذب
کلہ ومن کذب کلہ فقد کفر بہ ومن کفر بہ فقد کفر باللہ
سبحانہ یعنے کہا ابو عثمان بن حداد نے کہ کل مسلمان کہ قایل بتوحید
ہین وہ سب متفق ہین کہ انکار ایک حرف کا بہی قرآن سے کفر ہے اور
کہا محمد بن سحنون نے کہ جو شخص کہے کہ معوذتین قرآن کا جز نہین ہے
اُسکا قتل واجب ہے مگر یہ کہ توبہ کرے اور کہا ابن مسعود نے جیساکہ
عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ جو انکار کرے ایک آیہ کا بہی قرآن سے
اُسنے کفر کیا تمام قرآن کے ساتھ کیونکہ یہ تکذیب کرنا ہے قایل عزوجل
کی اور کہا اصبغ بن فرج مصری نے کہ جو تکذیب کرے بعض قرآن کی
اُسنے تکذیب کیا کل قرآن کی اور جسنے تکذیب تمام قرآن کیا اُسنے کفر کیا
ساتھ قرآن کے اور وہ کافر ہوا پس اس سے بہی بخوبی کفر ابی بن کعب کا
اُنکے نزدیک ثابت و ظاہر ہوا اور راد نے فضائل ابی بن کعب سے یہ ہی
کہ معلم خلیفہ ثانی تھے اور ثانی اُنکے روبرو زانوے ادب تہ کیے رہتے
تھے اور بجز آمنا و صدقنا کے کچھ کہہ نہ سکتے تھے اور ذرا مخالفت کیا کہ
ابی نے خلیفہ کے ساتھ لپشت کی خبر لی جیساکہ شوکت عمریہ سے سابقاً
مذکور ہوا ۱ ما زید بن ثابت پس اگرچہ یہ حضرات سنیہ اقرار

ف زید بن ثابت

اُنکے فضائل کا زبانی کرتے ہین لیکن اُنکو بہی مضلین و مغوین و
جابرین سے جانتے ہین چنانچہ ابوالحسن مازنی کہ الصحابۃ کلھم
عدول اور بایھم اقتدیتم اھتدیتم سے تھے اور حاضرین عقبہ
وبدر سے جیساکہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ مین لکھا ہے وہ زید بن ثابت
کاتب قرآن بحکم عثمانؓ کو مضلین و مغوین سے جانتے تھے جیساکہ

استیعاب ابن عبد البر مکی مین ہے ترجمہ ابو الحسن مازنی مین لہ صحبۃ
یقال انہ ممن شہد العقبۃ و بدرا ابو الحسن المازنی ہو
القایل لزید بن ثابت حین قال یوم الدار یا معشر الانصار
کونوا انصار اللہ مرتین فقال ابو الحسن واللہ لا نطیعک فنکون
کما قال اللہ تعالی اطعنا سادتنا و کبرائنا فاضلونا سبیلا
انتہی یعنی ابو الحسن مازنی جو حاضرین عقبہ و بدر سے تھے اُنھون نے
کہا تھا زید بن ثابت کو بروز دار جس روز خلیفہ ثالث قتل ہوے
جب زید نے کہا کہ اے معاشر انصار انصار خدا ہو تو مازنی نے کہا
واللہ ہم کبھی تیری اطاعت نکرینگے کہ ہم بھی ہو جائین مثل اُنکے جنکے
بارہ مین کہا خدا نے کہ ہمنے اطاعت کیا اپنے سادات و بزرگان کی
پس اُنھون نے ہمکو گمراہ کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ زید بن ثابت
ابو الحسن مازنی کے نزدیک مضلین و مغوین سے تھے اور کفار مین
داخل تھے کہ اُس آیہ کو جو شان مین کفار کے ہے زید کے حق مین تلاوت
کیا اور اس سے لطیف تر یہ ہے کہ بزبانی خلیفہ ثانی جو سنیونکے نزدیک
معصوم ہین جیسا کہ عبد العلی بحر العلوم نے شرح مثنوی مولوی روم
مین نص کیا ہے وہ بھی جور و ظلم زید بن ثابت کے قایل تھے جیسا کہ
محاضرات امام راغب اصفہانی اور کنز العمال ملا علی متقی مین ہے وکان
زید بن ثابت یقضی لعمر بالمدینۃ وتقادم الیہ عمر و ابی فی جد
تنازعاہ فخرج الیہما فقال السلام علیک یا امیر المومنین
ہہنا فتوجہت الیمین علی عمر فقال زید لابی اعف امیر المومنین من
الیمین فقال لہ عمر مازلت جائرا منذ الیوم السلام علیک یا امیر المومنین

ترجمہ ابو الحسن مازنی

وھھنا ھھنا داعف امیرالمومنین انتھی یعنے زید بن ثابت از جانب عمر
قضایا فیصل کرتے تھے مدینہ مین ایک روز اُسکے پاس عمر و ابی آے واسطے
رفع ایک نزاع کے کہ درمیان دونون کے تھا پس زید باہر آے اور کہا
السلام علیک یا امیرالمومنین یہان آئی یہان آئی اور صدر
فراش خالی کر دیا بعد اُسکے بقاعدہ قضا قسم و حلف متوجہ ہوئی
عمر کیطرف پس زید نے ابی سے کہا کہ امیرالمومنین کو قسم سے معاف
کردو عمر نے اُسپر کہا کہ تو ہمیشہ جور کرتا رہا آجتک اور بروایت
کنزالعمال کہا عمر نے کہ آج سے اب کبھی زید کیطرف قضایا نہ لیجانا
چاہیئے پس اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مطابق ارشاد خلیفہ ثانی
لاثانی زید بن ثابت حاکم و قاضی جائر تھے اور قاضی جائر کے لیئے
خود ہی روایت کرتے ہین جیسا کہ حافظ عبدالنعیم مندری نے اپنی
کتاب ترغیب و ترہیب مین لکھا ہے عن ابی ھریرۃ قال قال
رسول اللہ اربعۃ یبغضھم اللہ البیاع الحلاف والفقیر
المحتال والشیخ الزانی والامام الجائر یعنے کہا ابوہریرہ نے کہ
فرمایا رسولخدا نے خدا چار شخص کو دشمن رکھتا ہے ایک وہ جو کوئی
بیچی تو اُسپر قسم کہاے دوسرے فقیر حیلہ ور تیسرے شیخ زانی چوتھے
امام جائر جو حکم مین جور و ستم کرے اور اس سے زیادہ اعجب و اغرب
یہ ہے کہ کنزالعمال ملا علی متقی مین ہے عن زید بن ثابت عمر بن
الخطاب استاذن علیہ یوما فاذن لہ و راسہ فی ید جاریۃ
ترجلہ فنزع راسہ فقال عمر دعھا ترجلک قال یا امیرالمومنین
لو ارسلت الی جئتک فقال عمر لیس ھو لوحی حتی تزید فیہ

ف سننا عمر کا زید بن ثابت سے ... کہ جس مین کہ فضا ... نہین ...

او تنقص انما ھو شئ نتراءہ رایتی ووافقتنی تبعتہ والا لم
یکن علیک شئ فابیٰ زید فخرج مغضبا انتھی یعنے ایک روز عمر
مکان پر زید کے آے اور بعد اذن کے داخل مکان ہوے اُسوقت
زید کا سر ایک لونڈی کے ہاتھ مین تھا کہ شانہ کر رہی تھی زید نے اپنا سر
اُسکے ہاتھ سے بغرض تعظیم کھینچ لیا عمر نے کہا چھوڑ دو کہ وہ شانہ کرے
زید نے کہا اے امیر المومنین آپنے کیون زحمت فرمائی مجھکو طلب کیا
ہوتا مین خود حاضر ہوتا عمر نے کہا کہ یہ کچھ وحی نہین ہے کہ جسمین اپنے
دل سے کچھ گھٹاؤ بڑہاؤ کرو ہم ایک مشورہ چاہتے ہین اگر اُس راے
مین شریک ہو تو بہتر ورنہ کچھ حرج نہین ہے زید نے اُس راے سے
انکار کیا عمر وہان سے غضبناک اُٹھ کھڑے ہوے انتھی پس اس سے
بخوبی معلوم ہوا کہ زید بن ثابت کا زیادہ کرنا اور کم کرنا وحی آسمانی
و آیات فرقانی مین خلیفہ ثانی پر ثابت تھا کہ مقام مشورہ مین اُسپر
تعریض کیا اور خلیفہ ثانی یہ وہی ہین جنکو معصوم اور اعدل الاصحاب
عمر بن الخطاب کا یہ حضرات خطاب دیتے ہین پس کافی ہے شہادت
اُنکی فضایل زید بن ثابت کے لیئے اور وثاقت روایت کے لیئے اما
ابو موسیٰ اشعری پس اگرچہ حضرات اہلسنت انکو عالم اصحاب و
اکابر مفسرین سے قرار دیتے ہین حتی کہ انھین کے پوتے پر وتے ابوالحسن
اشعری کے مذہب کو انحضرات نے اختیار کیا اور اُسکو سنت سنیہ
قرار دیا اور بوجہ کمال اُنس و الفت خطاب محمدی یا عمری کو ترک کرکے
فرقہ اشعریہ اپنے کو کہتے ہین جس سے بہت سی بدعتین برپا ہوئین
یہانتک کہ اسکی بدولت خلافت معاویہ و یزید قائم ہوئی پس گویا کہ

ابو موسیٰ اشعری

وہ حضرت اس فرقہ کے بابا آدم اور ماما حوا قرار پائے لیکن باوجود ان حقوق کے اُنکے بارہ مین بہی حضرات اہلسنت جو اُنکے سنت پر قائم ہین کیا کیا معائب وفضایح وقبائح تحریر کرتے بلکہ نفاق وکفر انکا ثابت کرتے ہین چنانچہ ابن عبد البر مکی اپنی کتاب استیعاب مین لکھتے ہین فلما دفع اهل الکوفة سعید بن العاص ولوا باموسی وکتبوا الی عثمان یسالونه یولیه فاقره عثمان علی اهل الکوفة الی ان مات وعزله علی عنها فلم یزل واجدا علی علی حتی جاء منه ما قال حذیفة فقد روی فیه لحذیفة کلام کرهت ذکره والله یغفر له ثم کان من امره یوم الحکمین ما کان انتهی یعنے بعد سعید بن عاص حسب استدعاے اہل کوفہ عثمان نے ابوموسیٰ کو حاکم کوفہ مقرر کیا اور حضرت علی نے اُسکو معزول کیا پر وہ ہمیشہ حضرت علی پر غضبناک رہا یہانتک کہ ظاہر ہوا اُس سے وہ امر جسکو روایت کیا تہا حذیفہ صاحب سر رسولخدا واقف اسماء منافقین نے اور ہم مکروہ جانتے ہین اُس کلام کے نقل کو یہان خدا مغفرت کرے بعد اُسکے روز حکمین جو اُس سے سرزد ہوا مشہور عالم ہے انتہی مخفی نرہے کہ یہ حذیفہ وہ ہین جنکو مخصوص کیا تہا رسول خدا نے بہ تعلیم اسماء منافقین حتی کہ عمر بھی انسے اپنے منافق ہونیکو دریافت کیا کرتے تھے کما سیجئی لیکن وہ کلام کہ جسکو عبد البر مکی نے بغرض پردہ پوشی مخفی رکہا اور اظہار سے اُسکے کراہت کیا کہ وجہ اُسکی بجز مشارکت ناصبیت امر دیگر نہین ہے کیونکہ جو قبائح کہ پوشیدہ رکھی گئے اُسکو اعظم سمجھا اور منحرف ہونا حضرت امیر سے اور غضبناک

ہونا آنحضرت پر جو بتصریح لا یبغضہ الا کافر کے موجب کفر اُسکا
تھا اُسکو بکشادہ پیشانی بقولہ لم یزل واجدا علی علیؑ ذکر کیا اور
اسکو اُس جرم مخفی کے مقابل مین کم سمجھا دلیل ناصبیت مادح وممدوح
ہے بہرکیف گو ابن عبد البر مذکور اور صحابہ کے حالات مین بلاکراہت
راز سربستہ کو فاش کردیتا ہے مگر یہان بوجہ حق وقرابت خاص اُسکا
اخفا کیا پس وہ راز مخفی یہ ہے کہ جب لوگون نے حذیفہ سے اوصاف
ذمیمہ ابوموسیٰ بیان کیا تو حذیفہ نے بجواب اُسکے یہ کہا اما انتم
فتقولون ذلک واما انا فاشہد انہ عدو اللہ ولرسولہ
وحرب لہما فی الحیوۃ الدنیا ویوم الاشہاد یوم لا ینفع
الظالمین معذرتھم ولھم اللعنۃ ولھم سوء الدار کما
نقلہ العلامۃ فی الاستقصاء یعنے تم لوگ یہ کہتے ہو اور ہم گواہی
دیتے ہین کہ وہ دشمن خدا و دشمن رسول ہے دنیا و آخرت مین
جسدن نفع نہ دیگی ظالمونکو معذرت اُنکی اور اُنکے واسطے لعنت
خدا ہے اور بدترین مقام دوزخ مین لیکن مکمل تعداد عشرۂ
مبشرۂ مفسرۂ عبد اللہ بن زبیر پس حضرات اہلسنت
کو انکے فضائل و مناقب مین نہایت غلو ہے چنانچہ خود مخاطب صفحہ
۲۸ مین اسی ضرب منکر کے فرقۂ حقہ شیعہ کو بوجہ عداوت زبیر و
اولاد اُسکے ناصبی کہتے ہین اور اُنکو خلفاے راشدین مین شمار کرتے
ہین کہ بعد از پیغمبری اس سے کوئی مرتبہ بالا نہین ہے مگر کچھ فضائل
اُنکے سے بقدر نمونہ از خروارے دیکھے از ہزار یہ ہے کہ بمصداق سہ
سالیکہ نکوست از بہارش پیدا است ایام طفلی مین بلقب شیطانی

عبد اللہ بن زبیر مفسر عاشر

بارشاد خلیفہ ثانی سرفراز ہوے جیساکہ محاضرات امام راغب اصفہانی مین ہے مر عمرؓ بصبیان وفیہم عبد اللہ بن الزبیر فعد الصبیان ووقف عبد اللہ بن الزبیر فقال لہ عمر لم لم تذہب مع الصبیان فقال یا امیر المومنین لم اجن علیک فاخافک ولم یکن بالطریق ضیق فاوسع علیک فقال ای شیطان یکون ہذا انتہی یعنے عمرؓ کا ایک روز گزر ہوا ایک راہ سے کہ وہان لڑکے کھیل رہے تھے خلیفہ دوم کی صورت دیکھکر سب لڑکے بھاگ گئے مگر عبد اللہ بن زبیرؓ جو انھین لڑکون مین کھیل رہے تھے وہین کھڑے رہے عمرؓ نے پوچھا کہ تم کیون نہ بھاگے لڑکونکے ساتھ تب عبد اللہ بن زبیر نے جواب دیا کہ نہ مینے تمہارا کوئی قصور کیا تھا جو ڈرتا اور بھاگتا اور نہ راہ آپکی تنگ تھی کہ مین اُسکو کشادہ و فراخ کردیتا انتہی سچ کہا سب شیطان تو حضرت خلیفہ ثانی کے سایہ سے بھاگتے تھے مگر یہ ایسے نڈر جو عمرؓ کو دیکھکے بھی نہ بھاگے اور جواب و سوال کرنیکو آمادہ و مستعد ہو گئے یہ اول واقعہ روبروی خلیفہ ثانی ہے دوسرا واقعہ روضۃ الاحباب مین ہے عایشہؓ در ہودجی کہ بر شتر عسکر نام کہ یعلی بن امیہ پیشکش کردہ بود بستہ بودند پیش پیش لشکر میرفت تا رسیدند قریب بطلوع صبح بر سر چشمہ ای کہ آنرا حواب میگفتند چون شتر عایشہؓ در گزار آمدسگان آنموضع جمع گشتہ مانند حباب بر سر آن آب بجوش و خروش آمدند و نباح آغاز کردند عایشہؓ شنید کہ شخصے از دیگرے می پرسید نام انکہ خود پرسید کہ چہ آیست مسئول گفت این آب حواب ست عایشہؓ

گفت باز گردانید مرا پرسیدند این برگشتن را سبب چیست و مانع او
از راه رفتن کیست جواب سائل چنین گفت من شنیدم از رسول پیغمبر ید
گویا می بینم زنے از زنان خود را که سگان حواب برو بانگ کنند اے
حمیرا ترسان باش از خدا ازانکه آن زن تو باشی مانع من از رفتن
این حدیث مسموع و تهدید و وعید یکه از مضمون آن معلوم میشود
باعث بر داعیه رجوع است پس دران منزل فرود آمدند و چون
آفتاب برآمد عبداللہ بن زبیر پنجاه مرد از سگان آن موضع نزد عائشہؓ
آورد تا گواهی دادند که این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب
در اول شب گزشت و گویند که این گواهی اول شهادت دروغی بود
که در اسلام بوقوع پیوست و آتش اضطراب عائشہ در مراجعت
ازان طریق بگواهی آن فریق فرو نشست و همچنان در صدد رجوع بود
و اضطراب می نمود تا عبداللہ بن زبیر از آخریات لشکر آواز انداخت
که علی بن ابیطالب با لشکر کثیر از عقب رسید خوف بر عائشہؓ استیلا یافت
و از طریق برتافته دلیلے را طلبید تا ازو استفساری نماید طلی گفت
دلیل از شرمندگی خطاے و غلطی که در تسمیه این آب کرده بود فرار نمود
انتهی اور روضۃ المناظر و مفتاح النجا مرزا محمد بدخشانی وغیرہ کتب
معتبرہ احادیث و سیر و تواریخ میں یہ قصہ بعینہ موجود ہے پس جو
شخص ام المومنین کے سامنے جھوٹی گواہی دے اور مخترع اول اس
سنت سیئہ کا اہلسنت میں ہو وہ کب قابل اسکے ہے کہ اس سے روایت
حدیث یا تفسیر کیجاوے اور جو شخص بہ شہادت خلیفہ ثانی بے ایمان ہو
اس سے کب ہدایت ہو سکیگی بجز ضلالت و گمراہی کے مقام انصاف ہے

این اول شهادت دروغ بود در اسلام

کہ ایسے شخص کی روایت کب صحیح ہو سکتی ہے جو شیطان اور موجد سنت گواہی دروغ ہو اور محرک قوی ام المنین کا واسطہ جنگ کرنیکے نفس رسول سے ہو جو مصداق لحمک لحمی ودمک دمی وحربک حربی ہے اور خلیفہ رسول پہ باغی وخارجی ہو اور ناکث بیعت وناقض عہد ہو اور یہ حالات جو یہان مذکور ہوے ایک شمہ بلکہ ایک قطرہ ہے اُنکے بحر ذخار فضایح وآثار سے مثل اسکے کہ ایذا دینا ابن عباس کو اور اُنکو شہر بدر کرنا طرت طائف کے اور اشعار کہنا ابن عباس کا اسکے بارے مین اور اسیطرح جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو ایذا دینا ابن زبیر کا اور آگ سلگانا واسطے جلانے اُس برگزیدہ باریکے اور جناب امام حسینؑ کی شہادت پر خوش ہونا اور مکہ معظمہ سے کربلا کیطرف جانے پر مسرور ہونا اور ترک سلام وکلام کرنا ام المومنین عائشہ کا جو خالہ اور مربیہ عالم ما در حقیقی تھین جو کتب سیر و تواریخ واحادیث مین بتصریح مذکور ہے اگر ناظرین کو مذاق محبت وخیال عظمت محرک ہو تو تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی اور اسد الغابۃ اور اتحاف الوری وتاریخ الخلفا ومفتاح النجا واستیعاب وتمہید وغیرہ کو ملاحظہ کرے تاکہ تسکین خاطر علیل ہو پس یہ حالات تھے مفسرین مذہب اہلسنت کے جو اعاظم اصحاب رسالتماب اور کلمہ عدول سے ہین اور تفسیر قرآنی جسپر مدار شریعت وعبور دریاے نجاۃ محول ہے اور بتصریح سیوطی اکثر احکام وتفاسیر انہیں سے منقول وماخوذ ہین باقی جو النادر کالمعدوم ہین اور انکو سیوطی نے اتقان مین ناقلان اخبار فتن ونار وغیرہ سے شمار کیا ہے نہ حاملان آثار احکام واعمال سے

قرار دیا ہے وهذه عبارته وقد ورد عن جماعة من الصحابة
غير هولاء اليسير من التفسير كانس وابی هريرة وابن عمر
وجابر وابی موسی الاشعری وورد عن عبد الله بن عمرو
والعاص اشياء تتعلق بالقصص واخبار الفتن والاخرة
وما اشبهها بانيكون مما يحمله عن اهل الكتاب الخ یعنے تحقیق
وارد ہوئی ہے تھوڑی تفسیر بعض صحابہ سے سوائے اُنلوگونکے جو
مذکور ہوئے مثل انسؓ بن مالک وابوہریرہ وابن عمر وجابر وابی موسیٰ
اشعری کے اور عبد اللہ بن عمرو عاص سے کچھ خبرین جو متعلق بقصص
واخبار فتن وآخرت وامثال اسکے ہین جو اہل کتاب سے ماخوذ ہین
پس اب مخفی نرہے کہ یہ اشخاص مفسرین مذکورین آخرین مفسرین سابقین
سے بمدارج رتبہ عالیہ مین کم اور فضائل وقبائح مین بڑھے ہوئے
ہین جیساکہ کتب معتبرہ اہلسنت سے بخوبی ظاہر ہے کہ بخوف طول بیان
تفصیل اُنکا فضول سمجھا گیا اما بالاجمال پس انس وہ بزرگ ہین
کہ جو بسبب عداوت وکتمان شہادت کے جناب امیر نے اُسکے واسطے
بد دعا کیا تھا کہ وہ مبروص ہوگیا اور تارک صلوۃ وصوم تھا اور یہ
وہی بزرگ ہین کہ جنکے بارے مین سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ کیا
حقوق رسول خدا کے انس پر ایسے نہ تھے کہ ابن زیاد کو منع کرتا چوب
لگانے سے دندان مبارک پر جناب سید الشہدا روحی له الفدا کے جیساکہ
زید بن ارقم نے منع کیا اور اس فعل قبیح پر انکار کیا کما ہو مذکور فی
عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری اور کافی ہے انکے اور ابوہریرہ کے
تقیصا [illegible] کے لیے قول امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کا جیساکہ ابن تیمیہ ثانی

ورود تفسیر صحابی بنص وغیرہ باہل اخبار فتن

ذکر انس بن مالک

صفحہ ۱۸ – ۱۹
منتہی الکلام مسلک اول

امام اعظم سنی امام المتکلمین مخاطب حیدر علی کفش دوز فیض آبادی
منتہی الکلام مین لکھتے ہین منجملہ اقوال ابو حنیفہ کے وکذلک کنت
ادع رائی لرای عثمان وعلی وسایر الصحابۃ ما عدا ابو ہریرۃ
و انس بن مالک وسمرۃ بن جندب یعنے کہا ابو حنیفہ نے کہ ہم
کل صحابہ کی راے پر عمل کرینگے اور تقلید کرینگے مگر تین آدمی انس
بن مالک اور ابو ہریرۃ اور سمرۃ بن جندب کی تقلید نکرینگے اور
اسیطرح اسکا عمامہ حریر پہننا طبقات ابن سعد وغیرہ مین موجود
ہے لیکن ابو ہریرہ پس علت ترک امام اعظم مین وہ بھی مثل انس

ابو ہریرہ

کے مبتلا ہین کما مر اور کذب وافترا پردازی اسکی ایسی تھی کہ چارسو
درہم لیکر چارسو حدیث وضعی بنایا اور خلیفہ ثانی نے آخر اسکو
رسول خدا سے روایت کرنیکو منع کیا اور کہا کہ اگر باز نہ آئیگا تو
کوہ دوس کیطرف شہر بدر کرینگے اور عدو اللہ وعدو رسول اسکو
کہتے ہین اور خود ام المومنین اسکو جھوٹھا وکاذب کہتی تھین جیسا
کہ تاریخ خمیس ومجمع البحار وفایق زمخشری وکنز العمال وغیرہ مین

صفحہ ۱۹۷
ازالۃ الخفا

موجود ہے اور ازالۃ الخفا مین بھی کچھ اشارۃً وکنایتہً مذکور ہے
اور اسیطرح شطرنج بازی ابو ہریرہ کی حیوۃ الحیوان اور نہایہ
ابن اثیر جزری مین مسطور ہے من شاء الاطلاع فلیرجع الیہا
لیکن خلیفہ زادہ خلاصہ خلافت مآب عبد اللہ بن عمر بن خطاب
پس گو علامہ سیوطی نے انکو با وصف قلت روایت ساقط الاعتبار
راوی قصص واخبار کہا ہے مگر تمامی اوصاف کا انکے ایک شمہ یہی
کہ جناب امیر کی بیعت نہ کیا باوصف بیعت تمامی مہاجرو انصار کے

اور نہ کبھی آنحضرت کو خلفائے راشدہ یا غیر راشدہ مین شمار کیا بلکہ بحیلہ پدری فکر قتل حضرت کیا اور باوصف اجماع و اتفاق مہاجرد انصار حضرت سے مستدعی خلع خلافت ہوسے کہ جناب امیر نے بجواب اُسکے قم عینی یا احمق کہا بخلاف اُسکے معاویہ کی بیعت بکشادہ پیشانی اختیار کیا باوصفیکہ شاہ صاحب بھی اُسکو باغی مکار شمار کرتے ہین اور بیعت یزید بکمال مسرت و شادمانی کیا اور لکھ بھیجا بلکہ لوگونکو بھی اُسکی بیعت پر ورغلانا اور جن لوگون نے مدینہ مین خلع یزید چاہا اُنپر تلوار نکالنے کا ارادہ کیا جیساکہ صحیح بخاری و صحاح ستہ مین موجود ہے اور فاضل رشید و کفش دوز لبصارۃ و ازالۃ مین مصرح ہے اور کیونکر ایسا نہوتا کہ الولد سر لابیہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند امتثال وصیت پدری کیونکر نہ کرتے کہ موسس اساس اس خلافت باطل کے وہی حضرت تھے کما لایخفی لیکن عبداللہ بن عمرو عاص پس نطفہ کسکا تھا ۵ اصل بد از خطا خطا نکند عمرو عاص کے حالات اظہرمن الشمس ہین از اینجا ست کہ سیوطی نے اُنکو ناقل از اہل کتاب کہا کما مر اور جنگ صفین مین حسب فرمان پدر والاشان اپنی جناب امیر سے آمادہ جنگ و پیکار تھے جیساکہ مستدرک حاکم وغیرہ مین مسطور اور کتب سیر مین مشہور ہے بہرحال جب جملہ اصحاب کرام مفسرین حضرات اہلسنۃ کی خواہ مرویات اُنکے قلیل ہون یا کثیر یہ حالت بیان ہوئی کہ کوئی کافر تھا کوئی فاجر کوئی جاہل کوئی ناصبی کوئی خارجی کوئی فاسق کوئی لابس حریر کوئی قمار باز کوئی شطرنج باز کوئی تارک صلوۃ کوئی مفطر صوم کوئی مقصر نماز پس اُنکی روایات و تفسیر ایات پر کیونکر مدار ہوسکتا ہے

ف عبداللہ بن عمرو عاص

پس یہ کہنا مخاطب کا کہ شریعت دریاے بے پایان ہے عبور اسکا بغیر
اتباع قرآن بہ تفاسیر محققہ اصحاب عظام خارج از امکان ہی سراسر
نہیق حمار ہے اما اولا اصل تفسیری انکے یہان ثابت نہین ہے اور
سراپا روایات مکذوبہ و اخبار اہل کتاب سے مملو ہے کما مر ثانیا
ایسے صحابہ عدول کی تحقیقات کیوجہ سے اور بہی ساقط الاعتبار
وبیکار ہوگئے پس پل اتباع قرآن کا جو مبنی بر تفسیر محقق اصحاب
تھا بالکلیہ منہدم الاثار ہوگیا اور عبور بحر ذخار بغیر پل لامحالہ محال
و دشوار ہوگیا کہ بشکل اول بدیہی الانتاج اسطرح اسکا نتیجہ حاصل
ہوا کہ عبور بحر شریعت مذہب اہلسنت موقوف ہے اتباع قرآن علی
تفاسیر صحابہ پر اور کل اتباع قرآن بتفاسیر صحابہ مذکورہ انکے یہان غیر
ثابت و باطل ہے پس عبور دریاے شریعت مذہب اہلسنت مین
غیر ثابت و باطل و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ
وھو فی الاخرۃ من الخاسرین تاسعا قولہ اھلبیتہ الکرام
پس باوصف تقدم واقعی وحقیقی وتقدم ذکر بحدیث سفینۂ نوح
ذیل ذکر دریاے بے پایان مین کشتی وکشتیبان کو موخر کرنا ان
جانوران دریائی سے خلاف عقل اور نقل بلکہ بے تمیزی کا طوفان ہے
عاشراً گو یہ قول مخاطب کا استطرادا صرف بغرض رعایت زبانی
حدیث تمسک کیواسطے خلاف حکم خلیفہ ثانی لایا گیا ہے والا انکو
اہلبیت کرام سے کیا واسطہ کیونکہ افضل اہلبیت طاہرین جناب
امیر المومنین علیہ السلام جو جامع شرف صحابیت وعترت ہین
بقول ابن تیمیہ وبخاری وذہبی وشاہ ولی اللہ وغیرہم آنحضرت

ول از اہلبیت کرام
[illegible]

علیہ السلام سے کوئی قول در بارۂ تفسیر صحیح نہیں ہے بلکہ جس قول
کی نسبت انحضرت کیطرف اس بارہ مین ہے وہ سب کذب موضوع
و باطل غیر مسموع ہے کما مرلیس جب انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
جسکی شان مین ہو اور اقضاکم علی جسکے بیان مین اُسکی بہ نسبت
اہلسنت کا یہ خیال ہے تو دیگر حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کے بہ نسبت کیا حال ہوگا از انیجا است کہ حضرات اہلبیت طاہرین
متروک الروایتہ بلکہ مجاہیل و ضعفا مین بقول ذہبی و عقیلی و
حمیدی وغیرہ شمار کیئے جاتے ہین جیسا کہ سابقا مذکور ہوا اور بقول ابن
تیمیہ جناب امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام
کو واجب تھا کہ بخاری وطبری وغیرہ سے استفادہ کرتے اور مسائل
حلال و حرام اخذ کرتے جیسا کہ مابعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگا پس جب
تفسیر انحضرات اہلبیت سے بھی نزد حضرات اہلسنت صحیح نہوئی کہ یہہ
دوسرا مدار اتباع قرآن تھا بقول مخاطب تو اصل اتباع قرآن سے
انسے بالکلیہ مفقود ہوا اور بغیر اتباع قرآن کے عبور شریعت کو خود
مخاطب نے غیر ممکن کہا ہے فصدق فیہم قول ربی ورب العالمین
انہ لمن المغرقین لیکن ہملوگ الحق کے عبور کے لیئے اس دریاے
ناپید اکنار شریعت سے خود رسول مقبول نے مماثل سفینہ نوح
اہلبیت اطہار کو کشتی نجات قرار دیا ہے کہ من رکبہا نجی و من
تخلف عنہا غرق وہوی فنحن راکبی ہذہ السفینۃ لہداہم
نہتدی وبہم نتولا و من اعداءہم نتبرء فی الدنیا والاخرۃ
قولہ فتبین بہذا قول نفس الامر افضل المرسلین کے رُوف

درحیم ہوتمین کسی کو عذر ہے نہ گفتگو اور نہ نزول مین اس آیہ
کے شان آنحضرت مین کلام ہے گو آیکے اصول موضوعہ کے مطابق
خدا پر یہ کوئی امر لازم نہین ہے لیکن مخاطب نے تعمد مین رسول اللہ
سے جیسا وہان رسول خدا پر افترا و اتہام کیا تھا ویسا ہی قولہ فتبیرہ
سے یہان خداوند علام پر اتہام کیا فللہ در من قال سہ ما نجی
اللہ والرسول معا ؛ من لسان الورٰی فکیف انا ؛ نہین
معلوم یہان کونسا ایسا بیان رسول منان کے بارہ مین مخاطب نے
ذکر کیا ہے جو سبب نزول آیہ بالمومنین رؤف رحیم کا قرار پائے
جس سے وجہ رافت و رحمت آنحضرتؐ کا ہونا یہان متبین ہو جائے
اور یون آیات و احادیث کے نقل کا آپکو اختیار ہے کہ بلا ربط و بحل
نقل کیئے جاؤ اور حافظ و نقال کہلائیے قولہ وجعلہ اللہ سراجا منیرا
الخ اقول اولا آنحضرت کے سراج منیر و نور مبین ہونے مین نفس
الامر کسی کو کلام نہین ہے اور یہ عین عقیدۂ حقہ فرقہ شیعہ اثنا
عشریہ ہے لیکن مخاطب نے یہان سے ناصبیت کی پھر ابتدا اور
قول خدا و رسول مین جعل بنانیکی بنا شروع کی تا مقداران امامت کی
اہلبیت رسالت سے حق تلفی کرے اور رحمان حق سے انحضرات کو
اپنے مرض خارجیت کی تسلی و تشفی کرے ثانیا نزد ارباب بصیرت و
عرفان کالشمس فے اللمعان واضح و عیان ہی کہ اگر حضرت نبوی
امام کافی ہر زمانہ کے لیئے ہوتے تو ہرگز اپنے قرب وفات مین یون
نہ فرماتے کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین
احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی فنظروا کیف تخلفو

فیهما فانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض الخ یعنے گویا مجھکو
دعوت الٰہی پونہچی اور میں نے اجابت کیا مین تم مین دو ثقل چھوڑتا ہون
کتاب خدا و عترت اپنی الخ کہ جس سے معلوم ہوا حضرت نے اپنے قرب
وفات مین یہ وصیت فرمائی اور حکم بہ تمسک ثقلین فرمایا کہ بعد میرے
اب یہی تم لوگونکے ہادی و راہ نما ہین اور اگر بعد حضرت کے کیسکی ضرورت
امت کو نہ ہوتی تو ہرگز من مات ولم یعرف امام زمانہ ارشاد
نکرتے اسیطرح اگر قرآن صامت امام و ہادی بالاستقلال ہوتا تو
کیون اہلبیت کو قرآن کے ساتھ منضم فرماتے یہ باتین تو ادنے
اہل فہم بھی سمجھ سکتا ہے کہ قرآن اپنے معنے آپ نہین بتلا سکتا اختلاف
امت کو دفع نہین کرسکتا ہے گو ہر زمانہ مین موجود ہے پس
لامحالہ اہلبیت کا بھی ہر زمانہ مین ساتھ قرآن کے موجود رہنا
ضرور ہے ازینجا است کہ تمامی اہلحق و بعض مخالفین بھی اسکے
قائل ہین کہ ہر زمانہ مین اہلبیت سے کسیکا جو قابل تمسک و ہدایت
ہو موجود رہنا ضرور ہے و الا موجب ضلالت ہوگا تاہم حضرات
اہلسنت عموماً اور مخاطب خصوصاً بالکلیہ امام سے جاہل و غافل مز
صرف وقت دار و گیر اہلحق اپنی طبیعت سے کسی نہ کیسکو بلا تحقیق و
تدبر بتادیتے ہین کہ یا رسول ہی یا خلفا یا قرآن چنانچہ یہان سے
مخاطب کو وہی مرض دوری شروع ہوا کہ کہا حصار النا امامین
مین ہوگئے ہمارے واسطے دو امام یعنے کتاب خدا و سنت رسالتمآب
حالانکہ مخاطب نے یہان اپنے پس و پیش کا کچھ خیال نہ کیا کہ یہ تفریع
بہ تفریع ہے متفرع علیہ کی نہ کہین تشریح ہے نہ تصریح بہر کیف یہانتک

دیکھو مدعو وہ متناظر و مخاطب کا وہ معاملہ بر بحکم بر جمل و سخنانی

انکو دوسرا دورہ یہ شروع ہوا کہ پہلے دو امام بناے بعد اُسکے دو
ہی سطر بعد بسلسلہ وحدت وجود دونون امام کو ایک امام بنایا اور
پھر صفحہ ۹۶ مین بتقریب یہ تجویز کی کہ اس زمانہ مین کتاب خدا و سنت
رسول سے زیادہ کسیکو استحقاق امامت نہین ہے اور صفحہ ۹۱ مین
یہ حذاقت ظاہر کی کہ جاننا چاہیے مذہب اہل سنت والجماعت مین
ایک مسلمان عاقل بالغ آزاد قرشی صاحب شوکت کو جو حوزہ اسلام
کو دست تعدی کفار سے نگاہ رکہ سکے و حدود احکام جاری کر سکے
حق مظلوم کا ظالم سے دلانے پر قادر ہو وسکے نزدیک ظاہر ہو امام
بنام مسلمانون پر واجب ہے انتہی یہان پر دونون کو چھوڑ تیسرے
پر ہاتھہ ڈالا کہ عاقل منصف بعد ملاحظہ جمیع اقوال مذکورہ کے بے
تامل یہ حکم لگا دیگا کہ فرقہ سنیہ ابہی تک امام بحق کو نہین پہچانتا اور
کوئی حکم رسول کو نہین مانتا اور اما مین یعنے قرآن و رسول مین
شروط مجموعی امام مصنوعی مطابق انہین کے بیان کے مفقود ہین
رابعًا بقول شخصے ایک نشد دو شد بلکہ سہ شد امر اعتقادی مین
ایسا بھول بھولیان اور گورکہ دہندا کہی کہیل کبہی ایک کبہی دو بتانا
بر گز بجز نشت معرفت نہین ہو سکتا فتامل ولا تکن من الجاہلین
خامسًا کمال حیرت ہی کہ یہان مخاطب نے اپنے اور اماموں کو ہوا
یا خلفاے دوازدہ گانہ آئمہ اربعہ ابو حنیفہ و شافعی و حنبل و
مالک کا مطلقًا ذکر نہ کیا شاید اُنکو امامت سے معزول کیا حالانکہ
فسق و فجور سے بہی انکے یہان امام معزول نہین ہو سکتا سادسًا یہ
امر استفسار طلب ہے کہ یہ دونون امام جو یہان مذکور ہوسے

صـــ ۹۶
ضرب منکر
صـــ ۹۱
ضرب منکر

انکی امامت از خود بودگی جیسا سیاق فصارا سے ظاہر ہے اور وہ بھی کہ
کے موافق ہی یا کوئی انکا امام بنانیوالا بھی ہے اگر ہے تو وہ خدا ہی
یا آدمی اگر خدا ہے تو خلاف مذہب سینیہ ہوتا ہے اور اگر آدمی
ہے تو اسکا بیان لازم تھا فتامل و تعقل قولہ فی کل حین اقول ان
اقول اولاً امامت بالمعنے اللغوی و مرادف نبوت و رسالت آنحضرت
کی ابتدائے خلقت نور سے تا قیام قیامت مسلم ہے اور قبل از بعثت
بلکہ قبل از ولادت حتیٰ کہ زمانہ انبیاء سابقین مین متیقن و محتم ہے
اسمین کسیکو کلام نہین اور نہ بحث اُس سے فیما نحن فیہ مین متعلق
ہے لیکن امامت اصطلاحی متکلمین جسمین بحث ہے من الابد الی
الازل کبھی نہین حاصل تھی نہ ہے بالخصوص بنا براصول موضوعہ
سینیہ کے ولا تناقض صریح و تعاقب قبیح لازم آتا ہی درمیان امامت
آنحضرت و حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ الحدیث کے کیونکہ جب
حضرت ہی امام ہر زمانہ کے ہین تو مقید کرنا بزمانہ لغو محض ہوتا ہے
واللغو فے کلام الحکیم محال اور اسیطرح یہ حث و ترغیب بمتابعت
اہلبیت و حکم بتمسک ثقلین و نصب جناب امیر بروز خم غدیر بلا
و امامت بالکلیہ عبث و بیکار ہوجاتا ہے اور اسیطرح ثلثہ کی بیعت
وجانکاہی نصب خلیفہ مین لغش ہو آپ و فعل عبث ہوا جاتا ہے
جن امور سے حاجت امام کے باقی رہنے کی کالشمس فے رابعۃ النہار
واضح و آشکار ہے مذکی مزید التحقیق فیہ فیما بعد فانتظرہ ثانیاً
بعینہ یہی کلام اور یہی بحث امامت قرآن مین بھی جاری ہے کہ
ما بعد باصرح عنوان مذکور ہو فتامل ثالثاً اس سے بطلان آپکے

نمونے ثلثہ وغیرہم کی مخالفت کا لازم آتا ہی زایل مشمولین لنا کافے

کل مین دآوان باقی رہنا خارج از امکان ہی پس یہ قول قابل

کی فہاوت کا نشان ہے فتعقل ولا تغفل قولہ نبی آخر الزمان

اقول یہ بھی خلاف معتقد قوم حضرات سینہ ہے کیونکہ وہ کسی نہ کسی

نوع سے نبوت عمرؓ کے قایل ہین گو بجملہ شرطیہ ہی سہی قولہ موقوفۃ

ومقید تا بزمان دون زمان اقول اولاً یہ قول آپکے اُس قول

صہ ۹۶
ضرب منکر

سے منتقض ہے جو مابعد کہا کہ اس زمانہ مین کتاب خدا وسنت

رسول سے زیادہ کیسکو استحقاق امامت نہین ہے کیونکہ سنت

رسول عین رسول نہین ہے ثانیاً قول مابعد سے آپنے ہدایت کو مقید

کر دیا اور کہا بل ہے الان کما کانت من وقت البعث یعنے وہ

ہدایت اسوقت ویسی ہے جیسی وقت بعثت سے تھی پس اس سے

معلوم ہوا کہ آپنے ہدایت کو مقید ساتھ زمان بعثت کے ابتدا سے

کیا پس اس سے تقیید زمانہ معلوم ہوا اور مقید مطلق کا نقیض

صریح ہے اور ایسا تناقض بیشک قبیح ہے قولہ دکتابہ آخرہ

انزلت اقول انزلت کی ضمیر راجع طرف کتاب کے ہے جو زبان

عرب مین تذکیر مستعمل ہے جیسا کہ قولہ تعالے ذلک الکتاب لاریب

فیہ الآیۃ شاہد عدل موجود ہے وجہ تانیث بجزام المومنین کی

محبت کے ومدخولیت تحت ویسمون الملائکۃ تسمیۃ الانثی کے معلوم

نہین ہوتی قولہ من وقت البعث اقول بس اس قید من وقت

البعث نے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک قبل بعثت سے نہ حضرت

کی نبوت ثابت ہے نہ ہدایت حالانکہ یہ ادعا آپکا محض کفر ہے

ص ۳۴۰ ج ۲ خصائص کبری

جیساکہ آپکے علامہ سیوطی نے خصائص کبری مین لکھا ہی فتکون نبوته ورسالته عامة لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامة وتکون الانبیاء واممهم کلهم من امته الخ یعنے پس نبوت ورسالت آنحضرت کی عام ہے جمیع خلق کے لیئے زمانۂ آدمؑ سے روز قیامت تک اور تمامی انبیا و امتین اُنکی امت سے آنحضرت علیہ السلام کے ہونگے اور اگر یہ خیال ہو کہ حقیقۃ آنحضرت ابتدا سے نبی نہ تھے بلکہ مقصود حضرت حدیث کنت نبیا الخ سے علم باری ہے ساتھ نبوت آنحضرت کے تو خود سیوطی نے اسکو

ص ۳ خصائص

باطل کیا ہے جیساکہ کہا دان من فسرہ بعلم اللہ بانہ سیصیر نبیالم یصل الی ھذا المعنی الخ یعنے جسنے یہ معنے سمجھا ہے وہ اصل مطلب حدیث کو نہ پہونچا ہے پس اب اپنے مقید کرنیکو بعد اطلاق غور فرمائی اور علت تناقص وجہالت کو دفع کیجئے قولہ ولما کانت الهدایة اقول یہ قول بھی محض غلط وتہمت بحت ہے والا ارتکاب فعل عبث رب الارباب پر لازم آتا ہے اور فرمان رسول منان دربارۂ تمسک ثقلین ومتابعت اہلبیت طاہرین لغو ہوتا ہے فتامل قولہ فهما الا مام لا الاماماں اقول اولاً اگر مخاطب تمسک بثقلین ہوتا اور امامت اہلبیت طاہرین کا معتقد ہوتا تو ہرگز مبتلائے عذاب تاویلات رکیکہ فضیحہ جو موجب ضلالت ہی نہوتا ثانیا یہ صریح مخالفت رسول ثقلین ہے کہ آنحضرتؐ ثقلین کو دو قرار دین اور آپ برخلاف اُس حکم محکم کے امامت اہلبیت طاہرین کی جو احد الثقلین ہین منکر ہوکر بغرض غریب دہی رسول مقبول کے

امامت کے قایل ہون ثالثاً یہ بھی مخالفت صریح ہی کہ جناب سالتماب
و کتاب رب الارباب کو بمسئلہ وحدت وجود ایک کیئے دیتے ہین
رابعا اگر آپ اس مخالفت رسول کو ترک کرکے راہ حق اختیار کیجیے
اور مثل اہلحق فرقۂ شیعہ قایل ہوجائیے کہ امام ہر زمانہ کے دو ہین
ایک ناطق دوسرا صامت جیسا کہ رسولخدا نے انھین دونون کے
تمسک کا حکم فرمایا ہے پس چونکہ دونون ایک دوسرے سے قیامت
تک جدا نہونگے تو کہہ سکتے کہ وہ دونون ایک ہین جو منشاء اتحاد
ہے خامسا جہالت مخاطب قابل تماشا ہے کہ ہنوز ان حضرت کو
عبارت لکھنے اور سمجھنے کا بھی وقوف نہین ہوا خود ہی تو تحقیق امام
مین امام کے لفظ کو جمع بھی لکھا اور پھر یہان فہما الامام بھی کہا
نہین معلوم یہان اس لفظ امام کو جمع قرار دیا یا واحد اگر اول
ہے تو معنے یہ ہوئے کہ وہ دونون امام بہت سے امام ہوگئے وھو
اولاخلاف السیاق والسیاق کما یدل علیہ قولہ ولما کانت
الھدایۃ واحدۃ الخ وثانیا معدلک جمع کا تثنیہ بنانا کب جائز
ہے ومن ادعی فعلیہ البیان اور اگر واحد قرار دیا ہی تو باوصف
تناقض وتہافت کوئی علامت وحدت بھی موجود نہین ہی جو تعین
ارادہ پر دال ہو فتامل قولہ امام الانبیاء والمرسلین اقول امام
انبیاء ومرسلین ہونے مین انحضرت کے بمعنے لغوی جیسا کہ قرآن
مجید مین آیا ہے کسیکو عذر نہین ہے بلکہ عین عقیدۂ فرقۂ اہلحق ہے
کما مر اور بمعنے اصطلاحی متکلمین حسب تصریح مخاطب جو مبحوث عنہ
ہے کلام سابق موجود دال مطابقت اسکی جو آپنے صفحہ ۹۲ مین کہا

صہ ۹۱
ضرب منکر

صہ ۹۲
ضرب منکر

ہے ضرور ہے کہ آخر اسکا یہ ہے امام بنانا مسلمانون پر واجب ہی
واذ لا خلاف اور غرض آپکی اس تمہید سے یہی ہے و لا تحیق المکر السیئ
الا باھلہ قولہ فقال کنت نبیا اقول اولاً گو معنے اس حدیث
کے صحیح ہین اور دوسرے الفاظ سے وارد ہے مثل و آدم بین الروح
والجسد یا وان آدم لمنجدل فی طینتہ وغیر ذلک مگر جن الفاظ سے
مخاطب نے یہان ذکر کیا ہے اور حتماً و جزماً نسبت اسکی طرف جناب
رسالتماب کی کیا ہے اسکا وجود اہل وقوف کے نزدیک نہین ہے
اور حفاظ و منقدین اخبار اسکے عدم وجود کے قایل ہین جیساکہ
مواہب لدنیہ قسطلانی مین ہے واما ما اشتہر علی الالسنۃ
بلفظ کنت نبیا وادم بین الماء والطین فقال شیخنا الحافظ
ابوالخیر السخاوی فی کتابہ المقاصد الحسنۃ لم نقف علیہ
بھذا اللفظ انتہی اور تاریخ خمیس مین ہے واما ما اشتہر
علی الالسنۃ بلفظ کنت بنیا وادم بین الماء والطین فقال
الشیخ الحافظ ابوالخیر السخاوی لم نقف علیہ بھذا اللفظ
اور نور مسافر شیخ عبدالقادر مین ہے وخبر کنت نبیا وادم
بین الماء والطین قال بعض الحفاظ لم نقف علیہ بھذا اللفظ
پس ہرگاہ ایسے ایسے حفاظ اور ناقدین اخبار کو وقوف اس
حدیث پر باین الفاظ نہو تو مخاطب کو جو بیوقوفی و جہالت مجسم
ہین کیونکر وقوف ہوا جو حتماً و جزماً اس حدیث کی نسبت آنحضرت
کیطرف کیا اور متعمد کذب مین داخل ہوے ثانیاً یہ دوسری
بیوقوفی ہے جو اس حدیث سے مخاطب امامت آنحضرتؐ بالمعنے

الاصطلاحی ثابت کرتے ہین والکلام فیہ ثالثاً سفاہت وجہالت کا مخاطب کے یہ بھی ایک نمونہ ظاہر ہے کہ پہلے تو مدعی نبوت آنحضرتؐ وقت بعثت سے ہوے اور یہان مخالف اپنے دعوی کے یہ دلیل پیش کیا جو عین دلیل خیط الحواسی ہے من چہ می سرایم طنبورہ من چہ می سراید سراکیا اُس حدیث شریف نبوی مشہور کو جس سے امامت جناب امیر علیہ السلام کی مثل نبوت جناب رسالتمآب کے قبل خلقت حضرت آدم سے ثابت و واضح ہے مثل اسی حدیث کے ترک کرنا دلیل ناصبیت وخارجیت منکر ہے کہ امامت جناب امیر کا منکر ہے چنانچہ کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مین ہے جو مشائخ اجازہ شاہ صاحب سے ہین اور فاضل رشید اسی مودۃ القربے پر فخر و مباہات کرتے ہین اور کتاب فردوس شیرویہ اور روضۃ الفردوس ہمدانی اور تفسیر حاجی عبدالوہاب مین ہے واللفظ للاول عن حذیفۃ رضؓ قال قال رسول اللّٰہ لو علم الناس متی سمّی علی امیرالمومنین ما انکروا فضلہ سمی امیرالمومنین وآدم بین الروح والجسد اور نیز اُسی کتاب مودۃ القربے مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قیل یارسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال قبل ان یخلق اللہ آدم وینفخ الروح فیہ وقال اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علے انفسہم الست بربکم قالت الملائکۃ بلی فقال انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم انتہی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ اگر لوگ جانین کب سے علی کا نام امیرالمومنین ہوا

تو کوئی اُنکے فضل کا انکار نکریگا علے اسوقت سے امیرالمومنین ہین
کہ آدم درمیان روح وجسد کے تھے اور پیدا انہوے تھے اور
ابوہریرہ سے منقول ہے کسی نے رسول خدا سے پوچھا کب سے
آپکی نبوت واجب ہوئی آنحضرت نے فرمایا آدم کی خلقت سے قبل
روز الست سے کہ پروردگار عالم نے فرشتون سے فرمایا مین تم
سبھونکا رب ہون اور محمد نبی اور علی امیر تملوگونکے انتہی پس جسطرح
منکر نے جناب رسالتمآب کے امام انبیاء مرسلین ہونیکو حدیث کنت سے
بیان کیا اسیطرح اس حدیث شریف سے جناب امیرالمومنین کا
امام الانبیا والمرسلین ہونا ثابت ہی والحمد للہ علی ذالک حمدا
کثیرا والشکر له شکرا جزیلا فتامل ولا تکن من الغافلین
قوله وعلی الله اقول اولا یہان بہی ناصبیت مخاطب کی ظاہر ہی
اسلیے کہ کتب اہلسنت مین بہی یہ حدیث مذکور ہی کما فی التعلیق العجیب
للفاضل المعاصر عبد الحی قال رسول الله من فصل بینی
وبین الی العلی لم ینل شفاعتی یعنے جو فصل کرے درمیان میرے
آل کے بحرف علی وہ میری شفاعت سے محروم ہے فصدق
قول القایل ؎ اترجوا امة قتلت حسینا شفاعة جده یوم ا
لتنا یا بوجہ انکار اس حدیث شریف کے یا غیر صحیح جاننے اسکے
کفر یا فسق بہی ظاہر ہے جیسا کہ ملک العلما دولت آبادی نے کہا
کہ جو انکار کرے خبر واحد کا اور کہے کہ حجة نہین ہے وہ کافر ہوگا
اور اگر کہیے کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے تو فاسق ہوگا کما مر ثالثا تقدیم
آلہ کی صحابہ پر خلاف عقائد سنیه ہے کما مر رابعا جب علما نے

ص ۱۵ تعلیق العجیب

اہلسنت صلوۃ وسلام کو سوائے حضرت رسول خدا کے دوسرے پر جائز نہین جانتے جیسا کہ قاضی عیاض نے کہا ہے اور فخرالدین رازی نے کہا ہے ان اصحابنا یمنعون من صلوٰۃ اللہ وعلیہ السلام الا فی حق الرسول انتہی یعنے اصحاب ہمارے منع کرتے ہین صلوٰۃ اللہ وعلیہ السلام کہنے سے مگر حق رسول خدا مین پس ارتکاب امر غیر جائز سے کیا توقع ثواب ہے قولہ واصحابہ اقول اولاً اصحاب کو عاری کرنا لفظ علی سے بلاوجہ اگر جہالت مخاطب پر محمول نہو تو البتہ یہ مطلب ثابت ہوجاتا ہے کہ جو اصحاب مقصودین مخاطب ہین اعنی خلفاے راشدین وغیرہ کو قادر مطلق ذی لاعن قصد مخاطب اُس صلوۃ وسلام سے بدست خود مخاطب محروم کرا دیا جو رسول وآل رسول پر جاری ہوا کیونکہ اعادہ بجرور بغیر اعادۂ جار جائز نہین سوائے منصوص فیہ کے ثانیاً بنا بر اعتقاد علماے اہلسنت جب صلوۃ وسلام غیر رسول پر جائز نہین ہے تو اصحاب کب لائق اُسکے ہونگے ثالثاً بعد فرض جواز صلوۃ وسلام بھی غیر رسول پر جب لفظ اصحاب عموماً شامل ہی منافقین ومرتدین وغیرہ کو بھی مثل عبداللہ ابی سرح واشعث بن قیس و ولید بن عقبہ ومحلم بن جسامہ وکرکرہ بن مدعم وابی بن ابی سلول ومعاویہ وغیرہم کے جو بتصریح اہلسنت مرتد وفاسق وکافر تھے تو عموماً صلوۃ وسلام مین منافقین ومرتدین کو شریک کرنا کب جائز ہوگا اور اس سے کیا امید ثواب ہے بلکہ موجب صد عذاب وعتاب وہزاران عقاب ہے کیونکہ جو اصحاب مستحق

سحقا سحقا بزبان رسول یا مستحق لعنت کے ہون بفرمان خدا و
رسول و اصحاب وام المومنین عائشہ جیسا کہ بعض صحابہ کے لیئے
عموماً اور ثلاثہ کے لئے خصوصاً مکرر وقوع مین آیا کما سیظہر
من بعد پس اُنپر صلوۃ و سلام حرام ہے مگر مخاطب نے بخلاف
اُن افادات کے بغیر تقیید واستثنا کے بتعمیم و استغراق کل صحابہ
وازواج و ذریات وتابعین وتبع تابعین کے لیئے صلوۃ
سلام ایسی چیز کو جو رسول خدا کے سوا اور کسیکے لیئے جائز
نہ جانتے تھے یہان نرخ عام خوان یغما وقف دوام کر دیا گیا
الی یوم الدین کہ سبب اس جود عام کا یا حماقت و سفاہت و
اسراف مخاطب ہے واللہ لایحب المسرفین یا بغض و عداوت
اہلبیت طاہرین وشیعیان امیر المومنین وھومن علامات
النفاق قولہ ھداۃ الاسلام اقول کل صحابہ کا ہداۃ الاسلام
ودعاۃ الانام ہونا ممنوع ہے کما مر نقلا من قول ابی حنیفۃ
خاصکر خلفا ثلثہ کا اور بفرض تسلیم حدیث نبوی ان اللہ لیوید
ھذا الدین بالرجل الفاجر کما فی البخاری اُنکے بارہ مین مسوغ
ہے قولہ لاسیما الخلفاء الراشدین اقول یہ تخصیص مخاطب
کی تو بیشک جناب رسالتمآب کو بھی ناگوار ہوگی بلکہ موجب ایذائے
رسول مختار ہوگی افسوس جو مستحق تکفیر ولعن ہو بوجہ ایذا دینے
جناب سیدہ کے جسکے بارے مین رسول خدا نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ
منی من اذاہا فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر یعنے فاطمہ پارہ جگر
میرے ہے جسنے اُسکو اذیت دیا اُسنے مجھکو اذیت دیا اور جسنے مجھے

صہ ۳۱۴ صحیح بخاری

اذیت دیا کافر ہوا اُسپر آپ صلوۃ بھیجتے ہین اور جسپر ام المومنین
آپکی لعنت کرتی تھین کیون آپ اُنکی مخالفت کرتے ہین اقتلوا
نعثلا قتلہ اللہ ولعنہ اللہ تو مشہور ہے قصور معاف شیعہ
بھی اگر بمتابعت ام المومنین کچھ کہتے ہین تو کیون سزاوار ملامت
کئیے جاتے ہین فتامل قولہ وتابعیہم اقول جو حال آپکے خلفاے
راشدین کا ہوگا تابعین اُنکے بھی بیشک ویسے ہی سمجھے جائینگے مگر پہلے
مخاطب کو لازم ہے کہ دلیل جواز صلوۃ وسلام بر غیر نبی علیہ السلام
دکھاے تب اس صلوۃ کو ایسا ارزان کرے کہ ہر بازاری عطار
وبزار وغیرہ پر جاری کرے قاضی عیاض شفا بتعریف
حقوق المصطفی مین فرماتے ہین وکذلک یجب تخصیص
النبی وسائر الانبیاء بالصلوۃ والتسلیم ولا یشارک فیہ سواہم
کما امر اللہ بہ بقولہ نعم صلوا وسلموا تسلیما ویذکر من
سواہم من الایمۃ وغیرہم بالغفران والرضی کما قال اللہ
تعالی یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالا
یمان وقال الذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم و
ایضا فہو امر لم یکن معروفا فی الصدر الاول کما قال
ابو عمران وانما احدثتہ الرافضۃ والمتشیعۃ فی بعض الایمۃ
فشارکوہم عند الذکر لہم بالصلوۃ وساووہم بالنبی فی ذلک
وایضا فان التشبیہ باہل البدع منہی عنہ فیجب مخالفتہم
فیما التزموہ من ذلک انتہی یعنے اور اسیطرح واجب ہے
تخصیص کرنا نبی کا اور سائر انبیا کا ساتھ صلوۃ وسلام کے اور

صـ ۱۹۹
شفا قسم ثانی
نولکشور

اسمین سوا اُنکے دوسرا کوئی شریک نہین ہوسکتا جیسا کہ حکم دیا
خدا نے صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے ساتھ اور سوا انکے جو آئمہ
وغیرہ ہین وہ مخصوص ہین ساتھ مغفرت و رضوان کے جیسا کہ
پروردگار عالم نے آیہ ربنا اغفر لنا الخ وقال الذین الخ مین فرمایا
ہے اور نیز یہ امر صدر اول مین جاری نہ تھا جیسا کہ کہا ابو عمران نے
اور اس کو بدعت کو جاری کیا رافضہ اور متشیعہ نے بعض ائمہ مین
کہ جب ان آئمہ کا ذکر کرتے ہین تو اُنپر صلوۃ وسلام بھیجتے ہین اور
برابر کیا انکو نبی کے ساتھ اس بارہ مین اور نیز مشابہت کرنا اہل
بدعت کے ساتھ منہی عنہ ہے پس واجب ہے مخالفت کرنا انکی
ملتقطا منہ ہے انتہی اور یہ مضمون خرافت مشحون مفتاح کنز الدرایۃ
وتیسیر الملک الجلیل فی شرح مختصر الخلیل و مدارج النبوۃ شاہ
عبد الحق دہلوی مین بھی موجود ہے پس اولاً حقیر بخدمت ان
حضرات کے عرض کرتا ہے کہ روافض ومتشیعہ نے تو فقط بعض
ائمہ ہدیٰ علیہم السلام پر جو ابنائنا وانفسنا مین داخل ولحمک
لحمی و دمک دمی مین شامل ہین اس صلوۃ وسلام کو جاری
کیا تھا مگر اپنی اُمت کے تابعین نا خلف وتبع تابعین و مقلدین نے
تو اس متاع گران بہا کو ایسا ارزان وخوان یغما کردیا کہ ملعونین
وکافرین ومنافقین وفاسقین پر بھی بذل کردیا اگر انکی گوشمالی و
چشم نمائی نہوگی تو قیامت ڈھائینگے ع آج فتنہ ہین یہ کچھ دن
مین قیامت ہونگے اسی منکر کے خطبہ منکرہ کو دیکھیے کہ کل صحابہ
وتابعین وتبع تابعین ومجتہدین وازواج واولیا مین کیسکو

بے صلوات سنائے نہ چھوڑا بلکہ قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام
پر مکرر سہ کرر صلوۃ و سلام بھیجا یزید کو تو لتشرف خلافت مشرف
جانکر بتکرار بیکار مورد سلام و صلوۃ کیا اور عمرو بن سعد و
شمر بن ذی الجوشن کو ذیل تابعین مین جانکر صلوۃ و سلام کہا
جیساکہ ذہبی نے میزان مین کہا ہے عمرو بن سعد ھوالذی
قتل الحسین وھو تابعی ثقہ یعنے عمرو بن سعد قاتل امام
حسین تابعی ثقہ ہے اور کتاب استیعاب مین بہ ذیل ذکر ذی
الجوشن صحابی پدر شمر لعون لکھاہے وقیل ان ابا اسحق لم یسمع
منہ وانما سمع حدیثہ من ابنہ شمر بن ذی الجوشن
عن ابیہ الخ یعنے ابو اسحق نے ذو الجوشن سے حدیث نہ سنا بلکہ
جو کچھ احادیث کی روایت کیا ہے وہ شمر بن ذی الجوشن سے اور
اُسنے اپنے باپ سے انتہی پس جب کل تابعین کو یہ انعام ملا تو
تابعی موثق کیونکر محروم ہوگا اور شمر سا تابعی جس سے ابو اسحق
سے محدث نے روایت کیا ہے وہ اس انعام صلوۃ و سلام عام
سے کیونکر محروم رہیگا ثانیا بخدمت منکر التماس ہے کہ آپ کیون
اپنے بزرگان دین و ائمہ متقنین کی تاسی ترک کرکے طریقہ روافض
و شیعہ کو جو اہل بدع سے آپلوگ کے نزدیک ہین اختیار کیا کچھ
ادب و لحاظ و خوف و پاس ناموس اپنے علما کا نہین کرتے
اور کیون ایسی ترقی کیا کہ جو صحابہ بدست خلفا مردود و مطرود
بلکہ مقتول و ملعون و مضروب و مشدود ہوئے اور جو خود خلفا
کے لاعنین و قاتلین سے ہوئے کقتلہ عثمان وغیرہ اُن سب پر

بہی آپنے صلوۃ و سلام کو نرخ عام کر دیا قاتلان عثمانؓ کو تو بچا
لیتے بیشک قاضی عیاض کے نزدیک آپ کل اہل بدعت سے
سابق الاقدام نکلے پس اگر قاضی صاحب آپکو حکم یو خذ بالنواصی
والاقدام دین توجاے شکایت نہین قولہ خصوصا منہم
الاربعۃ المجتہدین اقول بقول شخصے حلوائی کی دوکان
داداجی کا فاتحہ مخاطب نے تو یہان سب حقدار امیدوار
بھولے چوکے نام لڈو پیڑے دئیے پھر کا ہیکو ایسا موقع ہاتھ
آئیگا گھر تو دمڑی کی ٹیوڑی پر بہی فاتحہ ندیتے ہونگے سچ تو ہے
مرگئیے مردود جنکا فاتحہ نہ درود یہان کیا ایسا جوش آگیا شیعونکے
ائمہ طاہرین اولاد خیر المرسلین پر صلوات بھیجنے سے ایسا ناخوش
ہوے کہ جاؤ ہم سبکو لٹا دینگے نہ بچیگا نہ پھر کسیکو ملیگا اسکو بہی
آپنے خلافت و سلطنت سمجہا ہے یا باغ فدک جانا ہے یہ خدا
کا عطیہ ہے اسکو آپ نہین لے سکتے ہین نہ چھین سکتے ہین تعجب
تو یہ ہے کہ آن شورا شوری یہ بے نمکی کہان بجز رسولؐ کے دوسرے
کو جائز نہ تھا اور شیعے جو ائمہ طاہرین پر صلوۃ و سلام بھیجتے تھے
وہ اسیوجہ سے اہل بدعت مین شمار کئے گئیے اور اپنے ہم طریقونکو
مشابہت اہل بدعت سے ممانعت کی گئی آپ یون خوان یغما کیا گیا
کہ اصحاب و ازواج و تابعین سے بڑھکر ہر حسین و ملیح کے لیئے
نذر کیا گیا مفلسی کے عالم مین بہی داد و دہش مین صرف ہوا
جیساکہ تلبیس ابلیس ابن جوزی مین ہے کان شیخنا ابو الفضل
ابن ناصر الحافظ یقول کان ابن طاہر یذہب مذہب

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۴۶ تا صفحہ ۱۵۴ بر عبارت ضرب منکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفقنی لارغام اللئیم وسددنی لالجام المعاند المحرف الغنیم والصلوٰۃ علی نبیہ الکریم واہلبیتہ سیما وصیہ وخلیفتہ ساقی من شیعتہ الکوثر والتسنیم اما بعد فیقول اضعف عباد اللہ القوی السید محمد عسکری بن السید قادر حسین المرحوم النقوی حشرہ اللہ مع النبی واہلبیتہ علیہم الصلوٰۃ والسلام من العلی لعلی کہ چونکہ صاحب ضرب منکر نے بتاسی خلیفہ ثالثہ اکثر عبارات رسالہ عجالہ مسمی بہ فاروق اکبر اور تقریظ میں تحریف و تصحیف کیا اور انھیں اغلاط مصنوعی کے اعتراض میں داد تمسخر دیا اور بنا بر ان خود مصنف علام دام ظلہ پر اونکا اتہام لگایا لہذا فقیر نے چاہا کہ بقاعدہ علاج بالمثل بعض اغلاط لفظیہ صرفیہ ونحویہ وترکیبیہ رسالہ ضرب منکر کیطرف اجمالا اشعار کردن اور آن خرافات مولف خفتہ بخت کو بیدار کرون ہرچند احصا ان اغلاط کا بہت مشکل و دشوار ہے مگر بطور مشتی از خروارے و نمونہ از بسیار دیکے از ہزار یہان مذکور ہوتے ہین واللہ بالغ امرہ بیدہ الغلبۃ والنصرۃ واضح رائے ارباب خرد ہو کہ کچھ اغلاط لفظیہ ضرب منکر بذیل نقل عبارت خطبہ حاشیہ پر اس کتاب کے از صفحہ ۶ تا ۹ مذکور ہوئے اب یہان سے مخاطب کی مادری زبان اردو کی حالات و اغلاط قابل ملاحظہ برحاشیہ ہین

۱ العدم امابعد کا مخفف ہے یا حقیقۃ مخاطب اپنے کو ایسا ہی جانتا ہے اگرچہ شیطان بھی رحمت الٰہی سے مایوس نہین ہے ۲ قولہ فاروق اکبر غلط ہے بنا بر ان خود مخاطب نے اسپر اعتراض کیا ہے یہ معلوم یہان کیونکر صحیح ہو گیا (صاحب

فاروق اکبر صحیح ہی ۳۔ قولہ ابن الحاج البار مشہور کو جو صفت البار ہی معرے عن الالف واللام کیا لقول مخاطب یہ نادانی کا کام کیا ۴۔ قولہ ذنوبہ الخفی ذنوب لفظ جمع حکم تانیث مین ہی صفت اسکی خفی وجلی لانا غلط ہی) ذنوبہ الخفیتہ والجلیہ صحیح ہے ۵۔ قولہ ساکن جسکو ینبوع جود وسخا سرچشمہ کرم عطا کہتے ہین آسکو ساکن یا متوطن نہین لکہتے بلکہ رئیس موضع فلانی لکہتے ہین شاید بوجہ اذلت ذاتی قابل لفظ ریاست نہ جانا ۶۔ قولہ مسمی بہ فاروق الاکبر واد فاروقی لفظ فاروق سے بلا وجہ حذف کر کے بلفظ فارق لکہا تحریف عثمانی نام ہے اور حذف الف ولام نادانی کا کام ہے ۷۔ اسیکا ۸۔ قولہ دو خطاسے تو یہ نمعلوم کہ تو کالا کس غرض سے سرزد ہوا جو محض غلط ہی ۹۔ قولہ اسم فاعل) اسی فاعل کے فعل قوی کو دیکہکر آپ مفعول بن گیے کہ فاعل کے مقابل مین آپنے اپنے مفعول کو پیش کیا اور منکر بفتح کاف کو صفت منکر بالکسر کا قرار دیا ۱۰۔ قولہ زیر ہی کو اختیار کریا) فاعل کا یہی کام ہی صبر کیجیے آیندہ کو بچایئے کہ اب زیر وزبر کا مضمون ٹھیک ہوا ۱۱۔ قولہ اور انسے صادر ہوے) یہ جملہ بالکلیہ بیکار ہی کوئی حاجت اسکی نہین ہی ۱۲۔ قولہ اکبر معرف باللام کیا) اکبر کے بعد ذکو ہونا چاہیے لیعنے لفظ اکبر کو معرف باللام کیا ۱۳۔ قولہ مین سے غلط ہی اسکے (موصوف سے) صحیح ہی ۱۴۔ قول دس گیارہ) بقول مخاطب صہ۔ مین کیون نہین سب کو دیکھکر گن لیا اس شک کے بارے مین بھی یہی کہا ہ بیکار ۱۵۔ قولہ ثالث ثلاثہ) ضلع جوگت مین یہ جو کنا نہ چاہیئے خطا کے ثالث ثلاثہ بہی عجیب جملہ ہی ۱۶۔ قولہ دشمن لعد میرے) نہین معلوم یہ عبارت کس جملہ کا ترجمہ ہی اے حضرت منکہ یہ رسالہ فاروق نہین ہی جواب تحریف کے مین اسکو حدیث نبوی آپ بیان کرتے ہین پھر بھی تحریف سے نہین باز آے غرض کے معنی قاموس مین ملاحظہ کیجیے ۱۷۔ میرے بغض کے ساتھ یہ غلط

حرف مشتہ

صہ فاروق کیسے لکھنا چاہیے

فہمی آپکی ہی کیونکہ فبیغضی مین بائے سببیہ ہی یعنے جو دوست رکھے پس بسبب
میری محبت کے دوست رکھے اور جو دشمن جانے پس بسبب میرے دشمن جاننے
کے انکو دشمن جانے نہ یہ کہ دساتھ میرے ۱۷ قولہ غیر مہذبانہ یہان کتنا صحیح
نہین ہی (تکلم بکلمات غیر مہذبہ درست ہی ۱۸ قولہ سباب) صیغۂ مبالغہ ہی
معنے اسکے بڑی سب کرنیوالے مومن کے مخاطب نے اسکو مصدر جانا یہ غلط
فہمی ہی ۱۸ فسوق) کا ترجمہ (فسق ہی) غلط ہی یہ بھی صیغہ مبالغہ ہی بمعنے جمع
یعنے بڑے فاسق ہین آنحضرت مخاطب حدیث رسول مین تحریف کرنیکی کیا
ضرورت ہی کیا قرآن مجید سے ابھی سیری نہین ہوئی ۱۹ قولہ نام فسق)
یہ ترجمہ بھی محض غلط ہی معہذا لک فرع ثبوت ایمان شیخین ہی وہو غیر ثابت
اقول مخاطب نے بغرض اظہار لیاقت علمی کچھ مضامین دعائیہ کو عبارت
عربیہ مین گانٹھا ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہی کہ اسمین کسقدر اغلاط ہین جنکا
احصا گویا ناممکن ہی بطور نمونہ کچھ اشعار کیا جاتا ہی صفحہ سطر ۹ نمبر ۱ (۱)
قولہ واجعل) جعل کا تعدیہ بالی غیر جائز ہی قاموس ملاحظہ ہو سطر ۱۰ نمبر ۲
قولہ الصراط) استعمال صراط لفظ ہدایت ومشتقاتہا کے ساتھ قرآن کلام
عرب مین آیا ہی نہ جعل کے ساتھ پس بقول منکر صفحہ ۲۲ مین لفظ ہدایت کو
ترک کرکے جو انسب وصحیح ومنطوق کلام علام کا ہی کہ آمر بہ تکلم بمشتقات
ہدایت ہی دلیل جہالت وعدم متابعت اسکے قول احکم الحاکمین کو سے
الجواب الجواب (۳) قولہ واجعلنا کا مفعول ثانی فاعل ثانی کیطرح مجہول
ہی فاین الفلاح سطر ۱۱ (۴) قولہ وان ردہ) کی ضمیر اگر رسالہ کیطرف راجع
ہی تو محض غلط ہی اور دوسرا کوئی مرجع معلوم نہین ہوتا مگر نہ معلوم یہان
مذکر سے منکر کو کیونکر انس ہوا کہ کتاب کو مونث قائم کرکے ضمیر مونث پھیری

کما مراور رسالہ جو مؤنث ہی اُسکو مذکر بنایا (وان ردنا) ہونا چاہئیے (۵) قولہ
فانت احکم الحاکمین یہان بے محل ہی (۶) قولہ واجعل کا مفعول اول غائب
ہی مخاطب نے دوجعل بنائے مفعول ثانی اول واول ثانی دونو اڑا ے نیا
جعل ہی (واجعلہا صحیح ہی سطر ۱۳ (۷) وفقنی) جب خدا کو فاعل خیر وشر
دونو جانتے ہین تو طلب توفیق کیسی ۱۴ (۸) اعنی) محض بیمحل اور فصاحت
مین مخل ہی ۹ سلام علے المرسلین) افضل المرسلین کو ترک کرکے جنپر
صلوۃ وسلام بھیجنا واجب ہے بقیہ مرسلین پر سلام بھیجنا دلیل میلان
طبیعی مخاطب ہے طرف مذاہب منسوخہ دیگر انبیا ومرسلین کے جیسا
خلیفہ ثانی روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بکمال رغبت توریۃ
کو پڑھتے تھے جسپر آنحضرتؐ نہایت غضبناک ہوے اور خلیفۂ اول نے
سکلتک امک یا عمر فرمایا شاید مخاطب نے بکمال ناصبیت افضل
المرسلینؐ پر صلوۃ بھیجنا بالخصوص اسوجہ سے ترک کیا کہ حضرت
کے ساتھ اہلبیت پر بھی صلوۃ وسلام بھیجنا ہوگا جیساکہ اسیوجہ
سے عبد اللہ بن زبیر نے نماز مین اللھم صل علی محمد وال
محمد کہنا چھوڑ دیا تھا (۱۰) علی عبادہ الصالحین) بعلل سابقہ
ولاحقہ مخاطب نے یہان اجمال کیا یا خلفاے ثلثہ کے اخراج کے
لیئے اہمال کیا بالجملہ کہان تک اغلاط مخاطب کا بیان کیا جاے
کہ خود حیا آتی ہے پانچ سات سطر عربی کی جو لکھے اُسکا یہ حال
ہے اتی باقی ۱۱۲ ا د غمامۃ اللیم والجام القیمۃ

الاباحیۃ قال وقد صنف کتابا فی جواز النظر الی المرد واورد
فیہ حکایۃ عن یحیی بن معین رایت جاریۃ بمصر ملیحۃ
صلی اللہ علیہا فقیل لہ تصلی علیہا فقال صلی اللہ علیہا و
علے کل ملیح انتہی یعنے شیخ ہمارے ابو الفضل بن ناصر حافظ کہتے ہین کہ
ابن طاہر کا مذہب اباحیہ تھا اور ایک کتاب دربارہ جواز نظر طرف
امردون کے تصنیف کیا تھا اُسمین یہ حکایت تھی کہ کہا یحیی بن معین نے
ایک کمسن لڑکی شوخ و شنگ پر نمک خوش رنگ کو ۰ برس پندرہ
یا کہ سولہ کا سن ؂ جوانی کی راتین مرادونکے دن ؂ مصر مین ہمنے
دیکھا اور کہا صلے اللہ علیہا یعنے خدا اُسپر اپنی رحمت کاملہ نازل کرے
تب لوگون نے اعتراض کیا کہ تم اُس لڑکی پر صلوۃ بھیجتے ہو یحیی بن
معین نے کہا اُسپر صلوۃ اور ہر ملیح خوبصورتون پر صلوۃ خدا نے
بھیجا ہے بعد اللتی واللتیا واضح ہو کہ یہ مجتہدین اربعہ جنپر مخاطب
نے صلوۃ بھیجے ہین وہ بھی کچھ شوخی و شنگی و دلبری و دل آرائی
مین اُس ملیحہ مصریہ سے کم نہ تھے اور نہ عشق مزاجی و لونڈی مین
یحیی بن معین سے پست ہمت چنانچہ بعض شعراے کملائی اُنکے بعض
مسائل لطف آمیز و مسرت خیز کو نظم کیا ہے براے نشاط خاطر
مقلدین لطافت آگین و تفریح قلوب مریدین عقیدت آئین ذکر
کیا جاتا ہے نظم شافعی گفت کہ شطرنج مباح است مدام ؂ راست
گفت است چنین است کہ فرمود امام ؂ خواجہ مالک سنئے گفت
ازین نازکتر ؂ کہ بہ نزدیک خردمند مباح است غلام ؂ بو حنیفہ بہ
ازین گوید در باب شراب ؂ کہ زجوشیدہ بجور کان نبود ہیچ حرام

حنبلی گفت کہ گر زانکہ بغم بیمانی	بستۂ بنگ تناول کن و خوش باش مدام
بنگ و می میخور و بر کون ز و بیاز قمار	کہ مسلمانی بر این چار امام ہست تمام

شیخ فرید الدین عطار کہ بقول شاہ عبد العزیز صاحب اولیاء کبار
و عرفاے نامدار سے ہین فرماتے ہین سہ آبرو سے غلام خویش میبرد
دختر بدنام خویش میبرد نتوان زد بگفتۂ مالک ؎ غوطہ در ورطۂ
چنین ہالک ؎ **تنبیہ** واضح ہو کہ ابن جوزی وہ شخص نقاد در
باصلاح وسداد ہے کہ شناخت موضوعیت روایات اہلسنت
اُسکے تحقیق وتنقید پر موقوف اور اس فن مین بکمال کمال ومہارت
تمام معروف ہین اور یحیی بن معین کے حقوق واحسانات عامہ
متسنین پر بخاری ومسلم سے زیادہ ثابت ومتحقق ہو واضح ومستبین
ہے اور مسائل جو ائمہ اربعہ کے مذکور ہوے وہ مثل آفتاب
نیمروز کے مشہور اور اہلسنہ جماعت وجمہور پر جاری وساری ہی
اور خواجہ عطار کی تعریف سے زبان اُنکے مریدین کی عاری ہے
اور اکثر امور انکے طی کتاب مین مابعد انشاء اللہ مذکور بکمال
وضاحت مسطور ہونگے فانتظر انک من المنتظرین قولہ و
ازواجہ اقول اولاً نہین معلوم کہ مخاطب نے صلوۃ وسلام
کو دوسری قسمیں مین ازواج کو کیون تقسیم کیا اور مادر مہربان
کو تقسیم اولے مین محروم کیا اس ناخلفی کا کیا جواب ہے اور اس جنون کا
کیا علاج سبحان اللہ کیا طرفہ تحریر ہے اگر لیاقت عبارت لکھنے کی نہ
تھی تو کیون اپنی جہالت وحماقت وسفاہت کو ظاہر کیا بقول
سعدی ہر کہ در پیش سخن دیگران افتد تا مایہ فضلش بدانند

یا یہ جہالش شناسند ثانیاً صلوات وسلام ازواج سرور انام پر بھیجنا
سہل کام ہی مگر مشکل یہ ہے کہ ایک ام المومنین آپکی دوسری ام
المومنین کو لعنت کرتی تھین اور گالی دیتی تھین توکیا دونون
اس صلوۃ وسلام مین داخل ہونگی یا احدیہما جیسا کہ تذکرہ خواص
الامۃ سبط ابن جوزی مین ہے وذکر الواقدی ان علیا انما
ولی الاشتر بعد قتل محمد لما التقوا ترجل محمد وقاتل فتفرق
عنہ اصحابہ فاوی الی خربۃ فاخذ وجیٔ بہ الی معویۃ
بن جدیج وھو صایم عطشان فمنعہ الماء فقال ابن الیہودیہ
النساجۃ فضحك اللہ فقتلہ والقاہ فی جوف جیفۃ حمار ثم
حرقہ فلما بلغ ذلك عایشۃ بکت بکاءً اشدیدا وکانت
تدعوا فی صلاتہا علی معویۃ وعمرو ولما بلغ ام حبیبۃ
اخت معویۃ بن ابی سفیان قتل محمد وتحریقہ شوت
کبشا وبعثت بہ الی عایشہ تشفیا بقتل محمد بطلب دم عثمان
فقالت عایشہ قاتل اللہ ابنۃ العاھرۃ واللہ لا اکلت شواءً
ابدًا وبلغ علیا قتل محمد فبکی بکاءً اشدیدًا وتاسف علیہ
ولعن قاتلہ انتہی یعنے جب محمد بن ابی بکر کو قتل کیا معاویہ بن
حدیج نے اور اُنکے جثہ کو گدھے کی کھال مین رکھکر جلا دیا تو یہ خبر
حضرت عایشہ کو پہونچی بہت روئین اور ہمیشہ نماز مین معاویہ
وعمرو عاص پر بد دعا کرتی تھین اور جب ام المومنین سفیان ام
حبیبہ خواہر معاویہ نے سنا تو اُسنے ایک گوسفند ذبح کیا اور
برشتہ مسلم اُسکا عایشہ کے جلانیکو بھیجا تو عایشہ نے کہا خدا لعنت

کرے دختر زن زناکار پر واللہ اب کبھی بریانی نکھائینگے اور جب
جناب امیر نے خبر شہادت محمد سنی تو بہت روے اور تاسف کیا اور
قاتل محمد پر لعنت کیا انتہی فائدہ اس روایت سے کیئے امر ثابت
ہوے اول یہ کہ محمد بن ابی بکر بڑے صاحب کے صاحبزادہ کو معاویہ
حدیج نے جو صحابی رسول اہلسنت کے نزدیک کلہم عدول سے
تھے قتل کیا نمک حرامی ان سنیوں کی دیکھنا چاہیئے کہ اپنے محسن کی
کیا قدردانی کیا اور مخاطب نے انپر بھی صلوۃ بھیجا دوسرے یہ کہ صحابی
مرتکب اس بدعت کے ہوے کہ باوصف ممانعت احراق جثۂ محمد کو
گدھے کی کھال مین رکھکر جلوایا تیسرے عایشہ کا معاویہ وعمرو
عاص پر بددعا کرنا مقابلہ اُسکے خلاف حکم مادر مہربان مخاطب نے
ان دونوں پر بھی صلوۃ بھیجا رہی ناخلفی کی چوتھے عداوت
ام حبیبہ کی عایشہ کے ساتھ جسپر اہلسنت مدعی ہین کہ انلوگوں مین
کسی قسم کی رنجش وکدورت نہ تھی پانچوین جلانا ام حبیبہ کا عایشہ
کو اور اُسپر گالی ولعنت سننا عایشہ سے دلیل جواز لعن ودشنام
ہے اور برخلاف اُنکے حکم کے ام حبیبہ پر صلوۃ وسلام بھیجنا مخاطب
ناکام کا کام ہے اسکے بعد بھی دعوی فرزندی ام الصبیان بانگ
بے ہنگام ہے چھٹے جناب امیر کا لعنت کرنا قاتل محمد پر جو صحابی
تھا دلیل جواز لعن ہے اور خلاف اس حکم محکم کے مخاطب کا
صلوۃ وسلام بھیجنا اُس صحابی پر دلیل کفر وعلامت ارتداد ہی
والسلام علی من اتبع الہدی قال المنکر لامام المسلمین قسیم
الدین العبد امیدوار رحمت غفار صمد سید قسیم الدین احمد رضوی

نمک حرامی اہل سنت

دستخط مصنف

حنفی قادری منعمی مغفرت کرے اللہ تعالےٰ اسکی اور اسکے اسلاف
کی خدمت مین منصفین حق پسند کے التماس کرتا ہی کہ حضرات علماے
شیعہ ہداہم اللہ زمان کثیر سے علماء اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ سے
دست وگریبان ہین وبمصداق آیہ کریمہ ان الذین فرقوا دینہم و
کانوا شیعا تفریق جماعت مین انکے چاہتے ہین لیکن بقول مخبر
صادق ید اللہ علی الجماعۃ یعنے ہاتھ خدا کا جماعت پر ہے لیکن
محافظ خداے پاک ہوا اسکو مقابلہ سے اہل بطالات کے کیا باک
ہو بر ابر اہل حق یعنے علماے اہلسنت وجماعت کے زیر ہی ہار رہے
ہین چنانچہ شاہد عدل اس قول کا رسالہ نصیحۃ المومنین ونضیحۃ
الشیاطین الملقب بہ تحفہ اثنا عشریہ ہے کہ تصنیف لطیف خاتم
المحدثین والمفسرین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
اللہ القوی کی ہے اگرچہ مقابل مین اسکے مومن جالسی و
نقال کشمیری صوارم ونزھہ اثنا عشریہ مین ہرزہ درآئی
کرگئے ہین مگر خاک آفتاب پر ڈالنے سے کیا روشنی اسکی چھپتی
ہے خود منہ کی کھا گئے اور فاضل ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ السفیہ
ومولانا رشید المتکلمین انار اللہ برہانہ نے رجوم الشیاطین مین خوب
ہی انکی تنبیہ وتادیب کی اور انکو ذلت فاش دی اسپر بھی سر
بگریبان نہوے وفرزند مومن جالسی نے بحکم ؎ اگر پدر نتواند
پسر تمام کند ہ تشئید المبانی وطعن الرماح وغیرہا سے بناے
عناد اسلام کی قائم کی امام المتکلمین مولانا حیدر علی حاجی حرمین الشریفین مصنف منتہی
الکلام وازالۃ الغین وغیرہا ومولانا لطف اللہ مصنف تفسیر مظہر العجائب وسقاپ جبار ہما

رب المشرقین و المغربین نے نقض الرماح فی کبد النباح وطعن السنان وغیر ہما سے بیخ و بنیاد اسکی کھود ڈالی لیکن بناے مذکورہ سے ایک خشت شکستہ خشتگر استقصاء الافحام کے ذریعہ سے صاحب فاروق الاکبر علے اظہر کے ہاتھ لگی کہ اسی مادہ سے اُسنے بنای فاسد علے الفاسد قایم کرکے اہلحق کو دھوکا دینے کی فکر کی للا بحکم محکم ان الباطل کان زھوقا یعنے باطل بتحقیق گم ہونیوالاہی بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ ؎ کس نیاید بزیر سایۂ بوم ٭ ورہما از جہان شود معدوم ٭ کوئی دام مین اسکے نہ آیا اور قادر قوی نے استیصال کا اسکے سامان کردیا اور ایک بندہ ضعیف کو قوت دیکر مستعد کیا اُس بناے اوہن البنوت کبیت العنکبوت کو منقلب علے ادبار ہا و دیار ہا کرے اور ربانی کو اُسکے ہدایت طریق حق کی کرے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ برادر بجان برابر مجمع الطاف منبع اوصاف معدن اخلاق پسندیدہ مخزن خصایل برگزیدہ ینبوع جود و سخا سرچشمہ کرم و عطا جیحون علم سیحون علم مقبول حضرت حق برادرم مولوی شیخ محمد عبد الحق سلمہ رب الفلق ابن الامیر الکبیر مولوی محمد عبد الحی ادام اللہ مجدہ و حفظہ من افات الغی ابن الحاج البار مشہور فی الافاق صاحب الجود و الاخلاق مولوی قاضی رمضان علی غفر ذنوبہ الخفی والجلی ساکن موضع سلطان پور پرگنہ اندر ضلع بنارس عرصہ ہوا کہ ایک رسالہ ابتر مسمی بہ فاروق الاکبر مین عارف الاعلام والمنکر باسراس اضعف عباد یا مالک یوم التناد کے لاے اور خواستگار ہوے کہ للہ فی

مولف نابلد از راہ تالیف اِس رسالۂ ابتر کی تمام تر ظاہر کیجاوے
کہ کوئی اہلحق اسکے دام مکر بین نہ آجاوے اور جوابات کلہ شکن
ایسے دئیے جاوین کہ بار دیگر ان مولیان ادبار سے کوئی شپر چشم
مقابل تاب آفتاب کے نہ آجاوے بلکہ وہ اپنے غار تاریک ہی مین
بعافیت بسر کرین اور اہلحق کو ایذا ندین چونکہ اس فقیر کو مکابرہ
ومجادلہ سے بس احتراز ہے کیونکہ مناظرہ بالفعل عنقا صفت مفقود
و در فتنہ باز ہے اول انکار کیا مگر ہرگاہ خاطر داری برادر موصوف
کی عزیز تھی خصوصاً جب اُنھون نے مذہب حق کی پاسداری پر
کمر ہمت کی باندھی ہے خدا اے کریم انکو اجر عظیم عطا کرے اور
توفیق خیر کی علے الدوام مرحمت فرماوے واسطے انجاح مرام اُنکے
بدل مستعد ہوا اور رسالہ مسطور کو بنظر غور دیکھا ظاہر مین
رسالہ مختصر ابتر نظر آیا ولیکن باطن مین تحریفات ولغویات و
افترأت وبہتانات وکذبات وبطالات کا دفتر سراسر پیش نظر
ہوا فی الواقع مولف متعسف نے کذب وتحریف وافترا مین مسیلمہ
کذاب وابن سبا مرتابہ کی بھی ناک کاٹی اور یہ رسالہ ابتر لکھکر جہالت کو
اپنی مشتہر طشت ازبام کیا اگرچہ نابلدان مذہب مین اپنا نام کیا الا علمأ ذی
استعداد اس مذہب کے بھی کبھی اس رسالہ ابتر کو پسند نکرینگے و
بجاے آفرین کی نفرین کل ہوشمند کرینگے ہر عاقل اسکو راے سلیم سے
اپنے بشرط دیکھنے رسالہ مزبورہ کے تسلیم کریگا کہ مولف متعسف
کو نحو وصرف کی بھی استعداد نہین ہے شاہد اس قول کا تسمیہ
رسالہ ابتر بفاروق الاکبر مین عارف الامام والمنکر ہے کہ اسمین

بقول کسی نحو و غلط انشا غلط املا غلط حضرت مولف متعسف ایک دو خطاسے تو تجاوز ہو گئی ہین اُنسے دریافت کرنا چاہیے کہ آپ ہین قافیہ کا بھی لحاظ ہے یا انکا قافیہ تنگ ہو گیا منکر بکسر کاف صیغۂ اسم فاعل معطوف عارف الامام ساحر اکبر بفتح الباء صیغۂ اسم تفضیل کے کیونکر ہم قافیہ ہو سکتا ہے شاید مولف متعسف انی شئتم کے عموم مین اگر واسطے قافیہ بندی منکر بکسر کاف کے زیر وزبر اکبر مقولہ اپنے مین تمیز نہ کر سکا اور بے بصری مین زیر ہی کو اختیار کیا اگرچہ خلاف قواعد صرفیہ ہوا حتی کہ جاے خندہ ہر ابجد خوان علوم عربیہ ہوا مگر مولف متعسف عامل مثل مشہور ہوا کہ گندھک باخشکہ اگرچہ گندہ است ایجاد بندہ است لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسی علم پر حضرت کو تصنیف و تالیف کا بھی شوق ہے سچ ہے ؎ گر ہمین مکتب است و این مُلّا ؛ کار طفلان خراب خواہد شد ؛ یہ تو انکی پہلی خطا ہے علم صرف مین اور دوسری خطا کہ نحوی ہی اور آنسے صادر ہوئی یہ ہے کہ موصوف و صفت مین خیال تعریف و تنکیر کا نہ کیا لفظ اکبر معروف باللام کیا اور اُسکے موصوف مین سے حرف تعریف کو چٹ کر گئے یہ نادانی کا کام کیا اگرچہ عم بزرگوار انکے اپنی تقریظ مین کہ اسی رسالہ ابتر پر دس گیارہ سطر بطور تبرک دست مبارک سے اپنے لکھ گئے ہین خواہ بیداری یا غفلت مین ہو اصلاح خطاے ثانی کی کر گئے ہین مگر علت اولے مین وہ بھی گرفتار ہین اور الزام اول کے زیر بار ہین اور وقت تفصیل خطاے مجمل مرتجم انکے ظاہر ہوگا کہ وے بھی اپنے برادر زادہ کے ہم قطار ہین اور

کسقدر متحمل اور زیربار ہین کہ ناصح برادر زادہ نافہم از انجام کار
ہین اور تبسری خطا کہ خطاے منکر اور حابط اعمال حسنہ مولف
متعسف رسالہ ابتر ہی محصل تسمیہ رسالہ علے اظہر اعنی فاروق لاکہہ
بین عارف الامام و المنکر ہے صاحبان عقل وافی وفہم کافی خوب
واقف ہین کہ اس خطاے ثالث ثالثہ مین صرف مولف متعسف
ہی خطاوار نہین بلکہ اسلاف معدن اختلاف ایسکے بہی طعن و
لعن کے سزاوار ہین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیکم وعلے
شرکم واذاکہ انتہی یعنے جب دیکہو تم ان لوگونکو کہ برا کہتے ہون
اصحاب کو میرے پس کہو تم لعنت خدا کی تمپر اور شرارت و ایذا پر
تمہارے انتہی سچ کہا ہے کسی نے سہ دشنام بمذہبیکہ طاعت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ہوا اس فرقہ سابہ رافضہ کو خدا
کا کچھ خوف و دہشت نہین رسول کی ذرہ برابر محبت نہین جن
لوگون کی زور تلوار نے اسلام کا نام بلند کیا اور کوشش بلیغ
نے اُنکے ارکان دین کو ارجمند کیا چار دیواری ایمان کی جنکی
قوت سے قائم ہوئی بناے ذکر کلمہ طیبہ کی جنکی ذات سے دائم ہوئی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنکی محبت کو اپنی محبت فرماتے
ہین اور اُنکی عداوت کو اپنی عداوت قرار دیتے ہین چنانچہ
فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا
من بعدی من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم انتہی
یعنے ڈرو اللہ سے شان اصحاب مین میرے نہ بناؤ اُنکو دشمن لعن

میرے جو دوست رکھے انکو پس میری محبت سے دوست رکھتا ہے
انکو اور جو بغض رکھے انسے پس میرے بغض کے ساتھ دشمن رکھتا
ہے انکو انتہی انکو یہ مقلدین ابن سبا برا کہتے ہین و کلمات لایعنی
شان مین انکے استعمال کرتے ہین قولہ تعالے کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم ان یقولون الا کذبا انتہی یعنے فرمایا خداے
تعالے نے بڑا ہی کلمہ کہ نکلتا ہے منہ سے انکے نہین بولتے وے مگر
دروغ انتہی افترا پردازی کو اس فرقہ شیعہ خصوصاً مولف
متعسف رسالہ ابتر کے خیال کرنا چاہیئے کہ دو اعتراض مخدوش ایک
اہل علم نے فرقہ حق اہل سنت وجماعت سے وارد کیا جب جواب
باصواب پا گیا جواب اعتراض دوم کی بارے سر نہ اٹھا سکا و
بقول محقق دروغ گو را حافظہ نباشد جواب مذکور کو نسیاً
منسیاً کر گیا و جواب اعتراض اول کے ابطال مین عادت جبلی و
شرارت ذاتی کو اپنے دخل دیا یعنے طعن و تشنیع اور زبان درازی
حضرت مین اجل اصحاب نبی امین و سلف صالحین کے شیوہ اپنا
اور تحریف کلام مجید و اقوال متقدمین کو پیشہ اپنا کیا اور کیون نہو
اس رئیس اس فرقہ شیعہ کا عبد اللہ ابن سبا ضغالے انہین
محرفین سے تھا کہ جنکی شان مین خداے عز و جل اپنے کلام پاک
مین فرماتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنے یہودیان تحریف
کرتے ہین کلمون کی جگہون سے انکی خیر دے تو یہود موجود تھے
بعد انکے باعث تقلید ابن سبا نامسعود کے یہ فرقہ شیعہ بھی محرف
غنود ہوا چنانچہ انشاء اللہ تعالے عند التفصیل حال اضلال

وتضلیل ظاہر ہوگا آمدم بر سر مطلب اینکہ جب مولف متعسف
تسمیہ رسالہ ابتر مین اپنے حد سے متجاوز ہوگیا اور وہ نام اختراع
کیا کہ شیطان الطاق وزرارہ کے (دہو اشر من الیہود والنصارٰی)
بقول حضرات ائمہ معصومین رضی اللہ عنہم کے وہم وگمان مین
بھی نہ آیا ہوگا اور شیخ صدوق وشیخ حلی کے کان نے بھی وہ نام نہ سنا
ہوگا پس بمصداق آیہ کریمہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا یعنے بدلا بدی
کا مثل بدی اسکے ہی بفحواے مصرع بدی را بدی شرط باشد جزاء
اور بفرمودہ شیخ سعدی ـ نکوئی با بدان کردن چنان است
کہ بد کردن بجاے نیکمردان ـ نام اس رسالہ وافیہ کاملہ شافیہ
کا کہ مودب مولف متعسف رسالۂ ابتر ہے الضرب المنکر علی
فرق الاظہر رکھا گیا اگرچہ تکلم بہ کلمات غیر مہذبانہ طریقہ
اپنا نہین لیکن الضرورات تبیح المحظورات ع کلوخ انداز
را پاداش سنگ است ـ اصل مطلب تحریر رسالہ ہذا سے یہ
ہے کہ مولف متعسف بعد مطالعہ اسکے طریق حق کو اختیار کرے
اور ایذادہی سے اہل حق کے احتراز کرے اور سب وشتم سے
مومنین صالحین کے زبان آپنے روکے فرمایا رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے سباب المومن فسوق یعنے برا کہنا مومن کو فسق
ہے اور فرمایا خداے علیم نے کتاب کریم مین بئس الاسم
الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظالمون
یعنے برا ہے نام فسق بعد ایمان کے اور جو نہ توبہ کرے پس وہی
لوگ ظالمین ہین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت

بلا کسی لقب تعظیمی لکھا تھا من لا ادب لہ لا دین لہ لکھا ہی وہ
جملہ یہان لطریق اولٰے چسپان ہوگا جس سے بقول خود منکر
کا بے دین محض ہونا ثابت ہوا پس فقیر بھی انشاء اللہ یہان
فہما امکن لحاظ ان امور کا کریگا مگر کسیطرح اگر جولانی کمیت
قلم مین کوئی امر خلاف داب تحریر یہ ہو تو جواب درشت کلامی
مخاطب سمجھکر اس فقیر کو معذور جانین ع و العذر عند کرام
الناس مقبول اور اُس ظرافت کو محض مخاطب ہی پر محمول
گردانین اور ازانجا کہ تعرض اغلاط لفظی و معنوی و ترکیبی خلاف داب
محصلین ہے اور احصا انکا کلام مخاطب مین خارج از امکان بھی ہی
لہذا الغرض تنبیہ امور ضروری نقض تفصیلی کلام مخاطب کیطرف
متوجہ ہوتا ہون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **قولہ**
العبد امید وار رحمت الخ **اقول** کلمۂ حق بر زبان جاری العبد
یعنے دور تر رحمت غفار صمد سے ہونیکا اقرار کیا یہ دلیل اسکی
ہے کہ مخاطب خود ہی اپنے کو شیطان سے بڑھکر سمجھتا ہے والا
رحمت حق سے شیطان بھی مایوس نہوگا اور خود کلام ایزدی مین
نہی صریح وارد ہی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے ناامید نہو رحمت
خدا سے اور یہ ہے کہ دشمنی جناب امیر علیہ السلام اور انکی اولاد
طاہرین و ایمہ معصومین کی اسیدرجہ کو پہونچا دیتی ہی اور اسیوجہ
سے غلطی ناسخ و سہو کاتب پر محمول نکیا گیا گو وہ حمل ناممکن بھی
تھا بوجہ انحصار اغلاط کتابت کے غلطنامہ مین جو شروع کتاب
مین منضم ہے علاوہ بران مخاطب کے نزدیک غلطی کاتب کا وجود

بھی نہین ہے نہ اُسکو کبھی تسلیم کرتے ہین اگرچہ مین معاوضہ اُسکا
نہین کرتا لیکن بوجہ وضوح تمام یہان اشعار کیا گیا وکفی
اللہ المومنین القتال قولہ سید اقول اولا بنا بر قول مشہور
بر السنہ جمہور مذکور سید سنی بناشد دیگ چوبی بناشد سیادت
مخاطب غیر مسلم ہے ولا اقل انہ لیس من اہلک ومن تبعنی فانہ
منی تو بہرگونہ مسلم ہے ثانیا بنابر سہ بغض اولی علامت
معروفۃ ؏ کینت علی جبہات اولاد الزنا ؏ وبفحوائے سہ
محبت شہ مردان مجوز بے پدرے ؏ کہ دست غیر گرفت است
پائے مادر او ؏ ثبوت نسب نصاب منظور فیہ ہست ثالثا جب
مخاطب نے اخوی شیخ محمد زکی سلمہ اللہ العلی سے اپنا اولاد
جناب امام حسن عسکری سے ہونے کا اقرار کیا والعہدۃ علی
الراوی اور بعد تحقیق واستماع عبارت صواعق محرقہ وغیرہ
کے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے کوئی اولاد بجز
حضرت حجۃ اللہ فی ارضہ القایم بامرہ علیہ وعلی ابائہ الف صلوۃ
وسلام نہ چھوڑا تو پھر آپ کا رضوی لکھنا غیر مرضی ہے مجہول
النسب ہونا بھی متحتم ہوا اور طوق لعنۃ اللہ علی داخل النسب و
خارج النسب کا بھی گلے کا ہار رہا اور اپنے باپ کا نام ونشان
نہ لکھنا اور بھی موجب ننگ وعار ہوا رابعا از انجا کہ مخاطب
از روے دعوی سیادت وظہور مشرب وقومیت وپیشہ وحرفت
کے اصلا ونسلا طرفہ معجون ومجموعہ اقسام جنون بنی لہذا مناسبت
مقام ایک حکایت لطیف عرض کیجاتی ہے شاید ناگوار طبع شریف

حکایت لطیفہ از وہ عطار شیعہ وغیرہ

نہو کہ ایک عالم فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ سے اور بعض فضلہ اہلسنت سے کہ مدعی سیادت تہا مباحثہ ہوا عالم شیعہ نے اثناے کلام مین صلوۃ وسلام اوپر محمد وآل محمد علیہم السلام کے بہیجا اُس فضلہ سینہ نے جو مثل آپکے مدعی سیادت تہا کہا کہ کیا دلیل ہے واسطے جواز صلوۃ کے غیر انبیا پر عالم شیعی نے اور ادلہ کو ترک کرکے آیہ کریمہ اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئٰک علیھم صلوۃ من ربھم کی تلاوت فرمائی تب اُس فضلہ سنی نے بکمال عناد بلا لحاظ عقوق ابا واجداد کہا کہ علی ابن ابیطالب اور انکے اولاد کو کیا ایسی مصیبت پہونچی جو مصداق اس آیہ کریمہ کے ہوے عالم شیعی نے ذکر مصائب اہلبیت کو بنظر شہرت ترک کرکے بغرض مزید خجالت مناظر کے فرمایا کہ اس سے زیادہ کیا مصیبت ہوگی کہ تم ایسا فرزند آنکی اولاد مین پیدا ہوا کہ بعض منافقین کو انپر ترجیح و تفضیل دیتا ہے اور اپنے ابا واجداد پر صلوۃ بہیجنے کا بہی روادار نہین ہوتا تمامی اہل مجلس اس لطیفہ پر ہنس پڑے اور وہ فضلہ سنی خجل ومنفعل وخفیف ومضمحل ہوا بعض شعرا نے حاضرین مجلس سے یہ اشعار تصنیف کئے ؎ اذا العلوی تابع ناصبیا ✤ بمذھبہ فما ھو من ابیہ ✤ وان الکلب خیر منہ طبعا ✤ فان الکلب طبع ابیہ فیہ ✤ ترجمہ یعنے جب کوئی سید علوی سنی ناصبی کے مذہب کی متابعت کرے تو جاننا چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کا پیدا نہین ہی کتا اُس سے بہتر ہے کہ اُسمین اپنے باپ کی طبیعت موجود ہے

والعاقل تکفیہ الاشارۃ قولہ قسیم الدین احمد اقول اولا یہہ
کس قسم کا نام ہے جس سے سراسر کفر مسمیٰ کا ظہور تام ہے اسیلئے کہ
منطقین وغیرہ کا قول مشہور ہے قسیم الشئ یبائنہ یعنے جب ایک
مقسم کی دو قسمین نکلینگے تو ان دونون کو باہم قسیم کہتے ہین اور وہ
دونون قسیم باہم متبائن ہوتے ہین ایک دوسرے کی ضد و نقیض
ہوتے ہین پس جب آپ قسیم دین ہوئے تو بنا بر اس قاعدہ اہل
میزان کے آپ مبائن دین کے ہوے اور مبائن دین نہین ہے
مگر کفر فطابق الاسم بالمسمےٰ کالنعل بالنعل وذلک ظاہر
لیس بالمعمی اور اگر قسیم بمعنی قاسم ہے فلم یکن لہ من الدین
قسمۃ لما اشتہر ان القاسم محروم اور ظاہر تقسیم دین تقسیم اسلے
الحق والباطل ہی فماذا بعد الحق الا الضلال ثانیا درصورت
بدنامی احمد کا قسیم الدین سے بدل ہونا بھی بے ادبی ہے اسم
مبارک جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ کہ یہ دوسری علامت کفر ہے
ہان ممکن ہی کہ خود کو بے قصور کیئے اور ابوین کو متلاے بیلاے
بدنامی کیجئے ثالثا جو خطاے ثالث انکی تصور کیا سکتی ہے یہہ ہی
کہ مخاطب نے سب نسبتین اپنے مثل حنفی قادری منعمی ہونے کی
ظاہر کین مگر نہین کہ کس سانحہ سے نسبت اول اپنی یعنی ابنیت
وولدیت اپنی ظاہر نہ کی کہ بہت ضروری تہی اور فن النساب کا مدار
اسی پر ہے اور داب مصنفین سے بہی ہے کہ اپنی ابنیت کو ظاہر
کرتے ہین شاید انکو مصرع مشہور خیال آیا ع من بیچارہ ناخلف
پدرم ۂ بہرکیف اس اخفا سے کچھ شک تو ہوتا ہے اور احتمالات

مظنونہ ومسموعہ کی تصدیق ہوا چاہتی ہے اگر اسم والد ماجد بوجہ
من الوجوہ المخفیہ لامعلوم تھا تو کاش کسی کا نام فرضی طور پر بھی
مثل غلام مرتضی وعابد حسین رضوی فرضی کے لکھدیتے کہ یہ راز
مخفی پوشیدہ رہجاتا اور آپکو لوگ مجہول الاب نہ کہتے آپ ہی غور
کرین کہ یہ ایسا امر ضروری تھا کہ ہرچند بہ نسبت خلیفہ ثانی کے
بھی لوگ مختلف طور سے روایت کرتے تھے اور لتعدد قرابت ثابت
تھا جیسا کہ مثالب کلبی سے لوگ نقل کرتے ہین مگر بنا بر اغلبیت
ابن الخطاب کہلاتے تھے اور اگر کوئی امر دیگر مانع اظہار اسم
مبارک ہو تو آپ جانئے ما علینا الا البلاغ قولہ حنفی اقول
یہ نسبت آپکی طرف آپکے امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کے ہے جس سے
معلوم ہوا کہ آپ اُنکے ملت وشریعت پر ہین جناب رسالتمآب یا
اہلبیت طاہرین سے آپکو کوئی واسطہ نہین ہی اور اسی نسبت کو
دوسری نسبتو نپر مثل محمدی یا ابابکری یا عمری وغیرہ کے ترجیح دیتے
ہین چنانچہ آپ خود بحث امامت مین لکھتے ہین پس اسی معنے کر
ہملوگ ایمہ مجتہدین کو امام کہتے ہین چنانچہ تفسیر بیضاوی ومدارک
وغیرہا مین تحت تفسیر آیہ کریمہ یوم ندعو کل اناس بامامہم
کے یعنے جس روز پکارینگے ہم ہر آدمیونکو ساتھ امامون انکے
کے مکتوب ہے کہ مراد امام سے یا نبی یا کتاب یا مقدم فی الدین
ہی جسکا مطلب صاحب تفسیر حسینی نے یہ لکھا ہے کہ پکارا جاویگا مثلاً
یا محمدی یا اہل القرآن یا حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی وغیرہم انتہے
پس معلوم ہوا کہ جسطرح آپ یہان اس نام سے امام کے مشہور ہین

صـ۱۹ ضرب منکر

قیامت کے روز بھی اسی نام سے پکارے جائینگے اور ہملوگ یا محمدی
یا علوی یا جعفری یا اثنا عشری کے خطاب سے ہونگے سہ اے
ہوس اپنی اپنی قسمت اسکا رشک کیا ؛ کیمیا تیرے لیئے خاک شفا
میرے لیئے ؛ بہرکیف باقتضاے مقام ضروری ہوا کہ کچھ مختصر
حال آپکے امام اعظم کا جنکے دین و شریعت و طریق و ملت و سنت
پر آپ ہین اور قیامت کے روز انھین کے نام سے پکارے
جائینگے اہلسنت کے ایمہ ثقات و مجتہدین عالی درجات کی زبان سے
مذکور ہو اگرچہ تفصیل اسکی بھی انشاء اللہ بعد اسکے مذکور ہوگی
لیکن یہان دو چار قول پر اختصار کیا جاتا ہے اولاً آپکی منسوب
الیہ ثانی عارف ربانی قطب صمدانی غوث اعظم پیر دستگیر
محبوب سبحانی امام اعظم ثانی شیخ عبد القادر جیلانی نے منسوب الیہ
اول ابو حنیفہ نعمانی کو جنکے طرف نسبت کرنا مخاطب نے اپنا فخر
دو جہانی و شرف جاودانی جانا ہے فرقہ ہالکہ مرجیہ سے شمار
کیا ہے چنانچہ غنیۃ الطالبین مین بعد تذکرہ فرقہ ناجیہ و فرقہ
ہالکہ کے کہا ہے فاصل ثلث و سبعین فرقۃ عشرۃ اھل السنۃ و
الخوارج والشیعہ والمعتزلۃ والمرجیۃ والمشبھۃ والجھمیۃ
والضراریۃ والنجاریۃ والکلابیۃ بعد اسکے کہا ہی اما المرجیۃ
ففرقھا اثنا عشر فرقۃ الجھمیۃ والصالحیہ والشمریۃ
والیونسیہ والیونانیہ والنجاریۃ والغیلانیۃ والشبیۃ
والحنفیۃ والمرسیۃ والمعاذیۃ والکرامیۃ بعد اسکے کہا
اما الحنفیۃ فھم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت

ص ۲۲۷ غنیۃ الطالبین

زعم ان الایمان ھو المعرفة والاقرار باللہ ورسولہ
وبما جاء بہ من عندہ جملة علی ما ذکرہ البرھوتی فی
کتاب الشجرہ بعد اسکے کہا اتباع الحنیفہ کلھم فی النار
انتھی یعنے اصل تہتر فرقہ کے دس ہے سنی خوارج شیعہ معتزلہ مرجیہ
جہمیہ مشبہیہ ضراریہ بخاریہ کلابیہ لیکن مرجیہ پس فرقے اسکے بارہ
فرقہ ہین جہمیہ صالحیہ شمریہ یونسیہ یونانیہ بخاریہ غیلانیہ شبیبہ
حنفیہ مریسیہ معاذیہ کرامیہ لیکن حنفیہ پس وہ مریدان و
تابعان ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہین کہ گمان کیا کہ ایمان کہتے ہین
معرفة واقرار بخدا اور رسول اور ماجاء بہ الرسول کو جیسا کہ برہوتی
نے کتاب شجرہ مین ذکر کیا اور تابعان ابوحنیفہ سب فی النار ہونگے
اور اگر شاید کسی متعصب معاند کو اس قول سے غوث اعظم کی انکار
ہو یا نسبت غنیة الطالبین مین طرف غوث اعظم مذکور کی شک
ہو تو مین بحولہ وقوتہ تعالے ان دونون امرونکو ثابت کرتا ہون
کہ پھر کسی جاہل کو کوئی عذر نہو اما صحت نسبت غنیة الطالبین
طرف غوث اعظم مذکور کے پس شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبدالعزیز نے
قرة العینین فے تفضیل الشیخین مین لکھا ہے قال سیدی عبد
القادر رضی اللہ عنہ فی الغنیة اور ترجمہ مولوی عبدالحکیم
سیالکوٹی سے جو نیچے عبارت غنیہ کے مرقوم ہے ظاہر ہے اور اس عبارت
اما الحنیفہ الخ پر بھی کچھ حاشیہ بادعاے باطل الحاق چڑھایا ہے
لیکن صحت قول مذکور پس ملا علی قاری نے منہج ازہر شرح فقہ اکبر
مین لکھا ہے واما ما وقع فی الغنیة للشیخ عبدالقادر الجیلانی

(حاشیہ: صحت و صیانت ... عقیدہ ... — صفحہ ۲ کمالی صیانة الایمان المعنی ... ذکیل احمد)

عند ذکر الفرق الغیر الناجیۃ حیث قال ومنھم القدریۃ
وذکر اصنافا منہم ثم قال ومنھم الحنفیۃ وھم اصحاب
ابی حنیفہ نعمان* ثابت الخ یعنے جو غینہ مین شیخ عبد القادر
جیلانے ذکر فرقہ غیر ناجیہ مین کہا ہے کہ بعض اُنسے قدریہ ہین اور
اُنھین قدریہ سے حنفیہ اصحاب ابی حنیفہ نعمان بن ثابت الخ پس
اس قول سے دونون امر واضح و آشکار ہوے ثانیاً کیونکہ یہ ارشاد
صداقت بنیاد غوث الاعظم نہ فرمائین اِن حضرت ابوحنیفہ کوفی نے
بہی تو تمامی سینوںپر قیامت عظمیٰ قائم کی ہے کہ کہا ایمان ابو بکر و
ابلیس واحد ہے چنانچہ قاضی ابوالیمن نے تردید قول خطیب
مین دربارۂ نقل تجویز عبادت نعال امام اعظم سے باین عبارت
لکہا ہے کما قال ابن جزلۃ فی مختار مختصر تاریخ خطیب ان
ابا حنیفۃ سئل عن رجل قال اشھد ان الکعبۃ حق ولکن
لا ادری ھذہ ھی التی بمکۃ ام لا فقال مومن حقا و
سئل عن رجل قال اشھد ان محمد بن عبد اللہ نبی ولکن
لا ادری ھو الذی قبرہ بمدینۃ ام لا فقال مومن حقا و
قال الحمیدی من قال ھذا فقد کفر بھر کما ثم اتبع الخطیب
ذلک بالطامۃ الکبری یروی باسناد ان ابا حنیفۃ
قال لو ان رجلا عبد ھذہ النعل یتقرب بہ الی اللہ تعالی
لم ار بذلک باسا وحکی عن سعید انہ قال ھذا ھو الکفر
ولعمر واللہ ان الاضراب عن ذکر ما قالہ الخطیب وصنفہ
فی ھذا الباب اولی واجمل واحق فان الزہریۃ تداتعلت

ایمان ابلیس و ابوبکر واحد ہے بقول امام ابوحنیفہ

تقشفات ابوحنیفہ کوفی

من رمی ابی حنیفه بالارجاء وقوله فی الایمان قول بلا عمل الی عبادة الاصنام فانه لا فرق بین عبادة النعل وعبادة الحجر والخشب وهل جاهد النبی قریشا وقتلهم ودعاهم الا الی ترک عبادة الاصنام وان یعبد الله فاذا قال قائل اننی اعبد النعل اتقرب به الی الله فهل هو الا نفس قول المشرکین ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی وجمیع ما اتی به بعد ذلک حقیر یسیر عند هذه الحکایة فانه ذکر عنه ان الایمان قول بلا عمل وشنع فی حکایات اوردها عنه ترتفع قدره عن مثلها وعن التفوه بها منها ان ایمان ابی بکر الصدیق رضی الله عنه وایمان ابلیس واحد نعوذ بالله انتہی یعنے کہا ابن جزلہ نے مختار مختصر تاریخ خطیب مین کہ ابوحنیفہ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ کعبہ حق ہی مگر نہین جانتے کہ یہ وہی کعبہ ہی جو مکہ مین ہے تو ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ شخص مومن حق ہی اسیطرح جو کوئی کہے کہ محمد بن عبداللہ نبی برحق ہین مگر نہین جانتے کہ یہ وہی محمد ہین جو مدینہ مین مدفون ہین تو وہ بھی مومن حق ہے کہا حمیدی نے کہ کہنے والا اسکا کافر ہے اور بعد اسکے خطیب نے قیامت کبری یہ قائم کی کہ باسناد ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے کہ کہا ابوحنیفہ نے اگر کوئی شخص بغرض تقرب الی اللہ عبادت کفش دپاپوش کرے تو کچھ حرج نہین ہے کہا سعید نے کہ یہ کلمہ عین کفر ہے واللہ اگر خطیب ایسے اقوال کو نقل نہ کرتا تو بہتر تھا کیونکہ اب مصیبت نے ترقی کی ابوحنیفہ

جواز عبادت کفش ویاپوش بمذہب ابوحنیفہ

کے مرجیہ ہونسے اور ایمان کو قول بلا عمل کہنے سے طرف اسکے
کہ ابو حنیفہ قایل عبادت اصنام تہے یعنے بت پرست تہے کیونکہ
درمیان عبادت نعل و عبادۃ سنگ و چوب کوئی فرق نہین ہے اور
نہ جہاد کیا پیغمبر خدا نے قریش سے مگر اسی لیئے کہ اُنسے بت پرستی
ترک کرائین اور عبادت خدا کرائین جب قایل نے یہ کہا کہ ہم عبادت
کفش کرتے ہین بغرض تقرب الے اللہ تو یہی بعینہ قول مشرکین
ہے کہ ہم عبادت بتونکی نہین کرتے مگر اسی غرض سے کہ تقرب خدا
حاصل ہوا اور بعد اسکے جو کچھ خطیب نے ذکر کیا ہے وہ ان امور
کے بہ نسبت حقیر و یسیر ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے ایمان ابو بکر و ایمان
ابلیس ایک ہے انتہی مختصرا اور یہ مضامین حیرت آگین کتاب
المنتظم ابن جوزی مین بھی بشرح و بسط تمام مذکور ہین من شاء
الاطلاع فلیرجع الیہ اور واضح ہو کہ یہ قول مخصوص بہ ابو حنیفہ
ہی نہین ہے اسیلئے کہ عام اہلسنت یعنے اشاعرہ کا یہی عقیدہ ہے
گو بصراحۃ اسکے قائل نہون چنانچہ مولوی عبد العلی بحر العلوم
سنیہ کے کلام سے شرح مسلم الثبوت مین ظاہر ہے دیجوز نسخ
وجوب الایمان وحرمۃ الکفر عند الاشاعرۃ فالایمان والکفر
سئیان عندہم وما وجب الشرع فہو حسن وما حرم فہو حرام الخ
یعنے منسوخ ہونا وجوب ایمان کا اور حرمت کفر کا نزدیک اشاعرہ
کے جائز ہے پس کفر و ایمان انکے نزدیک مساوی ہے جسکو شریعت
نے واجب کیا حسن ہے اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے الخ پس ہرگاہ کفر و
ایمان انکے نزدیک مساوی ہوا تو یہ کہنا ابو حنیفہ کا کہ ایمان ابو بکر

ذبائح ابو حنیفہ بعبدۃ الاصنام

قول ابو حنیفہ کہ ایمان ابو بکر و ابلیس یکسان ہے

وابلیس ایک ہی بجا و درست ہوا ثالثاً ابن جزلہ نے اپنی مختصر تاریخ خطیب مین لکھا ہے انہ ای اباحنیفۃ کان ھذ ھبہ مذھب جھم یعنے ابوحنیفہ کا مذہب جہمی تھا رابعاً ارشد تلامذہ ابوحنیفہ ابویوسف بھی قائل تھے کہ ابوحنیفہ مرجی جہمی خارجی تھے چنانچہ قاضی ابوعلی یحیی بن جزلہ نقلاً عن القاضی ابوالیمن کہتے ہین و اعجب مامر فی ھذ الباب ما ختمہ باسنادہ عن سعید بن سالم قال قلت لقاضی القضاۃ ابی یوسف سمعت اھل خراسان یقولون ان اباحنیفۃ جھمی مرجئی فقال لے صدقوا ویری السیف ایضا قلت لہ فاین انت منہ فقال انا کنا ناتیہ یدرسنا الفقہ ولم نکن نقلدہ دیننا یعنے سعید بن سالم سے روایت ہے کہ کہا مینے قاضی القضاۃ ابویوسف سے کہ اہل خراسان کہتے ہین ابوحنیفہ جہمی مرجئی تھے تو ابویوسف نے کہا کہ سچ کہا اُن لوگون نے اور وہ خارجی تھے پس مینے کہا کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے ان امور مین تو کہا کہ ہم لوگ فقط درس فقہ لینے کو اُنکے پاس جاتے تھے امر دین مین ہرگز متابعت نہین کرتے تھے انتہی پس ہرچند ابویوسف اپنی مرجی ہونیکے منکر ہین مگر ابن قتیبہ نے کتاب معارف مین ابوحنیفہ و اُستادسکے حماد و محمد بن الحسن و ابویوسف شاگرد کو سبھونکو مرجئی لکھا ہے چنانچہ یہ عبارت اُسکی ہے اسماء المرجیہ ابراھیم التیمی عمر بن مرۃ ابوذر الھمدانی طلق بن حبیب حماد بن ابی سلیمان ابوحنیفہ الفقیہ عبدالعزیز بن رداد ابنہ عبدالمجید خارجہ بن مصعب عمر بن القیس الماصر

ابو معاویہ الضریر یحیی بن ذکریا ابن ابی زایدہ ابو یوسف صاحب
الرای محمد بن الحسن محمد ابن السایب مسعر بن کرام انتہی
اور علامہ ذہبی بھی اسکے مقر ہین کہ ابو حنیفہ مرجی تھے بلکہ اس
مذہب مین اجلہ اصحاب کو اپنے شامل کیا ہے اور مذمت سے اس
مذہب کے دست بردار ہوئے ہین جیسا کہ کما میزان الاعتدال
بین اما مسعر بن کرام فحجۃ امام ولا عبرۃ لقول السلیمان
کان من المرجئۃ مسعر وحماد بن ابی سلیمان والنعمان وعمر بن
مرۃ وعبد العزیز بن ابی رواد وابو معاویۃ وعمر بن ذر
وسر وجماعۃ قلت الارجاء مذہب لعدۃ من جلۃ
من العلماء لا ینبغی التحامل علی قائلہ یعنے مسعر بن کرام حجۃ و
امام ہے اور سلیمانی نے یہ جو کہا ہے کہ مرجی تھا مسعر وحماد بن ابی
سلیمان ونعمان ابو حنیفہ وغیرہ جنکا نام مذکور ہوا اسکا کچھ اعتبار
نہین ہے کیونکہ ارجاء بہت سے علمائے جلیل القدر کا مذہب
تھا اسپر اعتراض نکرنا چاہیئے انتہی اور یہ ارجا وہی ہی جسکو مخاطب نے
مرض رجی تجویز کرکے بغرض پیش بندی نجات وبرات اپنی خطبہ
مین ظاہر کیا تھا اور بغرض پردہ پوشی یا ابہام وتلبیس سابقین کے
بطالات وکفریات مین داخل کیا تھا اب نہین معلوم کہ اپنی اس امام
المحدثین کا فرمان سنکر کس بیابان مین جاکر اپنے کو ہلاک اور جامہ زندگی کو
چاک کرینگے اگرچہ سابقا حدیث نبوی دربارہ مرجبہ وقدریہ مشکوۃ
سے ذکر ہوئی اب یہانپر بعض آئمہ اعلام کا قول دربارۂ مذہب ارجاء
نقل کیا جاتا ہی اور بغرض اختصار ترجمہ پر اقتصار ہوتا ہی ابن جوزی

ابو یوسف مرجی

مرجی ہونا اکثر اجلہ علمائے اہلسنت کا

تلبیس ابلیس مین کہتے ہین کہ مرجیہ قایل ہین کہ جو اقرا لشہادتین کرے
اور تمامی صغائر و کبائر کا مرتکب ہو وہ ہرگز داخل آتش جہنم نہوگا
حالانکہ یہ عقیدہ مخالف ہی حدیث صحیح کے کہا ابن عقیل نے کہ بیشبہ
موجد مذہب ارجا کا زندیق تھا کیونکہ صلاح عالم موقوف ہے
اثبات جزا و سزا و اعتقاد وعد وعید پر اور مرجیہ کو چونکہ انکار
صانع عالم کرنا دشوار تھا کہ خوف تھا مبادا احکام شرعی جاری ہون
اور عوام الناس نفرت کرین اور غرض تحصیل دنیا فوت ہوا ور رشد انکے
زیادہ ہون اسیلئے اصل جنت و نار کا انکار کیا اور سیاست شرعی کو
باطل و بیکار ٹھہرایا پس یہ فرقہ بدترین فرقہ اسلام ہی انتہی ملخصا
شاید ہمارے مخاطب چونکہ مقلد ابو حنیفہ مرجی کے ہین اسیوجہ سے اکثر ہفوات
و کفریات خصوصا نسبت خلاصہ موجودات جناب امیر و امام آخر الزمان
علیہم الصلوۃ والسلام من اللہ المنان استعمال فرماتے ہین کہ جب
روز جزا کی باز پرس کا ایمان ہی نہین ہے تو پھر دل کا حوصلہ کیون
نہ نکالین اور ذریات طیبین خیر المرسلین کے بارہ مین سنت اپنے
خال المومنین امیر المومنین معاویہ کی جس سے بنیاد بے بنیاد سنت
و جماعت قائم و مستحکم ہوئی ہے کیون نہ جاری کرلین غیر مخاطب
کیواسطے قیامت کبری و حادثہ عظمی یہ ہے کہ خطیب بغدادی جسکی
فضائل و مناقب بستان المحدثین شاہ صاحب مین قابل ملاحظہ
ہے وہ دجال موعود انہین امام اعظم سفیان ابو حنیفہ نعمان کو
کہتے ہین جیساکہ مختصر تاریخ خطیب مین ابو علی یحیی جزلہ فرماتے ہین
وختم ای الخطیب الابواب المختشۃ بان قال ذکر ما قالہ

العلماء فی امر رایه والتحذیر فیه الی ما یصل بذلک من ذکر اخبارکم وبلاء یا الطعن علی من قال بالرای وما ورد من الاخبار فیهم فسلک مذهب النظام ومن تبعه من نفاة القیاس سواء واورد اضعف شبهاتهم واورد السباب وانه دجال هذه الامة وانه ما ولد فی الاسلام مولودا ضر منه انتہی یعنی ختم کیا خطیب بغدادی نے اپنے اُس باب کو جسمین اُسنے ذکر ابوحنیفہ کیا تہا اُن اقوال پر جو علما نے دربارہ اُسکے رائے وقیاس کے کہا ہے اور رد جو قایل لعمل بالرائے ہوا اُسپر طعن کیا یہانتک کہ کہا خطیب نے ابوحنیفہ دجال اس امت کے تھے اور کوئی مولود اسلام کو ضرر پہونچانیوالے اُن سے بڑھکر اسلام مین پیدا نہین ہوا انتہی ملخصا اقول سچ کہا کہ حقیقت مین ان ابوحنیفہ سے بڑھکر ضرر پہونچانیوالا اسلام کا کوئی نہ تھا بشرطیکہ ثلاثہ کو اسلام سے بہی خارج کرین جیسا مولود فی الاسلام سے خارج تھے بہرکیف اب یہ عقیدہ حل ہوا کہ جب مخاطب مقلدین دجال سے ہے تو کیونکر وجود ذی جود حضرت صاحب الامر والزمان علیہ السلام کا انکار نکرے اگر بوجہ غیبت واختفا موقع تلوار دستان کا نہین ہی تو قلم وزبان ہی سے حمایت اپنے امام دجال کی کیون عمل مین نہ لاوے ہرگاہ فقط محبت عثمان متابعت دجال کو کافی تہی جیسا کہ ذہبی نے میزان مین وہب سے روایت کیا ہے عن حذیفة انه قال رسول الله ان خرج الدجال تبعه من کان یحب عثمان انتہی یعنے کہا حذیفہ نے کہ فرمایا

حل عقدہ

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر خروج کرے دجال تو اسکی متابعت
کرینگے دوستان عثمان انتہی تو مخاطب کہ مقلد دجال ہین ان کے
تابعان دجال ہونے مین کیا عذر ہے بلکہ بمفاد ہزار لعنت علی
الطنبور عداوت انکی بہ نسبت دجال کے زیادہ ہوگی خامساً
امام غزالی اپنی کتاب منخول مین فی کتاب التقوی کہتے ہین کہ محصل
اُسکا یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ مجتہد نہ تھے اسلئے کہ وہ لغت نہین جانتے تھے
اسیلئے لو رماہ بابو قبیس کہا اور معرفت حدیث بھی اُنکو خوبی نہ تھی
بلکہ کچھ نتھی اسیلئے احادیث ضعیفہ پر اُنکا عمل تھا اور احادیث صحیحہ کو رد
کرتے تھے بلکہ وہ فقیہ نفس بھی نہ تھے کہ اپنے کو بتکلف فقیہ بناتا تھا انتہی
اور کتاب الترجیح مین اسی کتاب کے کہا نقلاً عن قاضی ابی بکر کہ نظر غیر
متفاوت دو قسم پر ہے ایک وہ جو بمنزلہ بدیہی ہی مثل اسکے کہ گلا گھونٹ
کر مارنیوالا بھی عمداً قتل کرنے والا ہے اور جو اسکے خلاف گمان کرے
وہ احمق ہی اور اسمین مخالفت ابوحنیفہ کی ہمکو پروا نہین ہی کیونکہ ہمکو
یقین ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی دس حصہ مذہب سی نو حصہ مین بڑی
خطا کیا ہی اور نیز اُسی کتاب مین ہی کہ کہا شافعی نے استحسان شرعاً فرود
ہی اور بعض مریدان ابوحنیفہ نے کہا کہ استحسان پر کوئی دلیل نہین
قائم ہی اور یہ کلمہ کلمہ کفر ہی اور پھر اُسی کتاب مین ہی اما ابوحنیفة
فقد قلب الشریعة ظهرًا لبطن وشوش مسائلها وغیر
نظامها یعنے ابوحنیفہ نے اُلٹ دیا شریعت کو پشت کیطرف اور مسائل
کو تشویش مین ڈالا اور اُسکے نظام کو متغیر کردیا بعد اسکے امام غزالی
فرماتے ہین دلولا شدة الغباوة وقلة الدرایه وتدرب

ابوحنیفہ نے نو حصہ مسائل مین خطا کیا ہی

القلوب علی اتباع التقلید والمالوف لما تبع مثل ھذا المتصرف
فی الشرع من سلم حسہ فضلا عمن یستند الی نظرہ ولھذا اشتد
المطعن والملعن من سلف الائمۃ فیہ الی ان اتھموہ
یرد من حرم الشرع انتہی یعنی اگر شدت غباوۃ وقساوت فہم اور میلان
دلونکا طرف تقلید کے اور مالوف ہونا ساتھ طریقہ ابائی کے نہوتا تو کبھی
ایسے شخص متصرف فی الاسلام کی متابعت نکرتا وہ شخص جسکا حس و
ادراک صحیح ہوتا چہ جائیکہ صاحبان نظر اُسکی متابعت کرین اسیوجہ سے
آئمہ اسلاف سے لعن وطعن شدید ہوا کیا بہ نسبت اسکے یہانتک کہ
لوگون نے انکو مخربین شرع سے شمار کیا ہی انتہی جاے غور ہی کہ یہ
امام غزالی لعن کو مطلقاً حتی البہایم بلکہ ابلیس لعین سے منع کرتے
ہین اور یزید پلید تک پر لعن کرنیکو منع کرتے ہین بلکہ ترحم وصلوۃ
کو جائز رکھتے ہین اور بجز کفار یقینی کے کسی کے لیئے لعن کرنیکو نہین
جائز رکھتے معہذالک امام اعظم سنیان ابوحنیفہ کے لیئے لعن وطعن
کو اپنے آیمہ سلف سے نقل کرتے ہین فاعتبروا یا اولی الالباب
ان ھذا الشئ عجب العجاب سادساً صاحب قاموس مجدالدین
فیروزابادی بھی قایل بکفر ابوحنیفہ ہین جیساکہ ابن جوزی نے
کتاب منتظم مین لکھا ہے قد کفر اباحنیفہ مجدالدین الفیروزابادی
سابعاً اعجب امور سے یہ ہی کہ شیخ بخاری جسکے کلام کو یہ حضرات اصح
الکلام بعد کلام الباری جانتے ہین وہ بھی تصریح کرتے ہین کہ ابوحنیفہ
سے بڑھکر کوئی اسلام مین پیدا نہین ہوا چنانچہ تاریخ صغیر بخاری
مین ہے قال حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا الفزاری قال

کنت عند سفیان الثوری فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشام عنہ انتہی یعنے حدیث کیا مجھسے نعیم بن حماد نے کہ حدیث کیا مجھسے فزاری نے کہ کہا مین بیٹھا تھا سفیان ثوری کے پاس کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئی سفیان نے کہا شکر خدا وہ مرگئے اسلام کو ٹکڑی ٹکڑی کرتے تھے اُنسے بڑھکر کوئی ایسا اسلام مین پیدا نہین ہوا انتہی ومزید توضیح ہذا المقام فی المجلد الاول من استقصاء الافحام وعمارۃ المساجد وظفر المبین وغیرہما من رسائل المتسمین انفسہم بالمحدثین کیون مخاطب صاحب پہر ایسے شخص مرجی جہمی خارجی ناقض الاسلام اشام الناس جاہل مطعون ملعون دجال ہذہ الامہ بقول علمائکم البارعین وائمتکم الکاملین کی طرف آپ اپنی نسبت کرتے ہین اور بفخر ومباہات اپنی کو حنفی کہتے ہین اور محمدی کہنے ہین عار وننگ سمجہتے ہین اگر آنحضرتؐ کیطرف بوجہ کمال بغض وعداوت نسبت نکرتے تو اپنے خلفاے ثلثہ ہی کو جو اجداد سے آپکے ہونگے اپنی نسبت کرکے اپنا دلشاد کرتے اگر انکو دفتر پارینہ سمجہکر ننگ آتا تو ابوالحسن اشعری سے جو اصول مین امام ہین رشتہ لگاتے کیا فروع ہی مین ضرورت تھی اصول مین کچھ حاجت نہین ہے کیا خوب بعض عرفاے ظرفا نے کہا کہ مذہب شیطان اصولاً موافق ابوحنیفہ کے ہے کہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کہا جو قیاس ابوحنیفہ سے بدارج بہتر ہے اور فروع مین موافق اشاعرہ کہ کہا رب فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم کہ نسبت اغوا خدا کیطرف کیا جو عین مذہب اشاعرہ ہے کہ جملہ افعال مین بندہ مجبور ہے اور فاعل حقیقی خدا

شیطان اصول و فروع اہلسنت

ہی کما مروی ہی من بعد انشاء اللہ جو آپنے سبھونکو ترک کرکے یعنی رسولخدا کو
اور اپنی خلفاے ثلثہ کو اور اپنے ابو الحسن کو جو صحابی رسول کی اولاد
و احفاد سے تھے چھوڑ چھاڑ کر ابو حنیفہ کے گلے پڑے جو نہ صحابی تھے
نہ خلیفہ زادہ بلکہ غلام زادہ تھے جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے رسالہ
مناقب شافعی مین لکھا ہے لان الناس اتفقوا علی ان ابا حنیفہ
کان من الموالی الخ یعنے سب کا اتفاق ہی اسپر کہ ابو حنیفہ غلام آزاد
کردہ کی اولاد سے تھے الخ بالجملہ امام غزالی کا قول واقعی بہت صحیح ہی کہ
جس شخص کا حسن ادراک صحیح و سلیم ہوگا وہ کبھی تقلید ابو حنیفہ کی نکریگا
چہ جائیکہ عالم یا صاحب نظر ہو چنانچہ تصدیق اسکی مخاطب کی عبارت
سراسر خسارت پر خرافت سے جو مصداق ان انکر الاصوات
لصوت الحمیر ہے ضرب منکر کی تحریر و تقریر سے ہوگی جو شخص ان نمایات
ابن حنیفہ کو دیکھیگا بیساختہ ہنسے گا اور کہیگا کہ بیشک یہ خبط الحواس
مقلد اسی اشام الناس کا ہی نعوذ باللہ من شر الوسواس الخناس
الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس
قولہ قادری منعمی اقول اولا یہ نسبت ثانی تو اول سے بھی کچھ زیادہ
افحش ہی شاید یہ فرقہ رافضیہ کیطرح نسبت کیا ہے جسکی شاکین
لعنۃ اللہ علے داخل النسب علی خارج النسب علی رفض النسب مشہور
ہے اور بجز پیر ما خس است و اعتقاد ما بس است از روے فن انساب
اسکا پتہ و نشان نہین معلوم ہوتا ہی شاید اسی نسبت کی نحوست سے
مخاطب کو بھی اپنا نسب معلوم نہوا جو اپنے رسالہ منکر مین درج کرتا
مقتضائے عقیدت و منشائے ارادت بھی یہی ہی سہ بیٹا وہی قدم

ف ابو حنیفہ غلام زادہ تھا۔

بقدم ہو جو باپ کے ۞ بالجملہ اس شخص مجہول الحال کے بارہ مین
ایسا دروغ بیفروغ مریدون نے مہیا کیا ہے کہ جسکے دیکھنے سے استکراہ
ہوتا ہی اور اسلام مین اُن مریدون کے اشتباہ فضیلت مبدل بہ
فضیحت و عزت متغیر بذلت ہو جاتی ہی اگر قدر قلیل اُسکا بیان ہو
دفتر ضخیم و طویل مین جمع اُسکا خارج از امکان ہو اور حضرت امام
ابوحنیفہ سابق الذکر بمقابل اُنکے اولیاے کامل مین شمار کئے جائین
اور رجال لنکے ائمہ کرام سے قرار پائین تکلف تو یہ ہی کہ خلفا کیسے
بلکہ جناب رسالتمآبؐ پر بہی معاذاللہ تفضیل و تقدیم دیتے ہین ایک شمہ
اُن خرافات کا یہ ہی کہ کہتے ہین شب معراج یہ حضرت جناب رسالتمآبؐ
سے پہلے آسمان پر موجود تھے اور جس امر مین آنحضرتؐ عاجز و ناچار ہوتے
تھے یہ ناصر و مددگار ہوتے تھے یہانتک کہ حضرت کے مرکوب بنے اور
مرکوب اول سے بہی زیادہ مرغوب ہوئے جسکی جلد و کرایہ مین گیارہوین
بارہوین تقسیم ہوئی اور اس انعام کی اُنکے بڑی توقیر و تکریم ہوئی کہ
آج میرا پیر تیرے کاندھے پر اور کلمہ تیرا پیر سب اولیاؤن کی کاندھے
پر معاذاللہ ع خر ازپاے رنجیدہ و پشت ریش ۞ کب لیاقت اسکی
رکھتا ہی کہ براق پر سبقت لیجاے اور نبی کی مدد کر سکے یا انبیا و اولیا
کے دوش مبارک پر قدم دھر سکے سہ خر عیسےٰ اگر بمکہ رود چہ باز
آید ہنوز خر باشد ۞ باقی رہی تفضیل مرکب اول کہ وہ خود خر یا
بگل ہی حضرات شیعہ کو اختیار ہی کہ جسطرح چاہین اُنکی تشہیر کرین
ثانیاً اجتماع نسب رضوی و قادری مین جو محالات لازم آتے ہین
وہ معلوم ثالثاً بعد دعوے نجات رفض سے جو اعلیٰ مدارج عرفان سے ہے

بہ تحقیق شیخ رئیس مدعی تصوف ہونا التعسف محض ہی رابعاً در بارۂ نسبت
ثالثہ یعنی منعمی ان دونون سے زیادہ کلام ہی جیساکہ ظاہر عند اولے
الافہام ہی قولہ حضرات شیعہ ہداہم اللہ اقول الحمد للہ کہ اس مقام مین
بفضل باری بمصداق کلمۂ حق بر زبان جاری مخاطب متعسف سے کئی
امر ظاہر ہوے جو دلیل صریح کرامت وحقیت حضرات علمائے شیعہ کی بمقابل
علماے اہلسنت والجماعت کی ہے اولاً شرف تقدم بالذکر کما قال اللہ
تعالے السابقون السابقون اولئک المقربون ثانیاً اضافہ لفظ
حضرات جیساکہ شایان بزرگان دین ہی ہر چند کسی مسخرے نے مسخراپن
کیا ہوگا لاریب کہ کلمۂ حق ولو ارید بہ الباطل کا مصداق ہی ثالثاً قول ہداہم
اللہ انکے واسطے یا اقرار واخبار واظہار آنحضرات کی حصول ہدایت
کا ہی کما ہو اصل صیغۃ الماضی یا دعا وتحیت انکے لیئے ہے جیساکہ اہل
ایمان وہدایت کیواسطے یہ ادب اہل ادب خصوصاً اہل عرب ہی
اور خدا نے ہمکو روز وشب کے فرائض ونوافل مین اگاون بلکہ
باون مرتبہ اہدنا الصراط المستقیم کہنے کا حکم دیا ہی پس جس بات کو ہم
خود کہتے ہین اگر کفار وفجار نے بہی ہمکو کہا تو ہم بہت خوش ہین برا
نہین مانتے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء قولہ علماء اہلسنت والجماعت
کثرہم اللہ اقول دشمن دانا بہ از دوست نادان علاوہ تاخیر وتحقیر
علماے اہلسنت کی مخاطب نے کلمۂ دعائیہ مین عجیب ظرافت کیا ہے
جسکا سبب بجز جہالت وحماقت کچہہ معلوم نہین ہوتا اگر یہ لوگ ہدایت کے
لائق نہ تہے تو دوسری کوئی دعا دی ہوتی یہ دعا تو درحقیقت بد دعا معلوم
ہوتی ہی حقتعالی کلام مجید مین فرماتا ہی لا یستوی الخبیث والطیب

ولو اعجبک کثرۃ الخبیث یعنے نہین برابر ہوتا خبیث وبدذات وطیب وپاکذات اگرچہ خوش آوے تجھکو کثرت خبیث کی اور پھر فرمایا لاخیر فی کثیر من نجوٰیھم واکثرھم لایعقلون اور پھر فرمایا وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ یعنے اگر تو اطاعت کریگا اکثر اُن لوگونکی جو اہل زمین سے ہین تو گمراہ کرینگے وہ لوگ تجھکو راہ خدا سے پس اگر علماے اہلسنت کثیر ہون جیسا کہ ہمیشہ سے کثیر ہین تو بیشک حسب فرمان ایزدی جسمین تبدل وتغیر ناممکن ہے وہ لوگ اپنے تابعین ومطیعین کو راہ خدا سے گمراہ کرینگے جیسا کہ گمراہ کرتے ہین اور شیعہ بسبب جور وقتل جائرین ظالمین کے قلیل ماھم وقلیل من عبادی الشکور کے مصداق تھے اور ہین ومعذلک غالب ہین جیسا کہ پروردگار نے خود فرمایا کہ من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلاً قول دست وگریبان ہین اقول باعتبار تحریر مہذب رعایت لف ونشر مرتب دست حق پرست حضرات علماے شیعہ وگریبان علماے اہلسنت وجماعت ہے اور یونہی قیامت مین بھی پیش شفیع روز جزا ہوگا انشاءاللہ جسطرح مظلوم ظالم سے طلب حق کرے یا اہلحق اہل ظلالت ونفاق پر غضب اُسوقت آپ اس آیت کے مطابق پکارینگے فما لنا من شافعین ولاصدیق حمیم قولہ مصداق آیہ کریمہ ان الذین اہ اقول اس آیہ کو اس مقام پر پڑھنا اور تعریض مذہب شیعہ پر بلفظ شیعًا کرنا کمال سفاہت وحماقت وجہالت ہے شیعہ وشیع مثل فرقہ وفرق دونون مین فرق وحدت وکثرت ہے

پس شیعہ اثنا عشری کہ فرقہ واحدہ ہی ہرگز مصداق شیعاً بصیغہ جمع
نہین ہوسکتا ہے بلکہ اطلاق شیعہ اینر مماثل ہے انّ من شیعتہ لابراہیم
کے اور فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ کہ جو حضرت
موسی کے حال مین ہے آرے مصداق الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً
کے محبان ثلثہ ہین کہ کوئی معتزلی ہے کوئی اشعری کوئی ماتریدی کوئی
حنفی کوئی شافعی کوئی حنبلی کوئی مالکی کہ اصولاً وفروعاً باہم مختلف ہین
اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے فہم مصداق کلہم فی النار واما نحن فرقہ
واحدہ ناجیہ کما اخبر بہ النبی المختار بقولہ من تمسک بہما وبقولہ من رکبہا
نجی قولہ تفریق انکی جماعت مین چاہتے ہین اقول جسطرح جناب سید
الشہداء خامس آل عبا روحی لہ الفداء وعلیہ التحیۃ والثناء نے بروز
معرکہ کربلا فرمایا تھا اللھم شتت شملھم بلیشک تناسی مصدر
الکتایب مظہر العجایب مظہر الغرایب اسد اللہ الغالب علیہ الف
صلوۃ من اللہ الملک الواہب قاسطین ومارقین وناکثین ومخالفین
ومعاندین ومنافقین ومنحرفین عن طریقہ اہلبیت طاہرین علیہم
السلام کی جماعت مین فرقت وتفریق کرنا اور اہل بطالت کی اجماع
کی تخریب کرنا چاہیتے ہین تا ہملوگ مصداق ولکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ کے ہون اور مقاد وجادلہم بالتی ہی احسن پر عمل
کرین واللہ خیر مستعان قولہ ید اللہ علی الجماعۃ اقول یہ جماعت شیعہ
مومنین کی ہے جسکو جناب امیر نے وان قلو فرمایا کہ اہلسنت
اس جماعت سے خارج اور اہل فرقت وبدعت مین داخل و
والج ہین وان کثروا چنانچہ کنز العمال ملا علی متقی بتوبیب جمع الجوامع

ف ید اللہ علی الجماعت

ص ۲۱۰ / ۴۵۵ کنز العمال نصف ثانیہ

سیوطی مین ہے جناب امیرالمومنین سے فاما اهل الجماعة
فانا ومن اتبعنی وان قلوا وذلك عن امر الله ورسوله
فاما اهل الفرقة فالمخالفون لی ولمن اتبعنی وان کثروا و
اما اهل السنة فالمتمسکون بما سنه الله لهم ورسوله و
ان قلوا الخ یعنے اہل جماعت ہم ہین اور ہماری تابعین اگرچہ کم ہون اور
اہل فرقت ہماری مخالفین ہین اور جولوگ ہماری مخالفین کی تابعین سے
ہین اگرچہ وہ لوگ تعداد مین زیادہ ہون اور اہلسنت وہ ہین جو متمسک
بسنتہ خدا وسنتہ رسول ہون اگرچہ وہ لوگ قلیل ہون الخ جسکی تفصیل
بعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگی اور سنی اہلسنتہ وجماعت ہین الذی احدث
امیہ باغیہ والاخری ہاویہ نہ اہلسنت رسول مقبول اور نہ اہل جماعت
زوج بتول اور اگر ایسا نہوتا تو معاویہؓ کو بڑا کہنے پر عو عو نکرتے اور
اسی سبب سے جس سال معاویہؓ کی خلافت پر اتفاق کیا ہی اسکا نام
سال جماعت رکھا ہی فاجمعوا کیدکم وسیهزم الجمع ویولون الدبر
بہرکیف یہ حضرات مصداق لایومنون به وقد مضت سنة الاولین
کے ہین قولہ جسکا محافظ خدا ہی اقول خدا فرقہ باطلہ کا محافظ کبھی نہین ہی
بلکہ بطور انک من المنظرین انکو چھوڑ دیا ہی جیساکہ کفار یہود و نصاری
وشیطان ومجوس کو کذلك نستدرجهم من حیث لایعلمون
واملی لهم ان کیدی متین کا مصداق بنایا قولہ برابر اہلحق یعنے
علماے اہلسنت وجماعت کے زیر ہی رہا اقول زیرہ وزبر ہونیکا شاید
ہم پیچھے آپکے پیش کرینگے مگر پہلے تو آپ ہی نے شکست فاش کھائی اپنی
جماعت کو بدشگونی دکھائی کہ لفظ اہلحق کو مبتداے مفسر بنایا اور

لفظ (یعنے اہلسنت و جماعت کو) اُسکا مفسر ٹھہرایا اور لفظ زید سے
اُس مبتدا کی خبر لائے اس ترکیب عجیب سے اپنی علما کو زید کیا اور
شیعونکو اُنکے اوپر چڑھایا حضرت سلامت کوئی شیعہ کبھی مغلوب
نہین ہوا والحق یعلو ولا یعلےٰ علیہ اور شاہد دلربا آپ کا شاہد مکر و
زور ہے اور دلفریبی اُسکی متاع فریب و غرور ہے ولنعم ما قیل سے ایک
رہزن راہ عقل و دین ہے ٭ صد آفت جان وہ نازنین ہے ٭ ظاہر مین
عروس خوشنما ہے ٭ باطن مین عجوز بدلقا ہے ٭ دانا ہین کمر شکستہ اُسکے
٭ نادان ہین شکار بستہ اُسکے ٭ لیکن اس شاہد مکار کا حال عنقریب
آپکو معلوم ہوتا ہے کہ فحول علما کے انظار ثاقبہ سے ہزاران فضیحت
ہو چکا ہے اُسکو شاہد کہنا اور ابکار افکار سے قرار دینا یا زبان
سے اُنکا نام لینا کم از بیحیائی ذوات الاعلام امہات عمرو العاص
وغیرہ من الایام نہین ہے وکفی بہ شہیدا قولہ چنانچہ شاہد عادل
اقول اولا قابل لحاظ منصف یہ دروغ مدعی ہے کہ جس مذہب مین
نعوذ باللہ نہ اعتقاد خدا کی عدالت کا ہو نہ رسول نہ خلیفہ نہ امام
جماعت کی عدالت کا پس اسمین شاہد عدل کا وجود کیونکر راست
ہوگا مگر یہ کہ جیسا کہ برای نام خلیفہ ثانی کیواسطے تقدیری عدل فرض
کیا گیا ہے یہان بھی شیعونکے فریب دہی کے لئے گواہ فرضی عادل بنایا
جاوے تو یہ بحجز شیعونکے نزدیک غیر اثنا عشریہ کلہم غیر عادل بلکہ فاسق
فاجر یا کافر ہین عموماً و ناصب عداوت اہلبیت خصوصاً پس جب
شاہد مدعی مقبول عدالت نہوا اصل دعوی بھی زید ہونیکا بلشبہ ہوکر
محض جھوٹ اور غیر ثابت و غیر قابل سماعت سمجھکر خارج کیا گیا ثانیا

مدعی جسکو شاہد عادل کہتا ہی اسلاف اُسکے سے مثل عبداللہ بن زبیر بدمذہب
اسلام مین بمقدمہ کلاب اب جواب اول موجد شہادت دروغ ہوا
اور بچپلے آدمیونکے ساتھ اسی جھوٹی گواہی کی بدولت بدنام و رسوائے
عام ہوے اور خود یہ شاہد عادل مخاطب اکثر بجرم دروغ حلفی و
الزام سرقہ ماخوذ ہوکر رسوا و فضیحت ہوچکا ہی ویل ہزار ویل حیف
صد ہزار حیف الخضرات سینہ کی عقل خام پر کہ ابھی تک ایسی ایسے
جاہلین سارقین فضیحۃ الشیاطین کے نام لینے والے موجود ہین حالانکہ
اس فرقہ جاہلہ سے جسکو کچھ بھی شرم حیا ہی وہ نام بھی اس رسالہ کا
نہین لیتا بلکہ عند التذکرہ نام سنکر شرماتا ہی اور سر جھکا لیتا ہے
کہ اس رسالہ سرمایہ فساد نے اپنے مذہب کی قلعی کھولدی اور جو
کچھ کہ رازہاے مخفی انکے مثل خرقہ کہنہ مستورات مستور رہتے وہ
طشت ازبام اور شہرہ عام ہوگیے چوری سینہ زوری اسیکو کہتے
ہین مال حرام بود بجاے حرام رفت تصنیف کسکی اور کسکا نام ہوا
محنت کسکی اور کسکا کام ہوا کس ہمالکاہی سے تونصر اللہ کابلی نے کچھ
اکذوبات اور افتراات جمع کیے اور رسوا قع کو لکھا بیچارہ مشہور
کرنے بھی نہ پایا تھا کہ مورد صاعقہ اجل موعود ہوکر داخل قوم عاد
وثمود ہوا وہ جیفہ کثیفہ مال بیت بلا کلفت وزحمت شاہ عبدالعزیز
پسر شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہاتھ لگا اُسکو حلواے بے دود علق نفیس
جانکر حرز جان بنایا فارسی مین ترجمہ کرکے اپنے نام نامی کو مریدون
مین بلند کیا اور دجال و شیطان کو بعد مدت خرسند کیا مگر اہل انصاف
کے نزدیک سارق کی دغابازی اور موسی کے روبرو سامری کی

ثبوت سرقہ شاہ صاحب

سحر سازی کب چھپ سکتی ہی یہانتک کہ سرقہ ثابت ہوگیا اور مال مسروق بھی برآمد ہوا آخر سارق کا پیش حاکم حقیقی چالان ہوا اور سزایاب بھی بحبس دوام مجبس اسفل النیران ہوا ہر چند اسکا روبکار و اظہار طبع ہوکر اطراف عالم مین کالشمس فی رابعۃ النہار اشتہار پاچکا ہی مگر مجدد بنظر مزید احتیاط پھر اعلان و اشکار کیا جاتا ہی کہ کتاب مستطاب احیاء السنۃ جو جواب باب ہشتم تحفہ ہے اُسکے حاشیہ پر تمام عبارت صواقع کی جسکا سرقہ بذریعہ ترجمہ تحفہ اثنا عشریہ ہی ۱۲۸۱ ہجری مین بمقام لودہیانہ مطبع البحرین مین طبع ہوکر مطبوع خلائق ہوئی اور مجلد چہارم دافع شبہات ماتریدیہ واشعریہ و قامع بدعات مجوس و قدریہ کتاب مستطاب تنزیہیہ اثنا عشریہ کی جو بمطبع مذکور ۱۲۷۹ ہجری مین طبع ہوئی اور مجلد اول کتاب احکمت ایاتہ واتقنت محکماتہ قاطع عروق کفار قالع اساس فجار و اشرار لمعہ برق غضب جبار قہار شعشعہ ذوالفقار حیدر کرار اعنی عبقات الانوار فی امامۃ الایمۃ الاطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام من اللہ الملک الغفار کی جو بمقام لکھنؤ ۱۲۹۲ مین طبع ہوئی ہے جہان جہان عبارت تحفہ متن مین مندرج ہی وہین حاشیہ پر عبارت صواقع بھی مرقوم ہی جو چاہے دیکھ لے کہ شک و شبہہ کلا جو دنرھی تا آلتنا خود رشید الدین خان شاگرد رشید شاہ عبدالعزیز نے بھی ان سرقونکو بتاویل علیل تسلیم کیا ہی جیسا کہ شوکت عمریہ مین بجواب استراق تحفہ کہا چون کتاب صواقع بر طرز بدیع واقع است لہذا صاحب تحفہ کتاب خود را بر نسق آن تالیف کردہ ترتیب اکثر ابواب

صـ ۱۷ ورق
شوکت عمریہ

وذکر مجمع الرّحامیہ بر نسق آن لیعمل آوردہ لہذا البعض مضامین تحفہ بالبعض
مضامین صواعق مماثل ونسق ہمدیگر متشاکل گشتہ الخ ثم قال بانکہ باب
تولا وتبرا کہ منجملہ معظم ابواب تحفہ باعتبار شدت نفاست تحقیقات است
راسا در صواعق مذکور نمیست الخ جس سے اثبات مدعا بخوبی ظاہر ہے
اور ازانجا کہ افتراق جزئی کو مثل فارسیت وعربیت یا اضافہ باب تولا
وتبرا کو باوصف اتحاد جمل مضامین کوئی عیب سرقہ سے بری نہیں
کر سکتا اور نہ مطلق تماثل کو مثل شرح مواقف ومقاصد کوئی سرقہ
کہہ سکتا لہذا عیب سرقہ شاہ صاحب بحال رہا اور حیدر علی
فیض آبادی نے بھی اسیوجہ سے اپنے منتہی الکلام کے بری ہونے
پر عیب سرقہ سے بہت سا فخر ومباہات کیا ہے یقین ہے کہ یہ دو گواہی
آپکے دو مرشدونکی زیادہ آپکے نزدیک قابل سماعت ومستند ہوگی
وذلک کاف لمن لہ عقل سلیم رابعا قرینہ قویہ سرقہ کا یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ شاہ جی جنکا نام مخاطب نے عبد العزیز لکھا ہے اور
مشہور بھی یہی ہے تحفہ مین نام کو مع باپ دادا کے نامون کے بھی
چورا گئے اور بخوف گرفتاری بقول شخصے چور کی ڈاڑھی مین تنکا اپنا
نام اصلی ظاہر نکیا بلکہ بنام فرضی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین
احمد بن شیخ ابو الفیض دہلوی منسوب کیا گو بعض ہوا خواہ انکے چوری
کے بہائی گرہ کٹ یہ جواب دیتے ہین کہ ان ثلثہ کا یہ بھی نام تھا مگر
اہل عقل ایسی عیاریان اور مکاریان بخوبی سمجھتے ہین کہ بالفرض تسلیم
نام مشہور کو ترک کرنا اور تقیۃ اسم غیر معلوم کو اختیار کرنا بلا وجہ
نہین ہے شاہ صاحب بھی یقیناً جانتے تھے کہ یہ جرم سنگین مخفی نہ رہیگا

آخر محکمہ دار العلوم مین ضرور پیش ہوگا تو اپنے نام کو چھپانا ہی بہتر سمجھے تا وقت دار و گیر سزاے قطع ید و تشہیر سے شاید محفوظ رہین مگر نوشتہ تقدیر کو کیونکر مٹاتے مکروا مکرا واللہ خیر الماکرین خامسا بعد غض بصر و قطع نظر کرنے اِن سب امور سے اب اصل تحفہ کیطرف غور کرنا چاہیئے اور اسی سے حقیقت اُسکی سمجھنا چاہیئے کہ باوجود اسکے کہ مولف اُسکا کیسا سارق شاطر اور کیا داہر تھا خود آپکے حیوۃ مین تحفہ کے کتنے جوابات اہلحق کیطرف سے لکھے گے مگر بجز سکوت کے کچھ جواب نہو سکا اور روبرو شیران نبرد کے وہ روباہ صفت یا برادران اُسکے سگ زرد پھر سر نہ اُٹھا سکے اسیطرح آجتک اُسکے ہوا خواہان مذہب مین سے کسیکو لیاقت و جرات ایسی نہوئی کہ اُن اجوبہ حقہ کی تردید کر سکے ہر چند سلاطین نے اِس مذہب کے مثل قارون خزانہ جمع کر دیا اور مصر کے سوختہ کتابونکا سا کتب خانہ رامپور مین فراہم کیا مگر سخن حق کا کیا جواب ہی اور ذرہ کی کیا حقیقت بمقا آفتاب ہے لیکن فی الحقیقت بیحیائی کا خاتمہ بھی انھین سنیو نپر ہے کہ باوصف پانے جوابات دندان شکن و تردیدات مدلل و مبرہن کے مکنی مرغونکی طرح پھر مقابلہ کا ارادہ کرتے ہین اور مثل اپنے اسلاف کے کہ ہر جنگ مین فرار ہی کرتے تھے اور پھر ہتیار لگا کر سپاہیون مین ملے نداتے رہین لہذا بمناسبت مقام و رفع الزام کچھ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابونکا نام یہان مرقوم ہوتا ہی تا بخوبی واضح ہو جاے کہ جاء الحق کا مصداق کون ہوا اور زہق الباطل کا کون اور رسول و اہلبیت کا تابع و مطیع کون ہے

اور عمرؓ و ابو بکر کا ساتھی کون اصل فتح و شکست یہی ہے زبانی زیر و
زبر کا کچھ اعتبار نہین بہت اندھے حافظ قرآن ہین زیر کی جگہ زبر
اور زبر کی جگہ زیر پڑ جاتے ہین اور تراویح طولانی مخترع ثانی
مین وضو کو شکست فاش دیا کرتے ہین یہ زیر و شکست قلعہ امعا
کی بند و بست کا کون ایسا آپکو سرمایہ فخر و ناز ہے ازینجا است کہ جب
کاتبان قضا و قدر نے خرجین دفاتر اعمال کا وزر پشت کابلی پر بار
کر کے طرف ملک عدم ہکایا اور طویلہ دنیا اُس جانور سے خالی نظر آیا
تو شاہ صاحب نے فرصت غنیمت جانکر پس خوردہ کابلی سے بسرقہ
کشکول اپنا بھر لیا اور نمک و مرچ اپنے ترجمہ کی صرف کر کے گزک
تحفہ درست کی پھر تو ہمشیرہ بونکی خوب بن پڑی خراب نبیذی عمری
مین کہ جسکو اضربوا شیطانہ بالماء فرماتے اور شیرہ بوجہلی مین پانی
ملاتے اُسکا مصرف ہوا حالت نشہ نے کیا کیا بیخودی و بیہوشی دکھائی
یارونکو کیا کیا فلک السیر کی دھن سمائی ورق الخیال کے پتے لگائے
برج الصنم کی بدلی ضمی قریش مین دھیان جماے ہنوز یہ مے کہنہ
نشہ آتشہ بھی نہونے پائی کہ محتسبان شریعت مطہرہ نے وہ نمک پاشی
کی کہ سارا نشہ ہرن ہو گیا پیالہ تبختر و غرور بالکلیہ چور چور ہوا بجز ندامت
و پشیمانی کے کوئی خمار سر مین نرہا خود شاہ صاحبکی جیوہ مستعار
بھی مبدل بہ شرمندگی و عار ہوئی چنانچہ سب سے پہلے پہلو مین ایک بغلی
گھونسا کہ جس سے کمر ٹوٹے اعنی مصداق السابقون السابقون
اولئک المقربون و سزاوار شرف فضل اللہ المجاہدین علی
القاعدین آیۃ اللہ المنان فی العالمین کاشف اسرار القرآن

ف اس مقام پر ایک لطیفہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب امامت مین اپنی والد شاہ

حاوی علم الابدان والادیان المظفر المنصور بالحجة والبرهان علے عبدة الاوثان کموسی بن عمران علی فرعون ھامان المویذ المجید المسدد من اللہ القوی المتخلص بالکامل جناب الحکیم مرزا محمد الدھلوی جزاہ اللہ احسن الجزاء عن الدین المصطفوی والمنھاج المرتضوی وحشرہ اللہ مع موالیہ من محمد وعلی علیھم الصلوٰۃ والسلام من اللہ العلی کو حق سبحانہ وتعالے نے اپنے کرم وفضل سے مطابق وعلی اللہ نصر المومنین کے اسی سرزمین دہلی پر ایسی توفیق رفیق شامل حال فرمائی کہ جواب باصواب اُس رسالہ سرقہ کے ہر باب کا ایک مجلد کامل مین تحریر فرمایا جسکو مصداق کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر وجواب مفحم لا یتصور مثلہ ولا نظیر اگر کہا جاے تو بجا و درست ہی اور نام اُس کتاب مستطاب کا نزھہ اثنا عشریہ ہی ملقب بہ نصرۃ المومنین وزلۃ الشیاطین جسکو حسب تصریح صاحب معین الصادقین وایماے مولوی حیدر علی فے منتھی الکلام بارہ مجلد مین تحریر فرمایا تھا کہ ایک بدبخت نے اخلاف عمری سے بتاسی اپنی اسلاف تیمی وعدوی واموی کے زہر دیکر اُنکو شہید کیا فرحمہ اللہ وغفرہ ومع موالیہ حشرہ ولا اقال اللہ عن قاتلہ کما لم یقل عن قابل اقیلونی ولست بخیرالخ و فے مفرہ اقرہ بعد اسکے علماے لکھنؤ سے اولاً جناب غفران مآب آیۃ اللہ فی العالمین حجۃ الاسلام مولانا السید دلدار علی اعلے اللہ مقامہ و زاد فی الخلد اکرامہ نے جواب باب دوازدہم مسمی بہ ذوالفقار و

وجواب باب ششم مشہور بہ احیاء السنۃ وجواب باب پنجم مسمیٰ بہ صوارم الہیات وجواب باب ششم ملقب بہ حسام الاسلام تحریر فرمایا کہ مطبوع ہو کر مشہور بھی ہوا بعدہ تلمیذ رشید انکے علامہ کنتوری المؤید من اللہ العلی جناب السید مفتی محمد قلی خان طاب ثراہ وجعل اللہ فی الجنۃ مثواہ نے جواب باب اول تحفہ مسمےٰ بہ سیف ناصری وبرہان امامی وجواب باب دوم مسمےٰ بہ تقلیب المکائد تحریر فرمایا اور جواب باب دہم مسمےٰ بہ تشئید المطاعن وکشف الضغاین تین مجلدین کہ ہر مجلد کتاب ضخیم ہی تحریر فرمایا اور باب امامت کا جواب مشہور نہ ہوا اور جناب سلطان العلماء رضوان مآب روح اللہ روحہ وطیب رمسہ واسکنہ فی فرادیس قدسہ نے بجواب حدیث قرطاس فدک کتاب مستطاب طعن الرماح فی کبد النباح اور متعلق بہ مسئلہ متعہ بارقہ ضیغمیہ اور جواب باب ہفتم مسمےٰ بہ بوارق موبقہ تحریر فرمایا کہ طعن جان ستان اور ضربت برق آتش فشان سے اسکے ہنوز ناشتہ کی روح وادی برہوت مین نالان وفریاد کنان ہی اور علاوہ ان حضرات کی بعض دیگر علماے اعلام وافاضل کرام لکہنو مثل علامہ اوحد الناس جناب مولانا المفتی السید محمد عباس دام ظلہ صاحب جواہر عبقریہ وفاضل مرزا محمد اخباری اکبرآبادی وحسان زمان سبحان علیخان وغیرہم من فضلاء العصر رحمہم اللہ تعالےٰ نے بعض دیگر ابواب تحفہ کا جواب اور فاضل اکبرآبادی نے کل ابواب کا جواب تحریر فرمایا ولم اعثر علیہا الا علےٰ بعض منہا اور جناب مستطاب کرامت انتساب آیۃ اللہ فی العالمین امام المتکلمین ماحی آثار الکفرۃ المبتدعین

باب ۱۲ وباب ۲۰ ذوالفقار
جواب باب ششم احیاء السنۃ
جواب باب پنجم صوارم الہیات
جواب باب ششم حسام الاسلام

قامع قلاع الماتریدیہ والاشعریین حامی شریعۃ جدہ خیرالمرسلین ناصر طریقۃ ابیہ امیرالمومنین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین ظہیر الملۃ والدین کہف الایمان والمومنین ملاذ الاسلام والمسلمین شمس العلماء البارعین بدر الفقہاء المجتہدین بحر العلوم کہف اولی الحلوم قاصم ظہور الجاحدین والمعاندین کاسر اعناق المنافقین قاطع دابر الناکثین والمارقین والقاسطین دافع بقیہ اسلاف الحنین والبدر والخیبر والجمل والنہروان والصفین مولانا ومقتدانا ومولی الکونین علامۃ الزمان جناب السید حامد حسین لازال ظلہ العالی مادام الملوین وابدہ بحرمۃ محمد والہ المصطفین وابدہ الی ظہور حجیۃ الغالبۃ الذی بمنہ یحصل سعادۃ الدارین نے صرف باب امامت کا جواب تیس مجلد کتاب مستطاب عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار میں تحریر فرمایا ہی کہ بعض مجلد اسکے مطبوع ومشہور ہوسے اور بقیہ کو بھی پروردگار عالم باسرع اوان واعجل احیان مشتہر کرے کہ شبہات قلوب منافقین ومنکرین آئمہ اطہار علیہم السلام کے دور ہوں بالجملہ یہ اجمال حال ہے آپکے شاہد عادل خاتم المحدثین کی تصنیف لطیف کا بقول آپکی اور واسے بر حال تالیف کثیف وتحریر خبیث دیگر اسلاف اجلاف آپکے جنکے فضلہ بردار وذلہ خوار یہ حضرت خاتم المحدثین آپکے تھے مثل ابن کثیر وابن جمہور وابن جماعت وابن ثعلب وابن جوزی وفضلہ روزبہان وغیرہ

کے لیس انکین سے ہر ایک اسم بامسمیٰ کو اسی خاتم المحدثین سینہ پر قیاس کرنا چاہیئے کہ یہ جوہر انہیں فضلات کا اور نطفہ اُسی جماعات کا ہی کیونکہ اول باخر نسبتے دارد سہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا قولہ اگرچہ مقابل مین اسکے اقول جسطرح حق و باطل باہم مقابل ہین اسیطرح اہلحق و اہل باطل بہی باہم مقابل ہین لیکن تقابل حق و باطل سے حق مضمحل اور باطل کسی قابل نہین ہوتا حق حق ہی ہے اور باطل باطل و حاطل ہی لا الیستوی الظلمات و النور و لا الظل و لا الحرور کہان شاہ جی کا مکر و زور کہان تجلی الٰہیہ کا ظہور کہان کرمک شب تاب کہان شعلہ طور کہان سحر سحرہ کہان عصاے موسوی کہان طلسم اندرجال کہان اعجاز عیسوی کجا موسیٰ کجا فرعون کجا ہارون کجا سامری کجا محمدؐ کجا مسیلمہ و بوجہل کجا علے اسد اللہ کجا مرحب و عمر سے چہ نسبت خاک را بعالم پاک ہ قولہ مگر خاک آفتاب پر ڈالنے سے الخ اقول حقیقت مین آفتاب عالمتاب وہ دین حق تھا جو برج اثنا عشر سماے امامت مین داہیہ و سائر تھا شاہ صاحب دہلوی نے ادہر اُدھر سے چراکر کچھ خاک اُسپر ڈالی خفافش چشمونکی نظر مین وہ آفتاب تو ظلمات نظر آیا اور وہ ظلمات خاک نور روشن دکھائی دیا مگر توجہ علماے حق نے اُس خاک کو تو وہ خاکستر بناکہ کرما د اشتدت بہ الریح نے یوم عاصف کر دیا فقد تبین الرشد من الغی و الناجی من الہالک فالحمد للہ علے ذلک قولہ خود منھ کی کہا گئے جب صحیح ہوتا کہ شاہ جی اور تلامذہ اُنکے جو ابن الحجر و ابن الصخر کیطرح سنگ دل اور اشد قسوۃ من الحجارۃ مین داخل تھے بعد جواب دندان شکن

پائے کے صم بکم عمی فہم لا یعقلون نہ بنتے اور باوصف اصحاب
معاویہ ہونیکے بمفاد شعر اچھی ذاناب کچھ بھی عوعو کرتے اور مثل
کلاب اب جواب بھی شور وغوغا مچاتے کچھ بھی دعوے باطلہ پیش
کرتے چہ جائیکہ مصداق فبہت الذی کفر کانہ القم الحجر بنیکے صدق
دعوے کے لیئے بھی کافی ہی کہ با وجودیکہ اسوقت شاہ جی زندہ تھے اور شاگرد
رشید ایسے مرید موجود تھے اور مولوی حیدر علی سا یاوہ گو ہرزہ
دراجو کل کتب کلامیہ اہلحق کے رد لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے آمادہ
و مستعد تھے اور مثل مشرکین قریش جگر ریش بہت سی فکرین کین
مگر کچھ سر نہ اٹھا سکے بجز اسکے کہ بعض مباحث پر مجلد نہم تحفہ اثنا
عشریہ کی جو متعلق بجواب باب الفقہ تحفہ ہی بعض شیاطین نے
چند اوراق مثل نامہ اعمال اپنے ہفوات بیہودہ و مقالات مردودہ
سے سیاہ کیئے آخر وہ بھی آخر کو نہ پہونچی تھک کر بیٹھ گئے انہ بعد
اس بحث کا بھی رد نہ لکھ سکے چنانچہ بوجہ مناسبت اسمی اُسکی یسر
الشیاطین نے نام بھی اسکا رجوم الشیاطین رکھا جسکا مال کار بالعمد
واضح و آشکار ہوگا قولہ اور فاضل ملتانی اقول اولا خود یہ غول
بیابانی مرید شیطانی گل ملتانی ناشدنی گردن زدنی کیا ہی جو اسکی
تنبیہ سفیہ کی جو حقیقت مین تو یہ سفیہ ہے کچھ وقعت ہوگی مگر
مثل مخاطب و دیگر جہلا کے کہ جو ہر کافر و فاجر کو خلیفہ رسول اللہ
و امیر المومنین بہت جلد بنا لیتے ہین انکو بھی اگر بام سقیفہ پر
چڑھائین تو کیا عجب سگ کو رشید الدین و کفش دوز اپنا سامی جانتے
ہین اور اُسکے مزخرفات پر مثل طامات ابن ہنبقہ نازد کرشمہ

جواب الجواب بقدر جواب

دکھاتے ہین مگر آپ ہی کے دیگر علماے اعلام اُس مرید سلطانی کو
خارج از دائرہ اسلام بتاتے ہین چنانچہ بطور نمونہ واسطے دریافت
حال اُس سفیہ اور اُسکی تنبیہ وتمویہ کے اسیقدر کافی ہی کہ یہی ملتانی
اپنی تنبیہ السفیہ مین کہتا ہی کہ تسبب باسباب در محافظت وکوشش
دران منافی اعتماد بر وعدہ صادقہ الٰہی نیست چہ باوجود اللہ یعصمک
من الناس وکتب اللہ لاغلبن انا ورسلی وان جندنا لھم
الغالبون ان سرور چہ قدر در جمع اسباب وزرہ پوشیدن و
خود بر سر داشتن وجمع رجال واستعمال خیل وسلاح توغل فرمودند
اگر خلفاے راشدین آنجناب بر روش الیشان در جمیع توکل وتسبب
رفتہ باشند چہ جاے طعن وملامت است ؎ بیچارۂ بحکم قضا از
بلا گریخت ؛ زوطعنہ جاہلی کہ فلان از قضا گریخت ؛ گر نیست از
سبب بسبب التجا رو + خیر البشر زمکہ بہ یثرب چرا گریخت ؛ انتہے
جس سے معلوم ہوا کہ وہ سفیہ خدام جناب رسالتمآب کیطرف بہی
نسبت فرار دیتا ہے اور اپنے خلفا کو عار فرار سے بچانیکے لئے
ان اشعار کو استحسانا واستشہادا اس مقام پر ذکر کرتا ہے اور
بتصریح شاہ جی وشاگرد رشید نقل قول بلا رد وانکار دلیل
قبول وتسلیم وعلامت وثوق واعتبار ہے اب سنئے کہ شاہ
سلامت اللہ کشفی جنکی سلامت روی مسلم عقول غیر سلیمہ فرقہ
ذمیمہ ہے لاعن شعور اس قول مردود کی تردید کرتے ہین اور
اُس مولاے مولی الادبار کی تہجین وتہدید کرتے ہین کہ کتاب
معرکہ آرا مین فرماتے ہین وودر مذہب اہلسنت ثابت است کہ

ف کفر ملتانی صاحب تنبیہ السفیہ

ف تقریر شاہ سلامت اللہ در کفر ملتانی

نسبت فرار و انہزام بسوئے سید انبیاء اصلا جائز نیست بلکہ کسیکہ قایل باین شناعت باشد اگر توبہ نکند در مذہب ارباب تسنن لائق کشتن و قابل گردن زدن ہست ملا علی قاری کہ از اعاید علمائے ما ست در شرح شمائل علے مانقل عنہ نوشتہ کہ لم یروا انہ انہزم ولم یقل احد من الصحابۃ انہ انہزم فی موطن من المواطن ومن ثم اجمع المسلمون علے انہ لا یجوز علیہ الانہزام فمن زعم ان النبی انہزم فی موطن من مواطن الحرب ادب تادیبا عظیما لا یقا بعظم جرأتہ الا ان یقول علے جہۃ التنقیص فانہ یکفر فیقتل مالم یتب علی الاصح فما وقع لبعض السلاطین الماوراء النہری وہو عبید اللہ خان فی بیتہ المشہور المنسوب الی الملا جامی حیث جعل ہجرتہ من مکۃ الی المدینۃ فرارا فالحذر من التلفظ بیتہ علی وجہ الا ستحسان فانہ کفر صریح عند العلماء الاعیان والبیت المشہور ہکذا سہ ناگاہ عاقلے زقضا از بلا گریخت ؛ زد طعنہ جاہلے کہ فلان از قضا گریخت ؛ گر نیست از سبب بسبب التجا رواہ خیر البشر زمکہ بہ یثرب چرا گریخت ؛ پس از تصریح ملا علی قاری تحقیق رسید کہ قایل بیت مذکور عبید اللہ خان ماوراء النہر یست کہ از بعض سلاطین است وعوام بغلط نسبت شعر مرقوم بطرف ملا جامی کردہ اند و تلفظ بیت مسطور بر وجہ استحسان کفر صریح نزد علماء اعیان الخ پس بتصریح شاہ سلامت اللہ کفر یا فسق گردن زدنی و کشتنی ملتانی ناصحدنی ٹھہرا پس ایسے کافر وفاسق کے اقوال سے استدلال کرنا اور اسکے ہفوات پیغمبر مباہات کرنا ویسا ہی ہے کہ کفار یہود و نصاریٰ کے اقوال سے

بمقابلہ اہلحق استدلال کیا جاے اور اُنکے کفریات پہ نازو کرشمہ دکھایا جاے والذین کفروا اولیائہم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمت اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون قولہ مولانا رشید المتکلمین اقول اولا اگرچہ مطالعہ رجوم الشیاطین سے نہین معلوم ہوتا کہ تصنیف رشید الدین خان ہی کیونکہ مولف کا نام بجھ بوجھ لکھا گیا ہی نہ اسندیہ ملتانی شاید تقیۃً اخفا کیا ہو بلکہ خود فاضل رشید اپنی شوکت عمریہ مین رجوم الشیاطین کو تصنیف غیر قرار دیتے ہین حیث قال و صاحب رجوم الشیاطین از ارشاد الاذہان نقل نمودہ الخ اور روافعی رجوم الشیاطین کو فاضل رشید کیطرف نسبت کرنا اُنکی رشادت کو خاک مین ملاتا ہے معذلک بلاشک رجوم الشیاطین لبعض اخوان الشیاطین ہی جو مولف کے کمال شیطنت کی دلیل متین ہی اور اسکی مرجومیت کے لیئے انظار ثاقبہ علماے دین شہاب مبین ہی یہ چار پانچ جزء کا رسالہ ہی مگر خود مصنف کے لیئے آتش کا پرکالہ ہی صرف بعض مسائل پہ جلد نہم کتاب مستطاب نزہ اثنا عشریہ کے جو متعلق بابواب فقہ تہا بعض اعتراضات غیر واردہ و علل باردہ وارد کئی کہ الصف کتاب کی بہی تردید نکرسکا اور نام اسکا رجوم الشیاطین رکھا اور تمامی رسالہ کو سب و شتم و دشنامہاے افحش سے مملو کردیا تہا گو بوجہ سخافت ظاہرہ باہرہ قابل التفات نہ تہا مگر جواب اُسکا بہی شیعو نکی طرف سے بحمد للہ حسب تصریح صاحب معرکہ شکن و سنگ افگن بجواب معرکہ آرا اسلامت اللہ کی تحریر ہوا ایک مسمی بجواب الشیاطین جسکو مفتی امیر اللہ خانصاحب مرحوم شذ تحریر فرمایا ہے کہ وہ نظر فقیر سے نہین گزرا دوسرا این معارف الصادقین

جواب رجوم الشیاطین
معین الصادقین

رجوم الشیاطین مصنفہ حکیم مبرور سید جعفر عرف ابو علی حسینی شاہجہان آبادی اسبغ علیہ الآلاء کہ ۱۳۰۹ھ میں مطبع ... میں چھپا اور نزد فقیر موجود ہے جسکو شبہ و شک ... کیا جواب ترکی بہ ترکی ہے جس عنوان سے ... رجوم الشیاطین نے گفتگو شروع کی تھی اُسی انداز پہ جواب دندان شکن مدلل مبرہن تحریر ہوا کہ مصداق ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است چنانچہ فاضل رشید کی دیگر تصنیفات مثل شوکت عمریہ والشہاب ... لطافۃ المقال کو مخاطب نے یا بوجہ جہل و عدم وقوف یہاں قلم انداز کیا جو رجوم الشیاطین سے لطافت و متانت مین کمین بہتر ہے یا بوجہ سختی ... و سلوک طریقہ عامی حضرت منکر کو رجوم الشیاطین ہی زیادہ تر مرغوب ہوئی و للناس فیما یعشقون مذاہب یا بوجہ مردود ہو جانے شوکت عمریہ کے مجلدات ضربت حیدریہ و شعلہ ظفریہ سے مخاطب کے نزدیک نام لینے کے لائق بھی نرھی اور رسجیال اپنے رجوم الشیاطین کو لاجواب سمجھا اسلیئے یہان اسکو لکھا کہ مصداق ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم بنا قولہ ذلت فاش دی اقول جب معاذ اللہ شیطان ملعون نے فرار و انہزام سرور انام صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیئے ثابت کیا تو بیشک بدانست خود کافہ اہل اسلام کو شکست فاش دی اور جب خلفاے ثلثہ کا ہر جہاد مین بھاگنا مسلم ہے تو یہ دوسری ذلت فاش مخاطب کی ہوئی اور جب ایسے کفار اشرار کو مخاطب نے اپنا مقتدا و سردار بنایا اور انکے ہفوات و خرافات پر نازش و فخر و مباہات کی تو تیسری ذلت فاش ہوئی مگر یریدون لیطفئوا نور اللہ

بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون حق تعالے علی الرغم آپکے اپنے بندگان خاص کی محافظت فرمائی اور بخلعت فاخرہ العزۃ للہ و لرسولہ وللمومنین ہم نے مومنین کو عزت دارین بخشی ہی کون ذلت دلیسکتا ہے ان مولین اد یار سے مجاہدین فی سبیل اللہ قاتلین کفار بضرب ذوالفقار صاعقہ کردار کو کیا ذلت ہوگی کیا الرجل لیسیھا کہنے سے معاذاللہ شان نبوی مین کوئی نقص پیدا ہو حاشا وکلا شانہ اجل واعلی ہان قائل کا خبث باطنی اور نفاق دلی ظاہر ہوگیا کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا اور اگر کوئی بکمال بیحیائی وتراژ خائی اسی بیہودہ گوئی وہرزہ سرائی وسخت کلامی کو ذلت فاش دیتا ہے تو ہمیشہ سے ہرنبی وہرولی کے مقابل جبابرہ وفراعنہ درپے ایذادہی وتذلیل رہے ہین اور کل اولیا اللہ نے ظلم وستم سے اعداے دین کے شدائد ومصائب سہے ہین مگر پیش خدا بعوض ان ظلم وستم سہنے کے اور زیادہ مقرب وعزیز ہوے اور ان جندنا لھم الغالبون کے ساتھ مخاطب اور ان حزب اللہ ھم الغالبون کے ساتھ ملقب ہوے اور ہرچند تمام فراعنہ وجبابرہ امثال ثلثہ ومعاویہ ویزید وبنی امیہ وبنی عباسی مقلدان وتابعان اُنکے باعتبار دنیوی غالب رہے اور اولیاء اللہ کو ایذا وذلت دیتے رہے مگر اس ایذادہی سے پیش خدا خود ہمیشہ مقہور وذلیل ہوے فان الباطل کان زھوقا پس نظر اہل باطل مین بالفرض ملتانی ومارشید کو اگر شوکت عمری وغلبہ یزیدی ملی ہو اور صاحب نزھہ وسوار کو ذلت فاش معاذاللہ مثل جناب امیرو

حسنین علیہم السلام کے ملی ہو تو ہم لوگ راہ خدا میں ایسی ذلت کو
عین عزت جانتے ہیں جیسا کہ خود جناب سید الشہدا روحی لہ
الفدا نے اسیطرف اشارہ فرمایا ہے سہ الموت اولی من رکوب العار
والعار اولی من دخول النار قولہ سر بگریبان نہوے اقول
سر بگریبان کبھی کہنے والے نہیں ہوتے بلکہ کوٹھو نپر چڑھکر پکارتے
ہیں ہاں سر بگریبان سننے والے البتہ ہوتے ہیں بنظر عبرت دیکھنا
چاہیئے کہ جو لوگ ایسی ممات کو عین حیات اور ایسی ذلت کو عین عزت
سمجھے مآل کار آنکا اور آنکے مخالفین کا کیا ہوا کہ زبان ایک خلائق
سے کسکے گلے مین تا قیامت طوق لعنت پڑا اور کون قابل صلوات
ورحمت ٹھہرا اور سنیون نے کیا سنا شیعون نے کیا کہا فللہ الحجۃ
البالغہ اور حق پر اگر کوئی سر بگریبان ہوتا تو وہ بھی ہوتے
فان اللہ لا یستحی من الحق والحق یعلو ولا یعلی علیہ ستے
قولہ فرزند مومن جا ایسی الخ اقول اولا بمقتضاے الولد سر لابیہ
مومن کا فرزند بھی مومن ہوتا ہے اور کافر کا فرزند بھی کافر اور
خوشا بحال اُس فرزند صالح کے کہ کار پدر صالح کو تمام کرے ع
میراث پدر خواہی کہ علم پدر آموز ۔ باب مدینۃ العلوم کے ذریات
صالحین سے اور وہ رتبا ے وارثین علم الاولین والآخرین سے ہین
پھر کیون نہ اپنے جد امجد کی شریعت مطہرہ کی ترویج کرین اور کیون
نہ اپنے اباے طیبین معصومین کے حمایت مین سرگرم ہون ولا یخافون
اللہ لومۃ لائیم اور تصدیق میرے اس دعوی صادقہ کی خود مخاطب
کی رشید المتکلمین کے کلام سے ظاہر ہے کہ اپنی شوکت صحت عمریہ ملین

بہ نسبت انہین دونون علامہ دوران سیدین سندین نورین نیرین جناب غفران مآب مولانا السید دلدار علی صاحب صوارم و تجلی علامہ آنکے جناب سلطان العلما مولانا السید محمد طاب ثراہ و جعل اللہ فی الجنۃ مثواہما کے خطبہ ہی مین تحریر کرتے ہین کہ فاضل رفیع المقام سلالۃ الکرام عالی الکعب فی الفنون العقلیۃ والنقلیۃ راسخ القدم فی العلوم الفرعیۃ والاصلیۃ سید مجد سید محمد خلف المولی الاکمل والنحریر الاجل مجتہد الشیعہ طالع المقامات الرفیعہ صاحب الفخر الجلی مولانا دلدار علی اور بعد دو ورق کے فرماتے ہین مقام عذر ترک سخت کلام مین اول آنکہ صاحب رسالہ در سلک سلالہ سادات کرام منتظم ومراعات احترام شان بر کافہ اہل اسلام متحتم الخ اب خود مخاطب سر بگریبان ہو اور اپنے اعمال سیئہ پر پشیمان کہ بعد اعتراف بمومنیت ان دونون علامہ علامین کے بیشک مقابل انکا کافر یا منافق یا فاسق ہوگا ا دمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون اور جسکو رسد بالتکلمین آپکے مکرر سہ کرر مولائی ومولانا فرمائین اور اُسکے احترام کو عامہ مسلمین پر واجب ولازم بتائین اُسکو کون فاجر فاسق کہہ سکتا ہی کہ عماد اسلام قائم نکیا ہان آپ سا معاند اگر ازرہ ی عناد اسلام عماد اسلام کو عناد اسلام پڑھے تو ممکن ہے کہ بتصریح فاضل رشید آپ ربقہ اسلام سے خارج ہوے اور بوجہ ترک مراعات احترام کہ کافہ اسلام پر واجب ہے آپ زمرہ کفار وفساق مین داخل ہو الخ ہوئے وکفی ذلک لمن القی السمع وھو شھید الیس منکم رجل رشید ثانیاً سیاق کلام دلالت کرتا ہی کہ مخاطب نے تشنیع الیکے

وطعن الرماح کو جواب تنبیہ السفیہ ورجوم الشیاطین تصور کیا ہے
حالانکہ یہ امر دلیل جہالت ہے اسلئے کہ تشئید المبانی کو جواب یا
رد الجواب تحفہ سے کوئی علاقہ نہین ہے بلکہ وہ تردید بصارۃ العین
مولفہ مولوی حیدر علی دربارہ شہادت جناب سید الشہداروحی
لہ الفداء و اثبات خلافت خلیفہ خامس اہلسنت یزید بن معاویہ ہے
بطرق ثلثہ مثبتہ خلافت عند اہلسنت اور طعن الرماح جواب تحفہ
سے متعلق بطعن غصب فدک جسکا جواب آجتک کسی سنی سے نہو سکا
اور نہو گا تا لغا نسبت تشئید مبانی الایمان مین طرف جناب
رضوان مآب سلطان العلما قدس سرہ کے مخاطب نے خطائے فاحش
کی ہے اسلئے کہ اصل کتاب مین نام جناب حاوی المفاخر سید باقر
صاحب مرحوم فرزند جناب سلطان العلما طاب ثراہ مرقوم ہے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت مخاطب اُسکے مطالعہ سے مشرف نہوے فقط سنی
سنائی بات لکھدیتے ہین ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؂ قولہ امام
المتکلمین مولانا حیدر علی الخ اقول اولا ازانجا کہ مخاطب نے اپنے
حیدر علی کفش دوز کو امام المتکلمین بنایا لہذا حکم علم کا بیان
کرنا بنا مذاق اہلسنت ضرور ہے پس واضح ہو کہ ازالۃ الخفا مین ہے
قال الشافعی حکمی فی علم الکلام حکم عمر فی ضبیع ان یضربو بالجرید و
یحملوا علی الابل ویطاف بہم فی العشایر و القبایل وینادی علیہم ہذا
جزاء من ترک الکتاب و السنہ واقبل علی علم الکلام انتہی یعنے حکم میرا
صاحبان علم کلام مین حکم عمر ہے درضبیع کہ حد جاری کیجاے اُنپر
اور تشہیر کیجاے اُنکی اور منادی کیا جا[illegible] سزا ہے اُس شخص کی

جو کتاب وسنت کو ترک کرکے علم کلام کیطرف متوجہ ہوا ہی پس
افسوس ہی کہ خلیفۂ ثانی اور امام شافعی توحید رعلی وشاہ عبدالعزیز
ورشید الدین خان کے لیئے یہ سزا تجویز کرین بلکہ بوجہ امام المتکلمین
ہونیکے کچھ زیادتی کے ساتھ حکم ہونا چاہیئے کہ انکا منہ سیاہ کرکے
گلے مین موتیونکا ہار دیکر گدہے پر سوار کرکے دربدر شہر بشہر تشہیر
کیئے جائین اسیطرح مخاطب کیلئے کیونکہ یہ بھی بقول عبدالحق
امام المتکلمین مین اور مخاطب خود اپنی اامتکا قائل ہی افسوس
صد افسوس چہ نسبت خاک را بعالم پاک زبان آپکے اختیار مین ہی جس
کمبنہ جاہل کو چاہیئے عالم شریف کے مقابل مین لائیے رسول کے مقابل
مین مسلمہ کذاب بھی تو مدعی نبوت ہوا تہا شاید آپنے مشیر مرحوم کے
جواب دندان شکن کو ملاحظہ نہین فرمایا ہے والا یہ کلام کبھی آپکی زبان
ناکام پر نہ آتا یہ بیچارہ لبقیہ نسل متولدین واقعہ حرا کفش دوز قیص آباد
موچی کا کام جانیگا یا علم کلام ہرچند آپکے مذہب کے لیئے کفش دوز
زردوز و موچی ہی کو مولانا وامام ہونا مناسب ہے کیونکہ اس مذہب
کی بنا ہی ایسی پڑی ہی کہ ہر کا خلفا باورچی و دلال ہون تو مجتہد کو
بھی اسی حال پر ہونا لازم ہے چنانچہ خلیفہ اول کے باپ کی جب آنکھ
نہی تو حری مار میر شکار رہے بعدنا بینائی عبداللہ بن جدعان کبر
مکہ کے سفرہ بردار ہوے کہ اسکے مکان پر مہمانون کو بلائین جو انکا
فضلہ بچے تو نوالہ کہائین خود خلیفہ صاحب گاہے خیاط رہی گاہے
طباخ گاہے دلال گاہے میانجی اور خلیفہ ثانی مدۃ العمر دلالی کرتے
رہے کما ہو مسطور فے کتب السیر والحرقہ وقد نقل الکثرہا فی مصائب النواصب

ومعرکہ شکن بالجملہ مخاطب کے حاجی مولانا جی موچی نے بمصداق ۔ ع
ز جاہل نیاید بجز افعال بد ۔ منتہی الکلام کو بڑے طمطراق سے بجواب
بعض عبارات ایک رسالہ کے رسایل خمسہ سے مصنفات حسان زمان
سحبان دوران علامہ اوان سبحان علیخان اعلی اللہ مقامہ سے فی
فرادیس الجنان کے لکھا ہے ہر چند بقیہ رسالہ مذکورہ در سایل
اربعہ مشہورہ کا کوئی جواب نہو سکا مگر اسی ایک رسالہ سے سنیونکے
امام المتکلمین بنگئے اور ریا خلیفۂ رسول اللہ کہلانے لگے جیسا کہ
خود حضرت مخاطب کو اُنکے برادر نے اپنی تقریظ مین امام المتکلمین
بنایا اور خاتم علما ٹھہرایا اور بحکم امام شافعی ان سبھونکی تشہیر
ضروری ہی بالاخر لکل فرعون موسے ولکل دجال عیسے آیہ اللہ
فی العالمین ظہیر الملۃ والدین دام ظلہ العالی علی روس المومنین
نے مجلدات ہفتدہ گانہ کتاب مستطاب قامع دابر الکفار الہام
قاطع عروق عبدۃ الاصنام استقصاء الافحام و استیفاء الانتقام
مین بتحقیق تمام و تدقیق تام جواب باصواب اُس منتہی الکلام کا
ایسا تحریر فرمایا کہ کفش دوزکی کفش کاری کے لیئے کافی اور
گرز آہنین کیطرح عذاب الٰہی کی یادگاری کے برہان وافی ہوئی
جس سے تمامی سنیونکی فرعونیت کے لیئے عصائے موسوی اور اہلحق
کیطرف سے نمونہ اعجاز عیسوی ہوا اور کفش دوزکی نعل دوختہ
آدلت کرائیکے واسطے لعن اللہ دوختہ ہوگئی چنانچہ دو مجلد شریف
اُس جواب باصواب کے جو چند گونہ منتہی الکلام کے حجم سے افزون
ہے مطبوع ہوکر اطراف واکناف مین مشہور و مقبول ہوئی

وجیزہ بنج ...

مجلد
استقصاء الافحام
استیفاء الانتقام

ازالۃ الغین

اور بہ برکت اُسکے اکثر سنیان منصف مزاج نے بھی راہ حق کو
قبول کیا ہے اما ازالۃ الغین جو حقیقۃ اثارۃ الغین ہے بوجہ سخت
کلامی و دشنام اُس جاہل عامی کے قابل التفات علماے کرام
نہین ہے اور مجذوبونکی طرح خود ہذیان وجنون اُسکا مردود و
مطرود ہی کوئی حاجت اُسکے تردید کی نہین ہے بلکہ جو اندک
شعور رکھتا ہے اس فرقہ لاشعوریہ سے بھی کبھی نام اُسکا نہین
لیتا مگر راقم الحروف باوجود اسکے بھی چونکہ زمرۂ علما مین اپنی
کو نہین جانتا اور اس فرقہ ضالہ مبتدعہ اعداے اہل بیت
علیہم السلام کے قلع وقمع کا عزم مصمم رکھتا ہے بلالحاظ سب و
شتم اُسکے جو عین دلیل سفاہت وجہالت وعاجزی صاحب
ازالۃ الغین ہے ازالہ اُسکا کرونگا اور اُس مرید جاہل یعنی ابٌ
وکلالہ کو اب غسالہ ازالہ پلاؤنگا انشاء اللہ العزیز القدیر المسہل
نقل عبیہ چنانچہ وقت تحریر اس عجالہ کے عند المطالعہ اکثر مقام پر بطور
یادداشت حواشی کاشف غواشی لکھتا گیا ہون واللہ بلغ امرہ قولہ
ومولانا لطف اللہ الخ اقول اولاً کمالات مکمل الذات اُنکے بھی مثل آپکے
مولانا موجی صاحب کے ہین یعنے یہ مولاے سنیان بقول بعض ثقات

ردّ قبقاب
الیقاب

بولد الحمام مجہول الاب والاعمام ہین ثانیاً تصنیف قبقاب پر
فخر ونا زبعد از تصنیف الایقاب فی القبقاب لصاحب الفضل الجلی
فضل علی رحمہ اللہ کہ مصداق یخرج الحی من المیت ہین اور بعد
از رسید ضرب کتاب جواب قبقاب مصنفہ مداح بشیر ونذیر شیخ
مشیر مرحوم آپ ہی کا کام ہے لطف توبہ ہی کہ آپکے اہل علم نہ لطف اللہ

کو کچھ شمار کرتے ہین نہ انکے لطیفہ حیفیہ کثیفہ کا کچھ اعتبار فاعتبروا
یا اولی الابصار قولہ نقض الرماح الخ اقول یہ فرضی عنقا
سند ونکا لنکاہے اگر شیعونکے طعن الرماح کا نقض ممکن ہوتا
تو آپکے عمرو عاص جنکی محبت حسب تصریح صاحب صواعق محرقہ
واجب ہے معرکہ کارزار مین کیون ازار اتار کر رسوائی خلائق
ہوتے اور بے پس و پیش اپنے پس کو پیش کرتے بالفرض اگر کچھ
ذکر شکستہ بھی ہوئی ہو گی تو وہ سینونکے سینوتمین ٹوٹ کر رہگئی ہو گی نطفت
یہ ہو کہ کسی حجام سے کچھ ترین آئی ہو گی چنانچہ خود لوی حیدر علی اپنی تمامی کتاب
ازالۃ الغین مین اسی صدمہ سے نالان و فریاد کنان ہین او رخاتمہ ازالۃ الغین
بجلد اخیر مطبوعہ مطبع ہندی سنہ ۱۲۹۵ مین یہ عبارت مرقوم ہے نقض طعن
الرماح مجتہد ثانی بدو جلد ضخیم کہ نامش نقض الرماح فی کبد النباح
است بر حواشی بتسوید در آور دکہ عنقریب بعد التبیض بقوت و
توفیق ایزدی مطبوع میشود انتہی گو تمامی ازالۃ الغین مین کفش دوز
اُسکے ناتمام ہونیکا اظہار کرتے ہین اور یہان اُسکی روسیاہی کی
تکمیل کا دعوی اور تبییض کی تمنا بیان کیجاتی ہے اس سے بھی
بخوبی معلوم ہوا کہ ہنوز اُسکی روسیاہی بحال خود ہے اور اب تو
یقین ہے کہ اس طعن الرماح کا ناسور مخاطب کے دل ناصبور مین
ہمیشہ کے لیے ممتنع الاندمال رہے اور ناسور سے بڑھتے بڑھتے
نواصیر عسیر التدبیر بالید موجب صد نکال و وبال بنے وکفی اللہ
المومنین القتال واللہ شدید المحال قولہ طعن السنان
اقول مخاطب کثیر الہذیان نے شاید نام سے طعن السنان کے

یہ گمان کیا ہے کہ جواب طعن الرماح ہی پس یہ خیال فاسد انکا محض
بے تبیان و مالیخولیا کا عنوان ہی کیونکہ اصل یہ ہے کہ جب ایک
شخص مجہول الاسم والمسمی اسنی المذہب نے ایک نام فرضی شمسن
صاحب نصرانی کیطرف سے ایک استفتا دربارۂ قرآن ایزد منان
جناب سلطان العلما طاب ثراہ کے پاس بھیجا اور جناب ممدوح القاب
نے جواب مدلل اُسکا کتب سینہ سے تحریر فرمایا تو بگمان تردید اُسکی
یہ طعن السنان سراسر ہذیان تحریر ہوا اور آن مصادیق ختم
اللہ علی قلوبہم نے اُسکو مختوم و مطبوع بھی کرایا بجواب اُسکے
اولا فاضل حاوی الفضایل والفواضل مولوی سید ناصر حسین
صاحب جونپوری سلمہ اللہ القوی نے رشق النبال علے اہل الضلال
تحریر کیا اور ثانیا صاحب فضل جلی مولوی فضل علی لکھنوی رحمہ اللہ
تلمیذ جناب رضوان مآب طاب ثراہ نے لمب النیران لصاحب
طعن السنان تحریر فرمایا اور لمب النیران کا ذائقہ چکھایا فجزاہما
من الاسلام واہلہ خیرا کہ وہ دونوں رسالہ عجالۃ مطبع مجمع البحرین
لودہیانہ مین مطبوع عالم ہوے اور بعد ازان پھر کسی نے ان
ذوات الاذناب سے سر نہ اُٹھایا اور دعو معاویہ غاویہ کا شور
نہ مچایا اس سے بھی ارباب انصاف کے نزدیک بخوبی ظاہر ہو گیا
کہ برابر علماے اہلسنت زیر مشق طلب علوم و علماے فحول اولی
الحلوم الحق کے رہے اور حجج باہرہ و براہین قاہرہ حقیت الحق
فرقۂ شیعہ دیکھا کئی معذلک اب بھی اگر ایمان نہ لائین اور راہ
حق پر نہ آئین تو بیشک مصداق جحدوا بہا واستیقنتہا

رشق النبال

لمب النیران

الفسہم کے ہیں اور بمفاد ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی
ابصارھم غشاوۃ ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ
اعمی واضل سبیلا رہینگے والسلام علی من اتبع الھدی
قولہ بیخ وبنیاد کھود ڈالی اقول اب یہان سے مخاطب نے حرفہ
معماری کی نیو ڈالی اور اپنے خاندانی حرفہ کے اظہار کی نرالی
ترکیب نکالی یہ نہ سمجھے کہ جس عماد اسلام کی بیخ وبنیاد خدا ورسول
کی امداد اور حیدر کرار کی ضرب ذوالفقار خداداد سے بنیان
مرصوص ہوا اور جس تشئید المبانی کی بتا بتائید ربانی وتاسیس
فرقانی وجد وکد رسالت پناہی ومدد طعن الرماح یداللہی بذکر
حمید وقصر مشید مذکور ومخصوص ہوا اور جو نصرۃ المومنین کہ جنود
مجندہ اسکے ادلہ وبراہین سے بمقدمۃ الجیش ولقد نصرکم اللہ
فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین واستظہار وکان حقا علینا نصر
المومنین منصور ومنصوص ہون اور وہ استقصا الافحام و
استیفاء الانتقام کہ بمصداق فانتقمنا من الذین اجرموا مصدق
ہوا اور تیغا ضد وایدناہ بروح القدس موفق اور ابواب اسکے
بہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا مبوب ومکمل ہون اور فصول اسکے
بآیات وفصلت من لدن حکیم خبیر مشید ومفصل وحجج بالغہ اسکے
بہ فللہ الحجۃ البالغۃ وذکر رفیع اسکا بتذکرہ صاحب ورفعنا لک
ذکرک مزین ومسجل ہوا اور وہ عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ
الاطہار کہ باشعہ نور واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون منور ہو
اور ثغور اسکے بضربت حیدریہ وبوارق مولقہ وذوالفقار

وصوارم وحسام وسیف ناصری وبرق خاطف وسیف ماسح منصور ومظفر اورمعاندین ومخالفین کے مکاید عام فریب کے لئے تقلیب المکاید وتشئید المطاعن سد راہ ہوا ور اشعریہ وماتریدیہ کی تردید کے لئے حجج باہرہ وسیف اللہ ہو یہ کیا تاب و توان رکھتا ہے کوئی اہل ضلالت وجہالت اور کیا زہرہ رکھتا ہے کوئی اہل نفاق وشقاوت کہ اسکے حریم حرم مرتبت تک دست درازی کرے یا بدغا و فریب اسکے بنیان مرصوص سے بازی اور اسکی بیخ کنی مین کچھ کارسازی کرے ہرچند آپکے بزرگون نے بمقتضاے سہ اسے بوم ہر کجا نشینی بکنی ہا بہت کوشش کی مگر بعوض کندہ کردن خایب وخاسر ہی رہے فانہ قد حفظہ اللہ حفظا من کل شیطان مارد لا یسمعون الی الملاء الاعلے ویقذفون من کل جانب دحورا ولھم واصب الا من خطف الخطفہ فاتبعھم شہاب ثاقب قولہ ایک خشت شکستہ اقول کیون نہو آپ بہی تو انہین دین کی نیو کھو دنیوالونکی زیز ونمین سے ہین جنہون نے اپنی ذریۃ کی سجد عالی قائم کی خشتگر بہی انہین نیو کھو دنیوالونکے ابا واجداد سے ہونگے صاحب استقصاء الافحام یا دیگر علماے اعلام شیعہ کرام کو خشتگری سے کیا کام آپنے سنا ہوگا کہ خشتگری کام عمر اور عمرئین کا ہی شیعونکا انیر قیاس قیاس اول من قاس ہی آرے بضرورت جواب مناسب حال آپلوگونکے مصرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است کیجئے تو نہایت زیبا اور بہت بجاہے اگرچہ

مصداق لن نرسل علیهم حجارة من طین جواب دندان شکن ہونے
کے سبب سے میری خشت شکستہ بہی مخالفونکے سر پھوڑنے
اور دانت توڑنے کیواسطے کافی ہے جیسکے تبئین کے لیئے آیہ
ترمیهم بحجارة من سجیل فجعلهم کعصف ماکول حجت وافی
و دلیل شافی ہے اُس خشت شکستہ کی ضرب سے تو آپ عوعو کر گئے
اب اِس ذوالفقار حیدر کو دیکھکر یقین ہے کہ دم دبا کر پیش
معاویہ بہاگ جائیگا قولہ اسی مادہ سے الخ اقول وہ تو آپہی
لوگونکے علما کے مسطورات مستورات سے ہے جس سے تحفہ بیعت
ہملوگونکو تمتع ہوتا ہے اور رکم خرتح وبالانشین کا خطا ودفے
ملتا ہے اور بنائے فاسد علی الفاسد کیون نہوگا کہ اتصال
اس مادہ کا جدہ فاسدہ سے ہوا ہے ہر چند مینے چاہا تہا کہ اُس
مادہ فاسدہ سودا ویہ کی آپکی اصلاح کردن مگر معلوم ہوا کہ
علاج پذیر نہین ہے لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر
بقول شیخ سعدی ؎ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ۔ گرچہ باآدمی
بزرگ شود ۔ مگر ایک علاج اخر العلاج الکی آپکے لیئے باقی ہی
فانتظرہ لیوم تکوی جباھھم وجنوبھم قولہ بقول شیخ
سعدی اقول وہی آپکے شیخ سعدی پندنامہ کہ ہمیں کہ گیئے
ہین ؎ ترا اژدھا گر بود یار غار ۔ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار
قولہ کوئی دام مین آسکے نہ آیا اقول اسیطرح آپکے اسلاف معدن
نفاق واختلاف بہی کہتے تہے جسکی وجہ سے آیہ کریمہ انک لا
تھدی من احببت نازل ہوا لیکن آپکے بزرگونکے دام مین

تو بہت آپ ایسے جبل پھنسے قولہ قادر قوی نے الخ اقول یہ بھی
آپکا اعتقاد فاسد از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی چونکہ ہر
خیر و شر کا فاعل حقیقی خداوند تعالےٰ کو ٹھہراتے ہین اور ایچ
بدکردار یونکو خدائے پاک کیطرف نسبت کرنے مین باک نہین
کرتے ہین فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا قادر قوی نے
اپنے بندونکو خیر و شر کا اختیار دیا ہے فمن شاء فلیومن ومن
شاء فلیکفر اور سامان ہدایت و ضلالت واسطے امتحان کی مہیا
فرمایا ہے کہ لیسوء اختیار و حسن اختیار جسمین چاہین صرف کرین یہ
خود فرماتا ہی وماکنت متخذ المضلین عضدا والذین کفروا
اولیائهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات
قولہ برادرم مولوی شیخ عبدالحق اقول رب لا تذر علی
الارض من الکفرین دیارا انک ان تذرهم یضلوا
عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا اس بھولے بھالے
لڑکے کو جو مخاطب کا علاتی یا اخیافی یا کسی طرحکا برادر ہے ہم
خوب جانتے ہین کہ واقعہ حراسے انکا شیوخ فاروقی مین شمار
ہی اور اس شخص شرافت خاندانی کا عالم عالم اشتہار ہی حسیایا
نسبا زمانہ مین دو دمان خلیفہ دوم و امام مالک یا امام حنبل کا
یادگار رہے قلیلا و کثیرا زیادۃ و نقصانا فلا از ید علیہ
ذکرا و کفی بذلک لہ فخرا قولہ ابن الامیر الکبیر الخ اقول سچ ہی
الذنیا راس کل خطیئۃ ہرگاہ مخاطب کے اسلاف معدن
اختلاف نے محض بطمع دنیاے دون علاوہ ظلم و ستم بخاندان

رسالت خود جناب رسالتمآب پر جھوٹھی حدیثین بناکر تہمت لگائین
مثل ماموں بن احمد کے اور مثل غیاث بن ابراہیم نخعی کے کہ خوشامد
مین مہدی عباسی خلیفہ کی حدیث لاسبق الافی خف او نصیل او
حافر مین او جناح بڑہا دیا کہ خود مہدی مذکور پہچان گیا کہ اسنے
جھوٹھی حدیث بنائی اور اسلئے ان کبوترونکو جنکا بڑا اشتیاق تہا
اور غیاث نے انہین کے بدولت یہ اضافہ کیا تہا فوراً ذبح کرادیا
کما فی نزھۃ النظر تو اگر مخاطب نے بخوشامد اپنے اس امیر کبیر کے
یا اُسکے فرزند کے خواہش کے مطابق مجادلہ و مکابرہ پر کمر باندھا
تو کیا عجیب ہی فلیس ہذا باول قارورۃ کسرت فی الاسلام قولہ غفر
ذنوبہ الخفی والجلی الخ اقول یا بان شوراشوری یا باین بے نمکی
ابھی تو اپنے برادر علاتی کے صفات ذاتی کس خوبی سے بیان
کیئے اور یہان اگر اُنکے اسلاف کے ساتھ کیسی بے ادبی کی اگر
کوئی اس قسم کا رشتہ ہو تو خیر گنجایش ہے و الا سراسر علامت جہالت
ہے اگر وقوف عربیت کا نہ تہا تو عربی لکھنا کیا ضرور تہا ہندی مین
بیکلف باشی یا کاشی یا شی لکھدیا ہوتا خود فضیحت دیگرے را نصیحت
ابھی لوگونکا دستور ہے کہان تو بان ہمہ دانی و چرب زبانی ناحق
و دروغ اپنی طرف سے ایجاد کرکے میری عبارت مین ایک دو
خطاے صرفی و نحوی شمار کرتے اور خود بدولت کی یہ لیاقت
ہے جسکی خطائین بے شمار گویا اونٹونکی قطار ہے عربی و نحو و صرف
تو در کنار اُردو کی عبارت بھی ہر جگہ ناہموار نظر آتی ہے اپنے
تمثیل خود غلط املا غلط انشا غلط کے آپہی مضروب المثل معلوم

صفحہ ۴۰ نزھۃ النظر مطبوعہ دہلی

ہوتے ہین باوجود اعراض کے اغلاط لفظیہ ومعنویہ وترکیبیہ سے بعض مقامونپر بطور نمونہ کمالات ذات مجہول الصفات کو دکھلا دیتا ہون تا آیندہ الہی غرائز خالی اور ہرزہ درآئی اور بیہودہ سرائی سے باز آسے اور قطع زبان فرماسے دیکھیے کہ ایک جملہ مختصرہ دعائیہ فقرہ مین جو زبان زد عوام ہے خطا ہاسے لفظی ومعنوی و صرفی ونحوی آپکی تنہ خطاسے متجاوز ہوکر دس ہوتی ہین شمار کیجیے اول خطا یہ ہے کہ غفر متعدی بنفسہ کو بمعنے عفا سمجھا حالانکہ وہ بمعنے ستر کے ہین جیسا قاموس مین ہے غفرہ لوبغفرہ سترہ دوسری خطا یہ کہ غفر بمعنے عفا جیساکہ مقتضاسے مقام ہے متعدی بلام ہوتا ہے جیساکہ قاموس مین غفر اللہ لہ ذنبہ تیسری خطا یہ باوجود دعوی ہمہ دانی وواقفیت احادیث وایات قرانی مخالفت قران و حدیث بہی کیا ہی چنانچہ اکثر آیات مین مثل اللہم اغفر لنا اللہم اغفر لی اور اسیطرح احادیث مین بہی وارد ہی پس بقول مخاطب یہ مخالفت آیات قرآن واحادیث کی منطوق صریح کی ہے کہ آمر بتکلم وقت دعا ساتھ اسی عنوان قوی البنیان کے ہے دلالت کرتی ہی اور جہالت وسفاہت وحماقت وضلالت مخاطب اور عدم متابعت اسکے قول احکم الحاکمین ورسول رب العالمین کو الجواب الجواب چوتھی خطا یہ ہی کہ غفر اگر فعل معروف ہو تو فاعل اسکا غایب ہی اور یہ غلطی صریح ہی اور اشتہار ضمیر وارجاع بلا مرجع بہی بالمرہ فعل قبیح ہے اور اگر فعل مجہول ہے تو بوجہ عدم مطابقت نایب فاعل کے کہ ذنوب جمع حکم تانیث مین ہی کلام مختل النظام ہوگا بلکہ عند الاشتباہ ناجایز وممنوع ہے پانچوین

ضرب منکر

خطا یہ بھی خفی و جلی صفت ذنوب کی ہے جو حکم تانیث مین ہے اور ادنےٰ نحو میر خوان بھی جانتا ہے کہ موصوف و صفت مین مطابقت تانیث و تذکیر وغیرہ ضروری ہے بقول مخاطب موصوف و صفت مین خیال تذکیر و تانیث کا نہ کیا لفظ ذنوب کو بصیغہ جمع بحکم تانیث لاے اور اسکی صفت سے تامی تانیث چیٹ کر گئے یہ نادانی کا کام کیا الجواب الجواب چھٹی خطا یہ ہے کہ نائب الفاعل کہنا ذنوب کا ثبت ذنوب ہے اور اسمین میت کی سراسر بحیرمتی و بیعزتی ہے کما لایخفی علے اولی النہی ساتوین ذکر ذنوب بوصف خفی و جلی المفید تغلیظ و تشدید ذنوب ہے و ہو اذرا ہموتا ہ فواسوتا ہ اور خلاف اذکروا اموا تکم بالخیر کے ہے آٹھوین مراعات قوافی و فواصل محسنات کلام سے ہے نہ ضروریات سے چنانچہ فواصل و قوافی کلام مجید جسکی فصاحت و بلاغت حد اعجاز پر ہے اور اسیطرح احادیث وغیرہ سے بھی یہ امر بخوبی ظاہر ہے مگر مخاطب کا قافیہ جب تنگ ہوا تو اپنے توسیع قافیہ کیواسطے مطابقت صفت موصوف کو جو ضروری ہے چھوڑ کر ترک واجب مین گرفتار ہوا اور اکبر منکر کے عدم درستگی قافیہ پر جو ہنستا تھا اور تمسخر کیا تھا جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا اُس سے بدتر مین خود مبتلا ہوا خود فضیحت دیگرے را نصیحت نوین خطا یہ ہے کہ عموما سیرت اہل اسلام بہ نسبت اموات عظام اس طور پر جاری ہے کہ میت کو بلفظ مرحوم وغیرہ ذکر کرتے ہین اور کلمہ علیہ الرحمۃ و الرضوان و اعلی اللہ مدارجہ فی فرادیس الجنان وغیرہ سے اُسکے حق مین دعا کرتے ہین مگر

ذنوب منکر

مخاطب نے میت کو لفظ مرحوم سے محروم کیا اور دعاے رحمت کو
معدوم کیا یا میت کو قابل رحمت نہ جانا حالانکہ شیطان بھی مایوس
نہین ہے یا خود با وجود لا تقنطوا من رحمۃ اللہ رحمت خدا سے
روگردان ہوا ہو کفر صریح و خطاء قبیح دستورین خطابیہ ہے کہ
دعا مین شان میت کو لحاظ رکھنا چاہیئے پس حبب القاب مین
الحاج البار لکھا تھا تو بعد اُسکے ذکر ذنوب بڑی بدگمانی ہی
خدا کے ساتھ اور نہایت تفضیح ہے اموات کی نمعلوم قاضی صاحب
کے ایسے ذنوب کیا تھے کہ حج و بر و صلوۃ و صوم و غیرہ موجب
غفران اُنکی نہوے اور کل اعمال حسنہ اُنکے ان ذنوب خفیہ و جلیہ کے
سامنے حبط ہوگئے و ھل ھی الا ترک ولایۃ علی و اولادہ
الطیبین و ایثار خلافۃ غیرھم من الفاسقین و الکافرین
کما نص علیہ سید المرسلین و اشرف النبیین کما نقل فی
کفایۃ الطالب فی مناقب علی ابن ابیطالب لمحمد بن یوسف
الکنجی الشافعی قال رسول اللہ خلق الانبیاء من اشجار شتی
و خلقنی و علیا من شجرۃ واحدۃ فانا اصلها و علی فرعها و فاطمہ
لقاحها و الحسن و الحسین ثمرها فمن تعلق بغصن من اغصانها
نجی و من زاغ عنها هوی و لو ان عبدا عبد اللہ بین الصفا
و المروۃ الف عام ثم الف عام ثم لم یدرک محبتنا اکبہ
اللہ علی منخریہ فی النار ثم تلا قل لا اسئلکم علیہ الخ و بعد
هذا الحدیث بطریق اخر یا علی لو ان امتی قاموا حتی یکونوا
کالحنایا و صلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک لا کبهم

۱۵۳
۱۱۲
ص
کفایۃ الطالب

اللہ فی النار الخ پس بعد ان جملہ مراتب کے آپکے ایک جملہ کی
دعا کیا کام کریگی خصوصاً جب آپ ہی اُسی عذاب وبیل مین
گرفتار ہون خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ پیر در ماندہ شفاعت
کے کند فہا تلک عشرۃ کاملۃ مع ان مقولات لا ضعاف
اضعافہا حاملۃ وللعشرات العشرات شاملۃ یعنی
فرمایا رسولخدا نے کہ کل انبیا مختلف درختون سے پیدا ہوئے
اور ہمکو اور علی کو شجرہ واحدہ سے خدا نے پیدا کیا ہم اصل ہین
علی فرع فاطمہ شگوفہ ہین اور حسن وحسین ثمر اُسکے ہین جو
ہملوگ سے متمسک ہوا ناجی ہے اور منحرف گمراہ ہے اور اگر
کوئی بندہ خدا کی عبادت کرے ہزار سال پھر ہزار سال
درمیان صفا ومروہ کے اور ہملوگ کی محبت اُسکو نہو خدا مُنھ
کے بھل اُسکو جہنم مین گرائیگا اور دوسری روایت مین ہے کہ
اگر امت میری بوجہ قیام مثل حنایا ہو جاے یعنے دوہری ہو جائین
اور بوجہ کثرت نماز مثل تار کمان ہو جائین اسپر بھی اگر تجھسے
عداوت رکھین یا علی تو خدا اُنکو منھ کے بھل جہنم مین گرائیگا پس
مخاطب نے بغرض اظہار کمال ناصبیت قاضی ماضی خذوب مین
اُسکے یہ تغلیظ وتشدید کی قائل قولہ عرصہ دو ماہ ہوا اقول
یہ اظہار تعداد دو ماہ صرف بنظر اظہار کمالیت ذات جہالت و
نجالت سمات اس امر کے ہے کہ باوجود تصنیف ہونے رسالہ
فاروق اکبر کے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین کما ہو ظاہر من خاتمتہا جواب اُسکا
جو مبنے محض سخت کلامی ودشنام دہی واستراق عبارت تحفہ پر ہے

کہ با وصف مکرر تردید ہونے تحفہ کے مخاطب نے ہر جگہ لفظ بلفظ ترجمہ
تحفہ کا کیا اسپر بھی دس برس کی بعد ۱۳۰۲ ابن لکھا گیا حالانکہ اسکی ضرورت
نہ تھی اہل فہم حال لیاقت کو تحریر خرافت تخمیس سے اور اس استعجال
کو دس برس کی تاخیر سے بخوبی دریافت کر لینگے اور ہرگاہ مدار
اس رسالہ منکرہ ضربۃ المنکر کا محض دست برد کالاے تحفہ شاہ صاحب
پر ہی کہ اُسکی بھی مٹی خراب کی اور رہی سہی بات بھی اُسکی تباہ کر دی
تو دو مہینہ کی مدت بھی بہت ہے ایک روز کافی تھا مگر یہ کیجئے کہ ایسے
نابلد تھے کہ اسپر بھی وقوف نہ تھا قولہ رسالہ ابتر الخ اقول یہ قول
مع قایل خود کئی وجہوں سے مردود و ابتر و بدتر ہی اوّلاً یہ کہ
حدیث مشہور ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کل امر ذی بال لم یبدء
بسم اللہ او بحمد اللہ فھو ابتر یعنے جو امر ذی بال فہم کہ نہ شروع
کیا جاے ساتھ نام خدا یا حمد خدا کے وہ ابتر ہے کہ مفہوم مخالف اُسکا
یہ ہوا اور جو شروع کیا جاے بہ بسم اللہ و الحمد وہ ابتر نہیں ہی اور
رسالہ اطہر فاروق اکبر شروع کیا گیا ہے بہ بسم اللہ و الحمد للہ تو
ہرگز ابتر نہو گا مخالف علیہ الرسول بلکہ جو اُسکو ابتر کہیگا
وہ دشمن خدا و رسول اطہر کا فر ہو کر داخل زمرہ ان شانئک
ھو الابتر ہو گا ثانیاً قول رسول مقبول بیشک کاشف قول جناب
باری ہے اور مخالفت رسول بیشک آذیت آنحضرت ہی پس مخاطب
مصداق آیہ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی
ہو کر معاتب بہ و الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی
الدنیا و الاخرۃ ہوا ثالثاً جب نام اُس رسالہ اطہر کا فاروق اکبر

ہوا تو بلحاظ شرکت القاب جناب خلافت مآب ابن الخطاب لازم تھا
کہ مخاطب اُسکو کبریت احمر تصور کرتا اور بلحاظ حفظ حرم حریم اُنکے
دوسرونکو توہین و تہجین سے باز رکھتا نہ خود مرتکب ایسی بےادبی
کے ہوتے اور اپنے فاروق رضؓ کے ہمنام کو بلفظ ابتر تعبیر کرین شاید
یہی وجہ واو فاروقی کو ساقط کرکے بلا سبب فاروق الاکبر لکھنے
کے ہوئی لیکن ان روباہ بازیون اور جعلسازیون سے کیا ہوتا ہی
رائیگا اگر پہلے فاروق رضؓ کو دفتر پارینہ سمجھکر نا قدر تھا تو بارے اپنے
فاروق ثانی مولوی محمد فاروق فیروزپوری مجیب مصیب کے
قدردانی کرتے جنکے الطاف و اعطاف کے آپ ممنون احسان ہین
اور حق اُستادی اُنکے آپ پر فراوان و بے پایان ہین کہ بکجا یت
اُنکے یہ چرب زبانی و خوش بیانی آپنے اس رسالہ منکرہ مین
ازراہ دانائی صرف کی اور مفت اپنی عمر عزیز کو ضائع و تلف
کیا اغنین کے لحاظ سے سخت کلامی و بدلگامی بہ نسبت اس نام
نامی کے نہ کرتے اور بے ادبی سے باز آتے والا بقول مخاطب من
لا ادب بالله دین لہ کردہ خویش آید پیش قولہ مولیان لعبارا قول
این کار از تو آید و مردان چنین کنند ہ تطویل سے کوئی فائدہ
نہین ہے موالیان ادبار پر لعنت فرمائی ہم بھی آمین و بیش باد
کہنے کو تیار ہین یا مین اون موالیان ادبار پر کردار پر تبرۂ ولا
کردن اب بیش باد کہئے دیکھئے جو بدر سے بھاگا جو خیبر سے شکست
کھاکر اُلٹا پھرا جو حنین سے منہ چرا کر فرار کر گیا اور روز
احد کو پہاڑی بکری کیطرح پہاڑ و پنرا چلکتا پھرا اور رسول نے

اسیوجہ سے اُن موالیان ادبار پر لعنت فرمایا اور سب وشتم کیا بتاسیے
رسول اسی لعن مسنون کو جاری فرمائی ہین ہہی آپکے پیچہے موجود
ہون ونحن اقرب الیہ من حبل الورید قولہ غار تاریک
اقول غار تاریک تو ایکہی غار خلیفۂ اول کا البتہ مشہور ہے
جسکو شیخ سعدی نے بہی کہا ہے سہ ترا اژدہا گر بود یار غار ✤ ازان
بہ کہ جاہل بود غمگسار ✤ مگر اُسمین اُنکو عافیت کہان ملی جیسی پاوئی سوراخ
سے سانپ نکلا قولہ فقیر کو مکابرہ و مجادلہ اقول اولا اس عبارت
سے مخاطب کے معلوم ہوا کہ درحقیقت رسالہ فاروق ہین کوئی
امر قابل تردید و لایق مناظرہ نہ تہا کیونکہ امر حق ہمیشہ لاجواب
ہوتاہے اور بسبب کمال متانت و غایت رزانت تقریر دلپذیر
وتحریر عدیم النظیر اُسکے بقول مخاطب مناظرہ اس بارے مین
عنقا صفت مفقود تہا ثانیا مخاطب کا بوجہ انعدام مناظرہ اس
مقام پر کہ مقصود اُسکا احقاق حق ہوتاہے اور یہی فرق ہے
درمیان مناظرہ و مجادلہ کے دل سے مستعد ہونا مجادلہ و مکابرہ
پر اس رسالہ منکرین بمقابلہ رسالہ فاروق اکبر بخاطر ہیراد در
موصوف باقرار مخاطب ثابت ہوا ثالثا اقرار کیا کہ ان ابحاث
متعلقہ رسالہ ہین بلکہ عموما ان مباحث مین مخاطب کے لیئے
مناظرہ عنقا صفت مفقود ہے اور در فتنہ باز ہی پس مخاطب نے
اپنے در فتنہ کے باز ہونیکا بہی یہان اقرار کیا کیون نہو تحفہ کا
بچہ ہے او ر شاہ صاحب کا فضلہ اور آسکو خود مولوی حیدر علی
کفش دوز موجب فتنہ و فساد و مباحثہ کی بیخ و بنیاد بتاتے ہین

فرق مناظرہ و مجادلہ و تمامی منکر مجادلہ ہے

جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہی واز انجملہ است حجۃ اللہ علی البریہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ کہ درزمان متاخرین بنیاد مناظرہ شیعہ وسنی بعنوانیکہ مطلوب مخالفین بکہنش مے رسد نہادہ او ست استہے والفتنۃ اشد من القتل سل بعد مخاطبہ نے اقرار کیا کہ پہلے ہمنے اس مجادلہ ومکابرہ و درفتنہ باز کرنے سے انکار کیا پہر اس عہد سے اپنے نکث کیا ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور شاید اسیوجہ سے نام اس رسالہ کا ضرب منکر بکسر کاف رکہا اور لفظ منکر کو قرینہ اپنے توثیق انکار کا قرار دیا اور چونکہ قلبا مجادلہ ومکابرہ و درفتنہ باز کرنے کو مکروہ وقبیح وواجب الاحتراز جانتے تہے گو بسبب کسی سانحہ دنیاوی کے جسکے لیئے وظیفہ پاتے رہے اسمین مبتلا ہوگیے اسیلئے اُسکی قباحت کا اشعار بہی نام رسالہ ضرب منکر مین اگر بفتح کاف پڑہین ظاہر کیا اور الحق کو خود اُسکی قباحت بتا دی وکفی اللہ المومنین القتال مخاطب مکابرہ ومجادلہ وفتنہ سے قلبا احتراز رکہتے تہے تو پہر دل سے مستعد ہونا اسکے کیا معنے سا وسا جو بات بد اور قابل احتراز ہو اور اُسکے ارتکاب سے درفتنہ باز ہو اسمین خاطر داری کیسی یہ ویساہی ہے کہ اگر آپکو کوئی کوئین مین گرنیکو کہے تو اُسکی خاطر سے گر پڑیئے حالانکہ امر باطل مین اطاعت والدین بہی جائز نہین چہ جائیکہ برادر نہ مگر یہ کہ احسانات موفورہ اُنکے آپکو داعی ارتکاب اس امر قبیح کے ہوے ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود ؎ جیسا کہ ابوہریرہ نے بعوض چہار صد درہم چہار سو حدیثین وضع کین ؎ بدوزد طمع دیدہ ہوشمند ؎

ور آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند یہی مقولہ کفار ہی ہے جیسا کہ اطعنا
سادتنا و کبرائنا فاضلونا السبیل شاہد ہے سابعا ہرگاہ بلحاظ
خاطر داری اپنے برادر موصوف کے آپ آمادہ مکابرہ و مجادلہ و در
فتنہ باز کرنے پر ہوئے تو معلوم ہوا کہ جملہ تحریفات و تشددات و
تغلیظات آپکے بخاطر انکے صادر ہوئے کہ انھوں نے بلحاظ عار و قیمت
خاندانی غلاظت و فظاظت کی خواہش کی ہوگی تا خشونت و شدت
ظاہر سے اندرونی تسکین انکی حاصل ہو تو جہاں انکی خاطرداری پہ
اپنی کمر باندھی تھی تو بپاس خاطر منصف اوحد جنکو بلفظ جناب مولانا
حکیم مفتی یاد کرتے ہیں کچھ تو کمر اپنی ڈھیلی کی ہوتے اور حسبی کو مبدل
بہ سستی کرتے کہ جو کچھ آپکے مولانا موصوف نے وقت معاینہ رسالہ
منکر آپکو اور آپکے برادر مولوی عبدالحق کو درباب ہرزہ درائی
و تراژ خائی و بیہودہ سرائی موعظہ فرمایا تھا اور فتوی دیا تھا یاد
ہوگا محمد یعقوب دلاور پوری برادر محبوب حسین قرضی مجیب
شاہد عادل آپکے ابھی موجود ہیں اسپر بھی آپنے بیہودہ گوئی اپنی
بچھوڑی اور سارے مواعظ کو انکے گوز شتر سمجھا ثامنا آپنے ایک
فقرہ مجملہ سے اپنے مذہب و تمامی اہل مذہب کی آپنے قلعی کھولدی
(خصوصا جب انھوں نے مذہب حق کی پاسداری پر کمر ہمت
باندھی ہے) کیونکہ پہلے تو آپنے فرمایا کہ مجادلہ و مکابرہ سے بوجہ
انسداد مناظرہ و انفتاح در فتنہ مجھکو بس احتراز ہے اسوجہ سے
اولا انکار کیا مگر ہرگاہ خاطر داری برادر موصوف کی عزیز تھی
بدل مستعد ہوا اور آپنے اپنی اصرار پر مجادلہ و مکابرہ کو مذہب

حق کی پاسداری کہا ہے تو اب حقیقت اس مذہب کی بھی معلوم ہوئی
کہ محض ازراہ مجادلہ و مکابرہ حق بنایا جاتا ہے اور اہل مذہب
کا بھی حال عموماً و خصوصاً معلوم ہوا تا شعا ہر گاہ خود آپ
مجادلہ و مکابرہ و فتنہ کو واجب الاحتراز جانتے ہین تو دوسرے
ارتکاب کو بھی ضرور بُرا جانتے ہونگے پھر اُسکے بقا کی دعا دینا
اور اُسپر اجر عظیم کا طلب کرنا ویسا ہی ہے کہ کسیکے شراب زیادہ پینے
کی تمنا کیجاے اور اُسپر اجر عظیم کے طالب ہون غاشیرا اُسی
مجادلہ و مکابرہ کو خود آپنے واجب الاحتراز کہا اور پہ سالہ
اُسکو امر خیر کہتے ہین یہ امر موجب آپکے تکفیر یا تفسیق کا بھی ہے
کیونکہ جو محرمات کا ارتکاب بہ تحلیل یعنے حلال جانکر اُسکو کرے
وہ کافر ہے کما ہو ظاہر بعدہ مستند ہونا انجاح مرام پہ اپنی برادر
ذوالاحترام کے عجب لطف انگیز و حیرت خیز عبارت ہی کہ فلاح و
صلاح سابقین کو بصیغۂ افعل التفضیل کشف کرتا ہی ؎ عمرت
دراز باد کہ انہیم غنیمت است ٭ فقلنا امور عشرۃ بل عشرۃ
مبشرۃ لصاحب الرسالۃ المنکرۃ قولہ بنظر غور دیکھا اقول کہ
کہان کہان تک مجادلہ و مکابرہ کام دے سکتا ہی ؎ گرم تا کے
بماند این بازار ٭ اور بوجہ فقدان مناظرہ عنقا صفت کہانتک
در فتنہ باز ہو سکتا ہی الا فی الفتنۃ سقطوا وھم لا یشعرون
قولہ ظاہر مین الخ اقول اولا ظاہر مین ابتر نظر آپکا نتیجہ تو بقول
رسول آپپر سابقا ظاہر ہوا باطن بھی آپکا اُسی پر قیاس ہوگا
؎ از برون طعنہ زنی بر بایزید ٭ واز درونت شرم می آرد یزید

ثانیاً باطن مین تحریفات وغیرہ کا دفتر پیش نظر ہوتا بھی نئی بات ہے
شاید وساوس شیطانی ومکاشفات شیخ جیلانی وہواجس نفسانی
وشکوکات جناب ثانی کا بیناب احوال بشکل باشکال ہوکر پیش نظر
آپکے آئے ہونگے ورنہ آپکے ان ہذیانات وخرافات کا کہین وجود
نہین ہے اگر ایک مقام پر بھی اپنے باطن کا کشف کرتے اور تحریفات
ولغویات وافترآات وغیرہا کو فاروق کے پکڑتے تو شاید کسی عنوان
تصدیق آپکی ممکن ہوتی واذلیس فلیس ثالثاً آپکی تحریفات و
لغویات وافترآات وبطالات کا نمونہ تو ایک یہی ہے کہ رسالہ اطہر کے
نام مین تحریف کرکے کہین فاروق بغیر الف ولام کہین الفارق لکھا
اور خلافت مآب کے لقب کا بھی ادب نرکھا اور اسیطرح الحمد للہ
کو الحمد اللہ کہ تحریف لفظ قرآن ہے اگرچہ یہ تاسی سیرت عثمان ہے
مگر حرکت شیطان ہی علے ہذا القیاس تمام رسالہ منکر کی تحریف وتصحیف
اکثر مین ان تحصی ویذکر فتذکر وتدبر۔ قولہ ناک کاٹی اقول فی الواقع
رغم وقصم وقصم الوف ملحدین ومعاندین وجاحدین لئام شعار
شیعیان حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ہی خواہ مسیلمہ کذاب ہو یا
ابن سبامرتاب یا طائفہ ابن الخطاب یا مخاطب والاخطاب
باعلما آسکے اصحاب ذوی الاذناب قولہ ہر عاقل اسکو رائی سلیم سی الخ
اقول قدرت خدا کی ہند کی کو بھی زکام ہوا جسکو خود اردو عبارت
لکھنے کا بھی شعور نہو اسکو اسقدر لاف وگزاف جہالت کیا ضرور
عربی دانی آپکی تو دیکھی گئی اب یہان آپکی مادری زبان اردو
دانی مین آپکی نادانی دیکھی جاتی ہے بہرکیف یہ قول مثل آپکے

بوجوہ عدیدہ مدخول و مخدوش ہے اولاً ہر عاقل کا کلیتہً صاحب رائے
سلیم ہونا ممنوع ہے عقل نکرہ سے تو واقف ہونگے فرب عاقل
لا سلامۃ لہ ایہ پس اپنی رائے سلیم سے ہر عاقل کا کہنا غلط
ہوا ثانیاً شرط دیکھنے کی لگانا بھی عجب العجائب ہے شاید آنکے حافظوں کا
نکالنا مقصود ہو تو خیر اندہا بے ایمان مشہور ہے والا صاحب عقل و
فہم سنکر بھی تسلیم کر سکتا ہے ثالثاً ہر عاقل کا بغیر صرف و نحو جانے ہوئے
بھی تسلیم کرنا حماقت ہے پس مخاطب کو لازم تھا کہ پہلے اپنے عاقلوں کو
مقید بقید سلامتی رائے و صحت سمع و بصر و واقفیت نحو و صرف کرتا
تب یہ تجویز اپنی سناتا قولہ کہ مولف متعسف کو الخ اقول زبانی دعوے
استعداد کا نہ اعتبار ہے نہ اعتماد البتہ بعد مقابلہ و معائنہ تحریرات
طرفین ناظرین با استعداد خود دریافت کر لینگے آپکی فرمایش
کی ضرورت نہین قولہ شاہد الخ اقول جب شاہد عدل کا آپکے
غیر معتمد ہونا شہادت اول ورع فے الاسلام ابن زبیر سے اور
شاہ صاحب سے سابقاً معلوم ہوا تو آپکے اس شاہد غیر عادل کو
انہین وا مادان نامراد کا شاہد حجلہ نشین اور عروس لعبت چین
اور امرد نمکین تصور کرنا ضرور ہے فان البعرۃ تدل علی البعیر
قولہ تسمیہ رسالہ ابتر الخ اقول مخاطب سراپا اعتساف نے بحسب
اپنے اسلاف معدن اختلاف کے بتحریف عثمانی و تصحیف مروانی
اس رسالہ اطہر کے نام مین بھی جابجا خصوصاً اس مقام مین کیا
کیا تحریفات و تسویلات کو کام دیا اور جھوٹ اور افترا پردازی
و اتہام مین اپنا نام کیا اور منفعت کا لغو الزام دیا تھا لانکہ اصلی

نام رسالہ مطہرکا الفاروق الاکبر بین عارف امام آخر الزمان و الجاہل المنکر ہے جیسا کہ خود مخاطب نے بھی تحریف ایک الف حقانی کے صفحہ ۱۲ سطر ۹ مین عبارت تقریظ یون نقل کی ہے کہ رد جواب مسمی بالفاروق الاکبر بین عارف امام الزمان والجاہل المنکر الخ اور صفحہ ۲۲ سطر ۱۶ مین بعد نقل عبارت تقریظ کہا اول رسم خط لفظ بالفاروق الاکبر جاے غور ہے الخ اور صفحہ ۲۳ سطر ۳ مین جہان عبارت رسالہ نقل کیا ہے یہ عبارت ہے مسمی بالفاروق الاکبر بین عارف الامام والمنکر الخ اور صفحہ ۲۳ سطر ۱۳ مین بعد نقل عبارت رسالہ بمقام رد لکھا ہے قولہ بالفاروق الاکبر الخ اقول اس جگہ بیہ مولف نے پیروی ہجا کی اپنی کی ہے کہ موصوف کو معروف باللام لائے مگر پیروی بھی الخ پس اب مخاطب کا کہنا شاہد اس قول کا تسمیہ رسالہ ابتر بالفاروق الاکبر بین عارف الامام والمنکر منقل گوزشتر باضرطہ ثانی برسر پیر موجب ضحکۂ صبیان و خندہ ہر ابجد خوان ہوا کہ ہر مقام پیہ خود مخاطب نادان نے باضافہ الف لام بلکہ دو الف کی ساتھ نقل کیا ہے اور یہان یون ان انکر الاصوات کا ہم آواز بنا بلکہ بفحواے زاد نعمۃ علے الطنبور کیسے تحریفون مین یہان گرفتار و ماسور ہوا کہ صفحہ ۵ کی ہفوات طبع ۱ دمین لکھا رسالہ ابتر مسمی بہ فاروق الاکبر بین عارف الامام والمنکر الخ یہان وا و فاروق کو بھی محذوف کیا اور یہان باسقاط اولین و القاے ثالث فرمایا اور صفحہ ۱۲ و صفحہ ۲۳ مین باقاے ثالثہ و اضافہ ایک الف زائد تحریر کیا بہر کیف مخاطب معاتب سے کوئی ذرایعہ دریافت کرے کہ اوکا مقام

ملی اول ... بلکہ مین کہ یا غلط ... نقل کیا ۔ ۱۲

تسمیہ کیا ہی یا اصل کتاب یا تقریظ دونون مقام مین تو خود آپ
اپنے منھ سے جھوٹے بنے تیسری جگہ تو کوئی مثل تیسرے کے قبر کے معلوم
نہیں ہوتی تا نبایہ کہ اپنے ہفوات طبعزاد مین کس غرض سے آپنے
مسمی بہ خارق الاکبر لکھا بہرحال ان شہود خمسہ سے کون شاہد
آپکا سچا ہے اور کون کاذب ایسے ہی تحریفات کو اگر شاہد اپنا بنائیگا
تب تو خلافت بلافصل کو خوب ثابت فرمائیگا سے قیاس کن زگلستان
من بہار مرا + قولہ قافیہ کا بھی لحاظ ہے الخ اقول یہان آگے ہمارے
مخاطب بالکل عدالت کے پتلے اور سفاہت کے پورے بنگئے جہل
مرکب مین ایسا گرفتار ہوئے ہر چند تفصیل اسکی اس مختصر مین
دشوار ہے مگر بکمال اختصار ان حماقتونکے طرف مخاطب کے اشعار
کیا جاتا ہے اولاً یہ کہ مخاطب ہولانی یہ بھی نہین جانتے کہ قافیہ کس
جانور کا نام صحرائی ہے یا کوہ قات پر اسکا مقام ہے حیف ہے کہ اتنا بھی
شعور نہین کہ قافیہ کی تعریف کیا ہے اور شعر مین ہوتا ہے یا نثر مین
دیکھیے قاموس مین ہے القافیہ اخر کلمۃ البیت الخ یعنے قافیہ
آخر کلمہ شعر ہے کہیے آپکا قافیہ اب تنگ ہوا یا بند ہوا ثانیاً الفاظ منکر جو
صفت جاہل ہے اسکو اس جاہل منکر امام نے عارف پر معطوف لکھا
عادت جانظیت نے ایسا آنکھو نپر انکے پردہ ڈالا کہ حرف عطف
کا عدم و وجود بھی نسو جھا لا یبصرون ثالثاً یہ عطف بحالت
بغرض تقابل و تضاد بے معنی صحیح نہین ہو سکتا یعنے منکر کو جیسا
کہ منکر نے سمجھا ہے کہ معطوف عارف پر ہے حماقت ہے کیونکہ درمیان
عارف و منکر تقابل نہین ہے کیونکہ عارف منکر ہو سکتا ہے مراد ت

جواب عدم رستگی قافیہ

عالم ہی وضد جاہل ہے اور منکر ضد مقر فتد بر را لعنا منکر بالفتح کاف ہمقافیہ اکبر اس مقام پر مناکیر سے بمعنے قبیح و ناشایستہ ہی کما فی ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر جس معنے مخاطب نے اپنے ضرب کو منکر کے ساتھ موصوف کیا ہے اُسیطرح یہان جاہل موصوف ہی اور منکر بالفتح اسکی صفت ہی اس سمجھ کے قربان کہ مخاطب نے اُسکو بصیغۂ اسم فاعل بکسر کاف پڑھا سچ ہے سہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد ہ اسیوجہ سے مخاطب نے اپنی کو مفعول بنایا اور منکر بالفتح بصیغۂ مفعول اپنی صفت قرار دیا سبحان خالق الازواج کا کھا غاشیًا یہ کہ مخاطب نے قافیہ منکر بالکسر و اکبر بالفتح مین کہا کہ کیونکر ہمقافیہ ہوسکتا ہی لیکن مخاطب نے کوئی وجہ اسکے محال عقلی یا عادی ہونیکی نہ بتلائی برائے خدا برائے خلفا اس ہمقافیہ کے محال ہونیکو خلفا کی خلافت ہی کیطرح ثابت فرمائیے کہ اپنے ہم مشربون عالم کہلاتے جہالت کے دہبہ سے بچ جاتے ساتہ سایہ کہ بے بصری کے لوازم کو حافظ صاحب نے انی شئیتم کے عموم کے ساتھ خوب صرف کیا اسی سے اپنے والد ماجد کے نام کو جو بمفاد الولد سر لابیہ یقینی بصفت حفظ موصوف ولبعوارض اُسکے معروف تھے ہونگے اخفا کیا اور یہان آکر انی شئیتم کو بصنعت ایہام بیان کیا سچ ہے مطلب سعدی دیگر است سابعاً بخطاے ثالثۃ فہم غلط اپنے قافیہ کے عدم مطابقت کو پہلی خطا علم صرف لکھا ہے حالانکہ علم صرف اور علم قافیہ سے کوئی تعلق نہین ہے اگر برعایت نام کافیہ پڑھکر خطائے نحوی لکہتا تو اسیہ محمول ہوسکتا تہا کہ اکثر جاہل قاف کو کاف پڑھتے ہین کہ کافیہ کو

قافیہ پڑھ لیا تا شنا ادعاے خطاے نحوی بر بنیاد دعوے باطلہ اتہام
ترک الف ولام باوجود اقرار اصلاح عم علام تقریظ مین درانظہار
اسکے کہ اس جگہ پر مولف نے پیروی چھاپی اپنے کی ہے کہ موصوف کو
معرف باللام لاے الخ سراسر دلیل خطاے اصلی مخاطب ہے اصل بد
از خطا خطا مکند سچ تو یہ ہے کہ اے تم بھی حکیم جی کوئی دن حلوفہ ہوئے
گند ھک یا خشکہ کا نسخہ تو خوب ایجاد کیا اور اپنے دھوئین کے
آتشبازی خوب چھوڑی مگر بد بو بہت پھیلی اور اگرچہ گندہ است
کی خوب تصدیق ہوئی شاید یہ خشکہ ہضم مد اعرق گوگردیا حب
کبریت کبیر کا استعمال فرمایئے ع لکل داء دواء لیتطب بہ ؎ و
لکن داء الجہل لا دواء لہ ؎ اعوذ باللہ السمیع العلیم
من الشیطان الرجیم تا شما واسطے تعلیم مخاطب جاہل کے
ضروری ہوا کہ اس مقام مین تعریف صرف ونحو وقافیہ وعروض
بیان کی جاے تا پردۂ غفلت وبے بصری چشم بدبین مخاطب سے
کسی نحو صرف ہو جاے اور قافیہ انکا اور بھی تنگ اور عروض
مرض سفاہت سے مبتلاے عار و ننگ ہون کشاف اصطلاحات
الفنون مین ہے جو آپکے ہم مشرب کی تصنیف وتالیف ہے اور رسائل
رشید شوکت عمریہ مین جابجا اسکے کلام سے سند لاتے ہین ذکر
تقسیم علوم عربیہ مین اما عن المفردات من حیث جواہرہا
وموادہا فعلم اللغۃ او من حیث صورہا وہیاتہا
فعلم الصرف واما عن المرکبات الموزونۃ فاما من حیث
وزنہا فعلم العروض او من حیث اواخر ابیاتہا فعلم القافیہ

صہ ۳۱ تا ۲۱
کشاف اصطلاحات
الفنون
صہ ۲۹ ورق
شوکت عمریہ
۱۵۳

الخ کہ محصل اسکا یہ ہے کہ علوم عربیہ منقسم باصول و فروع ہین
اور اصول کے دو قسم ہے متعلق بمفردات و متعلق بمرکبات پس
مفردات کلمہ سے اگر من حیث جواہرہا و موادہا بحث ہو تو علم
لغت ہے اور اگر من حیث صورہا و ہیاتہا بحث ہو تو علم صرف ہی
اور مرکبات کلمہ سے اگر من حیث الترکیب والاعراب والبنا بحث ہو
تو علم نحو ہے اور مرکبات موزونہ مین اگر بحث من حیث الوزن ہے
تو علم عروض ہی اور اگر من حیث اواخر الابیات و ما بنی علیہ
القصیدۃ بحث ہو تو علم قافیہ ہے اور تعریف علم صرف و علم قافیہ
مین یہ لکھا ہے علم الصرف وہو علم باصول تعرف بہا احوال
ابنیۃ الکلم التی لیست باعراب ولا بناء ھکذا قال ابن الحاجب
الخ و علم القافیہ ہو علم تعرف بہ کیفیۃ الاشعار من حیث
التقفیۃ والقید الاخیرا حتراز عن علم العروض موضوعہ
اللفظ المرکب من حیث ان لہ قافیۃ الخ یعنے علم صرف متعلق
باصول الفاظ ہے کہ جس سے حال ابنیہ کلمہ کا سوائے اعراب و بنا
کے معلوم ہو اور علم قافیہ وہ علم ہے جس سے کیفیۃ اشعار کی
باعتبار تقفیہ کے معلوم ہو اور اس قید سے منظور اخراج علم
عروض ہے اور موضوع علم قافیہ کا لفظ مرکب ہے اس اعتبار
سے کہ اسکے واسطے قافیہ ہے الخ پس علاوہ خطایائے سابقہ
کے مخاطب ایک لفظ مین مصداق سہ خطا کے ہے اول یہ کہ
درستگی قافیہ کو داخل علم صرف قرار دیا حالانکہ قسیم درتسیم ہی
و قسیم الشئے مباینہ دوسرے یہ کہ عبارت نثر مین قافیہ کی ضرورت

کے قایل ہوئے حالانکہ قافیہ محض متعلق بابیات و اشعار و
قصائد ہے جیسا کہ قاموس سے بھی سابقاً منقول ہوا تیسرے
یہ کہ درمیان فاصلہ و قافیہ کچھ فصل نکر سکے یعنے فاصلہ پر
اطلاق قافیہ کا کیا اور یہ محض جہالت ہے اسلیئے کہ جسطرح
قافیہ نظم مین ہوتا ہے اور اُسکو قافیہ کہتے ہین اسیطرح
نثر مین فاصلہ ہوتا ہے اور اُسکو فاصلہ کہتے ہین کما حققہ
المحققون علیہم السلام اگرچہ سابقاً اشعار کیا گیا ہے کہ لفظ منکر
نام مین اس رسالہ اطہر کے مفتوح الکاف ہی بمعنے قبیح و زشت
جو صفت جاہل ہی جیسا کہ منکر کے ضرب منکر بین ہے اور اگر
ہم بقول منکر منکر بکسر کاف بصیغۂ اسم فاعل بھی تسلیم کرین
تو کچھ مضائقہ نہین ہے بچند وجہ اول یہ کہ قافیہ بنفسہا کل
اشعار مین ضروری نہین ہے چنانچہ نظم کی دس قسمین
ہین اونمین سے فرد بھی ہے جسکی تعریف یہ ہے فرد مراد از یک
بیت است خواہ ہر دو مصراعش قافیہ داشتہ باشد خواہ
یک مصرعہ آخرش چنانچہ سعدی فرمودہ فرد ہر کہ زر دید سر
فرود آرد ور ترازوئے آہنین دوش ہست کما فی مجمع العلوم
دوسرے یہ کہ فاصلہ کا ہونا ہر نثر مین بھی ضروری نہین ہے اور
مراد فاصلہ سے مخاطب کا قافیہ ہے کہ بوجہ جہالت فاصلہ کو قافیہ
کہا چنانچہ نثر کی تین قسمین ہین کہ ایک عاری ہے و عاری آنست
کہ نہ وزن دارد نہ قافیہ فقافیتہ مانحن فیہ الباب اینکون عاریا
تیسرے یہ کہ اختلاف حرکت ماقبل روی قافیہ مین باوصف

سنہ ۱۲۵ مجمع العلوم

معیوب نہیں عموماً جائز و مستعمل ہے اور شواہد و نظائر اسکے بہت
ہیں کہ اس مختصر میں احصا انکا ناممکن ہے مگر یہاں اصحاب
تلاش کے لیئے تینون زبان یعنے عربی فارسی اردو کی دو ایک
نظیر و نیز اختصار کرتا ہوں عربی مین آپکے امام شافعی فرماتے
ہیں کما فی سلم الادب ہ الجد یدنی کل امر شاسع ۞ والجد
یفتح کل باب مغلق ۞ واحق خلق اللہ بالھم امرؑ ۞ ذوہمۃ
یبلی بعیش ضیق ۞ ومن الدلیل علی القضاء وحکمہ ۞ بوس
اللبیب وطیب عیش الاحمق دیکھئے آپکے امام نے مغلق و
احمق اسم تفضیل مفتوح ماقبل حرف الروی کا قافیہ ضیق
بکسر یا ماقبل حرف روی سے کیا ہے اب بقول مخاطب امام
شافعی یا مخاطب سے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ انکین قافیہ کا
بھی لحاظ ہے یا انکا قافیہ تنگ ہوگیا احمق و مغلق مفتوح ماقبل
الروی و اسم تفضیل کا ضیق مکسور ماقبل الروی کیونکر ہم قافیہ
ہوسکتا ہے شاید امام شافعی انی شئتم کے عموم مین آکر واسطے
قافیہ بندی ضیق بکسر یا ماقبل روی کے زیر و زبر احمق مقولہ
اپنے مین تمیز نکر سکا اور ردیے بصری مین زیر ہے کو اختیار کیا
اگرچہ خلاف قواعد صرفیہ ہوا حتی کہ جائے خندہ ہر ابجد خوان
علوم عربیہ ہوا مگر امام شافعی عامل مثل مشہور ہوا کہ ۞ گندھک
با خشکہ اگرچہ گندہ است ایجاد بندہ است لاحول ولا قوۃ
الا باللہ اسی علم پہ حضرت امام بنے تھے اور شوق تصنیف و
تالیف و شعرگوئی بھی ہوا ہے ۔ گرہین مکتب است واین ملا

کار طفلان خراب خواہد شد یہ تو انکی پہلی خطا ہے علم صرف مین
الجواب الجواب اب فرمایئے کسکا قافیہ ضیق ہوا اور کس کا
باب مجادلہ مغلق اور آپ اجہل بنیے یا امام شافعیؒ آپ کے
احمق مطلق چوتھے فارسی مین استاد مسلم کا شعر آپکے حق مین
ناطق وصادق ہے سہ آدمی را آدمیت لازم است ٭ عود را گر
بو نباشد ہیزم است ٭ لازم بکسر زاے ماقبل روی ہی اور ہیزم
بفتح زاے ماقبل روی اور ملا جامی فرماتے ہین سہ نکشد از
سر شر ہیزم ٭ آن ضرر کز حسد کشد مردم ٭ ہیزم بفتح زا ہی
اور مردم بضم دال روی پانچوین اردو مین مومن دہلوی
کہتے ہین سہ ہیوفا بندہ خدا گر ہون ٭ لیک تجھسے پہر دن تو
کافر ہون ٭ گر بالفتح کافر بالکسر پس بقول مخاطب ملا جامی
ومومن دہلوی سے یہ دریافت کرنا چاہیئے الخ چھٹے رعایت
فواصل نثر مین بدرجہ اولے فتح ونصب زیر وزبر ملحوظ
نہین ہے آیات فرقانی وانشق القمر وسحر مستمر وعسر ونذر
سے دریافت کرے ساتوین تسمیہ کتاب مین بہی باوجود
فواصل رعایت زیر وزبر نہین ہوتا جیساکہ درر الکلم عزا
لحکم وغیرہ سے تشفی خاطر علیل مخاطب ممکن ومن لا یقتنع
علی الیسیر لا ینتفع بالکثیر فتامل ولا تحتز قولہ دوسری
خطا کہ نحوی ہے اقول اب مخاطب صاحب پورے بزاخفش
اور فرا کے خربار کش بنے سابقا کلام مخاطب سے مذکور ہوا
کہ موصوف معرف باللام ہے اور یہ سب اعتراض محض اتہام ہی

اور لفرض تسلیم اگر لفظ فاروق معرف باللام ہے مہو تو بھی کچھ
مضائقہ نہین کیونکہ فاروق یہان علم ہی ہر شخص معین کا اور
علم خود معرفہ ہے محتاج بتعریف جدید نہین ہے عمر الفاروق
شاید یاد ہو کیس از قسم اضافت توصیفی ہوگا فلا یحتاج الے
تعریف جدید فتامل الیس منکم رجل رشید قولہ اصلاح خطائے
ثانی کی کر گئے اقول اولاً یہانتک جو کچھ مجادلہ و مکابرہ آنجناب
سے ہوا باصرار و خفا اری براداری وصوف کے ہمارا ادل انکار
کیا آخر میں اس موقع مہلکہ میں گرفتار ہوا اب یہان سے
مخاطب نے اپنے انکار تعجبی کا انتہا شروع کیا اور تو بہ کی
طرف رجوع ہو کیون نہو سه این کار از تو آید و مردان چنین
کنند ✽ ثانیاً اصلاح خطائے ثانی موسس اساس سلطانی کہ بیان
خود مقر نادانی تھے کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز کما فی ازالۃ الخفا
انکا مقولہ لولا علی لہلک عمر انکا قضیہ مقبولہ ہے بہت مشکل
ہے مگر مقرظ علامہ و مولف فقیر نے تباہی اباء طاہرین اجداد
معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام الے یوم الدین مہما امکن پورے
طور سے اصلاح کیا ہے وکرتے ہین و کریگے ثالثاً قولہ کہ علت
اولے الخ دلیل کمال تعظیم و توقیر خلیفہ پیر ہے ضلع جگت بہت
چوکنا نچاہیئے کسی باشد ثانی کے پیچھے علت اولی کا جوڑ خوب
لگا اور سیوطی کا فرمانا کانت بہ علۃ ما کان دواءہ الا
ماء الرجال بہت ٹھیک ہوا رابعا قولہ الزام اول الخ سچ ہی
آپکے ثانی الزام اول کے زیر بار ہین وما اصابکم من مصیبۃ

ص ۱۵۹ ازالۃ الخفا مقصد دوم

کہا ہما کہ بیت ابد بکر سے اسیطرف اشعار ہی خود کردہ را
چہ علاج ثانیاً قوا م خطائے ثالث ثلاثہ الخ واقعی خطائے
ثالث ثلاثہ ایسے ہی تھی کہ خطائے منکر او دہا بطا افعال
مہدہ اول ابتر دوم بدتر ہے لیکن ثالث نے جو خطائے
ثلاثہ ہماں تحریر کئے اپنے ثلاثہ کی نہ تو قیر کی اور اپنی حماقت
کی تشہیر کی ع خطائے بزرگان گرفتن خطا است ہ جائے
انصاف ہے کہ خود تو اپنے بیچارہ فاروق کی کیا گت بنائی کہ
کہ کبھی فارق کبھی فاروق کبھی بالفاروق بنایا اور الٹا
الزام واتہام مولف رسالہ اطہر کیطرف لگایا حالانکہ مولف
نے تو فاروق کو موصوف بلفظ اکبر کیا ہے نہیں معلوم آپ نے
دشنام کس لفظ سے سمجھ لیا یحسبون کل صیحۃ علیہم ھم
العدو اس کذب صریح وبہتان فضیح کا کیا جواب ہے اور
ایسی دیوانگی کا کیا علاج ہے خیریت ہوئی کہ مولف رسالہ
اطہر نے اپنے رسالہ کے نام کی حرمت کیا والا جو آپکے دلمین ہی
یعنے احرف اگر اسیکو کہتا تو شاید آپ کچھ نہ بولتے سچ ہی کہ جو
جس لائق ہوتا ہے اسیکو چاہتا ہے ساد نسا بقول شاعر ؎
ہر دم ازردگی غیر سبب راچہ علاج ہ مخاطب کی ناحق خفگی وغضب
کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی بلکہ یہ عین خوش ہونیکی بات
ہے کہ آپکے فاروق ہملوگ کی استعمال مین آئے افسوس ہے
کہ مخاطب لفظ فاروق سے جو لقب ہے یا صفت اس درجہ
ناراض ہوئے کہ مولف پر اعتراض کرنا شروع کیا نہ معلوم

اپنے رشید المتکلمین کو کیا کہینگے کہ انہون نے لفظ عمر سے عار کو ملحق کیا اور شوکت عمری کتاب کا نام رکھا سابعا قولہ اسلاف الخ بیشک اسلاف طاہرین و ابائے طیبین ہمارے بہ نسبت مقصودین مخاطب کے لعن وطعن فرماتے تھے بلکہ خالق آن اسلاف طیبین کا قرآن مبین مین لعنت فرماتا ہے الا لعنة اللہ علی الظالمین لعنة اللہ علی الکاذبین موجود ہے اور اسلاف طیبین سے فرقہ حقہ ناجیہ شیعہ اثنا عشریہ کے اول جناب افضل المرسلین ہین جو بروز احد فراریون پہ لعنت فرماتے تھے جیسا کہ سابقا گذرا فتح القدیر سے کہ جناب رسالتمآب نے فراریونکو دشنام دیا تھا دوسرے اسلاف طیبین شیعون کے بنص رسول خدا جناب امیر ہین کہ آنحضرت بھی مستحقین لعن پہ لعن فرماتے جیسا کہ شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین دوم آنکہ جناب مرتضوی وسائر ائمہ اطہار درحق نواصب اشقیا بملاحظہ شرارت وبد ذاتی وخباثت وبد طینتی آنہا ونظر بغلبہ ظاہری انہا کردہ کلمات لعن آمیز درضمن اوصاف عامہ مثل غصب وظلم وبغض اہلبیت وتغیر سنت رسول واحداث بدعات واختراع احکام مخالفہ شریعت وامثال این صفات میفرمودند الخ پس جناب امیر وسائر ائمہ اطہار جو ہم لوگ کے اسلاف سے تھے جو امر فرماگئے اور جنپر لعن کہہ گئے تبا سی اون حضرات کے ہم لوگ بھی بجالاتے ہین اب اسکے بعد مخاطب کو اختیار ہی کہ اپنے شعر دشنام بمذہبیکہ طاعت باشد مذہب معلوم

شوکت کی معنے اٹھانی ہین ۱۲

تحفہ اثناعشریہ مطبوعہ دہلی

واہل مذہب معلوم پڑھے یا پڑھے اور کلمات بیہودہ کا اپنی معاذاللہ
یہان استعمال کرے یا نکرے وما علینا الا البلاغ فتلک سبعۃ
سیارۃ من اول المخاطب الیٰ اخرہ قولہ فرمایا رسول خدا نے
اقول اولا مخاطب کو تسمیہ رسالۂ اطہر لفاروق اکبر سے سب وشتم
بہ نسبت صحابہ یا ثلاثہ کے ثابت کرنا لازم تھا بعد اُسکے حدیث کا لانا
والا بے آب موزہ کشیدن و بے ضرب نالیدن فعل مجانین است ثانیا
روایت بغیر سند ونشان کتاب عموما ومقام استدلال مین روبرو
اپنے خصم کے خصوصاً کب مستند ہے دعوی بے دلیل قبول عقول
نہین ثالثا ثلاثہ کا بخصوصہ عموم اصحابی مین داخل ہونا ممنوع
ہی خصوصاً درصورتیکہ بعض اصحاب کا مرتد ہونا بھی حدیث
حوض سے متیقن ہے جیساکہ بتفصیل تمام عنقریب مذکور ہوگا۔
رابعا اس حدیث مقبول مخاطب سے بھی عموما جواز لعن ظاہر
ہی ہرگاہ صحابہ کے سب ولعن پر لعن جائز بلکہ واجب ہوا
لان اصل الامر للوجوب تو موذیان رسول وظالمان وصی
رسول مقبول وغاصبان حقوق جناب سیدہ بتول پر بدرجہ
اولےٰ جائز بلکہ واجب بلکہ فرض حتمی ہوگا بسبب اجتماع حیثیت
صحابیت وفضل اہلبیت عترت ہونیکے خامسا جائز ہے کہ
مراد حدیث مذکور مین بشرط صحت اہلبیت ہون جیساکہ حدیث
نجوم مین آپکے ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی نے
لکھا ہے قرینہ اسپر یہ ہے کہ عہد رسالتماب مین کوئی لطور عادت
کسیکو لعنت نہین کرتا تھا اور بعد انحضرتؐ کے اول بادی اسکے

معاویہ ہوئے کہ اُسنے جناب امیرؑ و حسنینؑ پر سر منبر لعنت کرنا
شروع کیا اور باتفاق مورخین بطور تواتر ثابت ہے کہ یہ سنت
سیئہ زمانہ بنی امیہ مین تا عہد عمر بن عبد العزیز جاری رہی
پس مورد العنوا کے آپکے معاویہ ہوے بلکہ آنکے ارباب بہی کہ
جنھون نے اپنے کیئے کو سر چڑھایا اور اسکے اذناب بہی یہان تک
مخاطب والا خطاب بہی تشادسا حضرت عمر نے سعد ایسے صحابی جلیل
القدر کو فرمایا اقتلوا سعدا قتل اللہ سعدا فانہ صاحب فتنۃ
کما فی النہایہ اور بہی اُسی نہایہ مین ہی کہ ام المومنین عایشہ نے
حضرت عثمان کو کہا اقتلوا نعثلا قتل اللہ نعثلا اور قاموس مین ہے
کہ قتل بمعنی لعن کے ہے و قاتلہم اللہ اے لعنہم اللہ اب فرمائیے
کہ یہ لعنت قائل کیطرف گئی یا مقتول کیطرف یا آنکی طرف اور اگر فرمائے
کہ یہ لعنت تو پوشیدہ اور در پردہ ہی تو ہم کہینگے کہ گو پردہ صاحب
قاموس نے فاش کر دیا ہے مگر بعد اسکے ہم کھلی کھلی لعنت کا بہی
نشان دیتے ہین فانتظرہ سالبعاد دشنام و سب و شتم عموماً فرقہ حقہ
کے نزدیک ممنوع ہے حتی کہ بہ نسبت کفار یہود و نصاری ہنود
بہی جائز نہین ہے اسکی نسبت کرنا شیعونکی طرف افترای محض
و اتہام بحت ہے ہان لعن یعنے بد دعاے دوری از رحمت خدا
جو سنت رسول ہی اور آپ بلفظ تبرا بہی اُسکو استعمال کرتے ہین
مطابق حکم خدا کہ یلعنہم اللاعنون و لعنۃ اللہ و الملائکہ و الناس اجمعین
و لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ ہے و مطابق طریقہ مرضیہ رسولؐ و ائمہ
اطہار مستحقین پر کرتے ہین اور غاصبین و ظالمین و کاذبین و

منافقین کو بیشک ملعون جانتے ہین اب آپکو اختیار ہی کہ لعنت
کرنیکو سب وشتم کہیے یا گالی و دشنام مگر دونون مین آسمان و
زمین کا فرق ہی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور
جواز اسکا آپ ہی کی حدیث مقبول اور شاہ صاحب کے قول
منقول سے ثابت ہی اور اُن لعنتون کو آپ اگر نہ قبول فرمائین
تو چیز مقتضاے سرکشی و عناد بھی یہی ہے آب مین خاص آپکے
اسلاف اجلاف معدن اختلاف کی لعنت کو آپ کے روبرو
پیش کرتا ہون چاہیے قبول فرمائیے یا قائل کیطرف رد کیجیے
گو سابقا ام الصبیان آپکے حمیرا کا آپکے سوتیلی مام حبیبہ پر
لعن کرنا مذکور ہو چکا ہے مگر یہان کی لعنت آپکے لیئے حلوائے
بے دود ہے اور اسمین راہ چارہ ہر طرح مسدود شاہ ولی اللہ
پدر مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی ازالۃ الخفا اور رسالہ
انصاف مین فرماتے ہین قال ابن عمر لا تسأل عما لم یکن
فانی سمعت عمر ابن الخطاب یلعن سائل عما لم یکن الخ کما
ابن عمر نے کہ مت پوچھو اُن چیزون سے جو نہو کیونکہ مینے سنا ہی
عمر بن خطاب کو کہ لعنت کرتے تھے اُس شخص کو جس نے پوچھا
اُس چیز سے کہ جو نہ تھی انتہی سبحان اللہ کیا مذہب تھا حضرت
خلیفہ کا کہ اگر کوئی اُنکے مریدان خاص و معتقدان با اخلاص سے
کوئی مسئلہ غیر واقعہ زمانہ رسول اللہ سے دریافت کرتا تھا تو
جواب مین لعنت عنایت ہوتا تھا کیون حضرت مخاطب یہہ
لعنت اُنکا مذہب تھا یا خلاف مذہب اُنکے تھا اگر اول تھا تو

ص ۱۲۸ ازالۃ الخفا مقصد دوم
ص رسالہ انصاف

شاعر نے شاید انھین کے حق مین کہا ہے ؎ دشنام بمذہبیکہ طاعت باشد ٭ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ٭ اور اگر خلاف مذہب آنکے لعنت ہو تو آپ جانیئے اور اگر اسپر بھی آپ مدعی ہون کہ شیعہ ثلثہ کو دشنام دیتے ہین تو بتقدیر تسلیم فتح القدیر کی روایت مذکورہ پیش نظر رکھنا چاہیئے قیل انہ علیہ السلام سب الذین انھزموا یوم احد وفیھم عثمان انتہی یعنی کہا گیا ہی کہ رسول خدا نے دشنام دیا تھا اُن نامردونکو جو بروز احد بھاگے تھے جسمین عثمانؓ بھی تھے بلکہ اُن بھاگنے والون مین آپکے ثلثہ شریک تھے کما مر پس اگر شیعہ بمتابعت رسول اون لوگونکو جنکا شیوہ گالی سننا ہے دشنام دیتے ہین تو درحقیقت امتثال ولکم فی رسول حسنہ کا التزام کرتے ہین اور وہ لوگ مصداق شعر مذکور کسیطور سے نہین ہو سکتے والا کفر آپکا اور شاعر کا لازم آتا ہے والعاقل یکفیہ الاشارۃ قولہ جن لوگونکے زور تلوار الخ اقول لاریب کہ بعض اصحاب متصف بصفات مذکورہ تھے جنکے سردار کرار غیر فرار تھے مگر آپکے ثلثہ تو ہرگز اسمین شامل نہین ہو سکتے خود رسول مختار جنکو فرار کہین انکے زور تلوار سے کیا شدنی ہے چہ خفتہ چہ بیدار روز احد وخیبر وحنین کا حال سابقاً مذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کہتے تھے کہ ہم پہاڑ پہ پہاڑی بکری کیطرح اُچھلتے تھے ولا نطیل الکلام باعادتہ فی ھذا المقام کیون مخاطب صاحب کیا ایسے بکریون سے اور انھین بھگوڑون کی زور تلوار سے اسلام کا نام

بلند ہوا اور کیا انہین ہیر..ون نے ارکان دین کوارجمند کیا
اور ایسے ہی نامرد ونسے چاردیواری ایمان کی قائم ہوئی اور
کیا ایسے ہی منافقین کی ذات سے بناے کلمہ طیبہ کی دائم ہوئی
حاشا وکلا ہرگز نہین بلکہ انہون نے اسلام کو بدنام کیا اور
ایمان کی چاردیواری کا انہدام کردیا چنانچہ آپکے امام
فخرالدین رازی نے بھی اسکی تصریح کی ہے واعلم ان ھذا
الذنب لاشك انه کبیرة لانهم خالفوا صریح نص
الرسول الخ یعنے یہ گناہ انکا گناہ کبیر تھا اسلیئے کہ بیشک انہون نے
مخالفت صریح نص رسول کی کی اور یہ باعث انہزام لشکر
اسلام ہوا اور قتل اکابر صحابہ کے جمع عظیم کا باعث ہوا اور
معلوم ہے کہ یہ کل امر باب کبائر مین داخل ہے اور ظاہر
قول تعالے ومن یولہم یومئذ دبرہ الآیہ بھی دلالت کرتا ہے
اسکے گناہ کبیرہ ہونے پر اور مشکوۃ مین علامات نفاق سے
لکھا ہے والتولی یوم الزحف یعنے بھاگنا روز زحف کا علامات
نفاق سے ہے پس اب التماس ہی کہ بعد ملاحظہ ان آیات اور
روایات سابقہ ولاحقہ کے مخاطب بلکہ ہر سنی درباب خلفاے
ثلثہ غور وفکر کرے کہ یہ اصحاب مخصوصین کس القاب کے
مستحق ہین ناحق ان صفات کو بھی شل خلافت کیون حیدر
کرار غیر فرار من یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ سے
غصب کرتے ہین اصل قائم کرنے والے دین کے اور رمح
شریح متین کے جناب مرتضوی نفس جناب مصطفوی ہین

نہ یہ جو ہر معرکہ سے دم دبا کر بھاگتے تھے قولہ چنانچہ فرمایا رسول
خدا نے اقول اولا بغیر ذکر سند کب مستند ہے ثانیا یہ حدیث
اہلسنت کی ہی اور حضرت مخاطب کے والد ماجد کا تحفہ مسروقہ
مین اور اُنکے جد امجد کا ازالۃ الخفا مین بھی دستور ہی کہ اپنے
احادیث سے بمقابل شیعہ استدلال کرتے ہین اور یہ نہین سمجھتے
کہ انکا خصم اُنکی رواۃ کے قول اور ربول کو ھا حد جانتا ہے ثالثا
اگرچہ یہ عام طریقہ اہلسنت ہی خلفا عن سلف کہ اپنی روایات
موضوعہ سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرتے ہین مگر یہ دونو باپ
بیٹے یعنے شاہ عبدالعزیز و شاہ ولی اللہ کچھ سب سے زیادہ چالاک
ہین چنانچہ بھی حدیث باوصفیکہ بتصریح امام ترمذی غریب ہی
جیسا کہ براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ مین ہی و در حدیث کہ
رجال او ثقات اند اگرچہ ترمذی گفتہ کہ غریب است اللہ اللہ
فی اصحابی الخ اسپر بھی شاہ صاحب اس حدیث ضعیف سے
روبروے اہلحق استدلال کرتے ہین ماجراے عجیب و واقعہ غریب
ہے کہ نہ اہلحق کے یہان کی حدیث ہے نہ خود اہلسنت کے یہان
علل ضعف و غرابت وغیرہ سے بری ہی فتامل رابعا بالفرض صحت
اصحاب سے مراد اصحاب اخیار ہین مثل سلمان و ابوذر و عمار
جنکو ثلثہ نے و بالخصوص ثالثھم نے ذلیل و خوار کیا نہ اصحاب
اشرار فساق و فجار و مرتدین و کفار کیونکہ ببدیہۃ عقل و نقل
مرتدین و منافقین صحابہ اس حکم سے خارج ہین پس اپنے ثلثہ
اور اُنکے احزاب کو زمرہ منافقین و مرتدین سے پہلے خارج

ص ۵۲ ورق ترجمہ صواعق محرقہ

کر لیجیئے تب ہوس استدلال باین حدیث کیجیئے ورنہ خرط القتاد خامشا جائز ہے کہ حال اس حدیث کا بھی مثل حدیث سابق کے ہو کہ مراد اصحاب سے اصحاب العصمت ہون یعنے اہلبیت بقرینہ من بعدی اسلیئے کہ بعد آنحضرت کے اُنھین سے لوگون نے بغض و عداوت کامنہ اور ضغاین بدریہ و حنینیہ ظاہر کیئے یہان تک کہ اُنکے گھر جلانے کے لیئے آگ اور لکڑیان جمع کین اور سالہا سال اُنکو بر سر منابر برا کہا اور قرینہ دیگر اسپر یہ ہے کہ احادیث دیگر مین تصریح باہلبیت وارد ہوئی ہے والاحادیث تفسیر بعضہا بعضاً جیسا کہ مودۃ القربی مین سید علی ہمدانی کے ہے قال رسول اللہ احبوا اللہ لما ارفدکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی یعنے فرمایا رسول خدا نے دوست رکھو خدا کو بسبب اُسکی نعمتونکے اور مجھکو دوست رکھو بوجہ محبت خدا کے اور میرے اہلبیت کو دوست رکھو بسبب میری محبت کے اور یہ حدیث تو خود مشہور اور متواتر بین الفریقین ہی کہ لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق وعن الجابر کنا نعرف المنافقین ببغض علی ابن ابیطالب ومن احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی کما ہو المشہور بالجملہ جب اصحاب سے اصحاب عصمت وطہارت مراد لیئے جائین کما حققہ المحقق المدقق فی رمی الجمرات بالادلہ العقلیہ والنقلیہ والاحادیث والایات فتلک الاحادیث لنا لا علینا سادساً اس حدیث کو بعد تسلیم اگر بنظر غور ملاحظہ

کیجیے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین محبت
اور عداوت صحابہ دونونکا حکم دیا ہی کہ فرمایا من احبھم فبحبی
احبھم یعنے جو انکو دوست رکھی بسبب میری محبت کرنے کے
اور دوست رکھینگے انکو دوست رکھے ومن ابغضھم فببغضی
ابغضھم یعنے اور جو انسے بغض رکھے پس بسبب میرے بغض رکھنے
کے اور دشمن جانینگے اون لوگونکو دشمن جانے پس معلوم ہوا
کہ محبت رکھنا چاہیئے محبوب رسول کے ساتھ اور بغض رکھنا
چاہیئے مبغوض رسول کے ساتھ یعنے جیسا بعض اصحاب کے ساتھ
بسبب محبت رسول خدا کے محبت رکھنا چاہیئے ویسا ہی بغض کے
ساتھ بوجہ اسکے کہ وہ دشمن رسول ہین بغض رکھنا ضروری ہی
اسیلئے حضرت نے اسباب محبت وعداوت با اصحاب دونونکو بتایا
تا امت ہر امر مین ماجور ومثاب ہو از ینجا است کہ چونکہ مودۃ
ومحبت عترت بہر طور واجب وفرض ہی مثل صلوۃ وصوم کے
بلکہ زیادہ ازان آپکے سبب کو بھی ظاہر فرمایا کہ بسبب میری محبت
کے محبت کرو اور بغض وعداوت اہلبیت کیسیطور سے جائز نہین
ہو لہذا اسکو یہان بالکل متروک فرمایا اور دوسری احادیث
مین اسکو کفر وعلامات نفاق ونشانیہاے حرامزادگی سے قرار
دیا ہی پس اس حدیث کا یہان نقل کرنا خود آپ اپنے خلاف کی
مدد کرنا ہی فقط کرستابعہا مخاطب کی تحریف کی اس ترجمہ مین داد
دینا چاہیئے اور انعام مین اس جعل سازی کے ویحرفون الکلم
عن مواضعہ کا خلعت دینا چاہیئے تا متابعہ اللئی واللتیا

کل احادیث منقولہ دربارہ فضائل صحابہ خلیفہ ثانی و خلیفہ ثالث کی روبرو پیش کرنا چاہیئے کیونکہ شاید انکو ان احادیث کی خبر نہ تھی جو بیچارہ سعد اسعد ناصر رسول امجد پر حکم اقتلوا سعدا قتلہ اللہ صادر فرمایا اور بہ نسبت ابوذر غفاری و عمار یاسر و ابن مسعود و ابی بن کعب و عبداللہ بن صامت و ابوہریرہ و ابن عوف وغیرہ کے لا تخذوھم عرضا کا لحاظ نہ کیا کسیکو کوڑے مارے کسیکی پسلیاں توڑ دیں کسیکو ایسا لگد کوب کیا کہ مرض فتق ہوا کسیکو سب و شتم و دشنام دیا کسیکو شہر بدر کیا کسیکا قرآن جلایا کسیکو منافق کہا کسکا مرد بھی فیما بعد میں اگر ہم لوگ بھی بتاسی خلیفہ دوم وسوم کے بعض اصحاب کے مار پیٹ وجلا وطن کرانیکے بدلے میں بعض اصحاب اہلسنت کو بنص خدا ورسول کچھ برا بھلا کہیں تو کیا سنت شیخین کی ادا نہوگی نہیں نہیں ضرور ضرور ہوگی گو تعین شخصی میں فرق ہو مگر سنت سنیہ وہی ہے کما لا یخفی علی اولی النھی تا سہا بقیہ تحریر کا جواب بھی اسی تقریر سے اولی الالباب پر واضح ہے قولہ بر لکھتے ہیں اقول خدا ورسول نے جنپر لعنت کی اور دشنام دیا ہم لوگ بھی بخدا انکے سوا کسی دوسرے کو نہ لعنت کرتے ہیں نہ دشنام دیتے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا و لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لیکن شیعونکا مقلد عبداللہ ابن سبا ہونا جیسا کہ مخاطب نے دعوی کیا ہے عنقریب بطلان اسکا اور سنیونکا مقلد ابن سبا ہونا بتفصیل تمام مابعد اسکے مذکور ہوگا فانتظر انک من المنتظرین حتی یاتیک الیقین

قولہ افترا پردازی اقول پہلا راگ ختم ہوا اب بہاگ شروع ہی
کہان سے کہان خیال پٹے مارتا ہے ابہی تو ہائے ہائے لعن وطعن
پر تہی اب استغاثہ وفریاد افترا پردازی پر آئے اپنی معتبر پونکے جنکے اُستاد
شاہ جی اور انکے ہمزاد شاگرد رشید اور خیمہ دوز پلید ہین کس مجلس مین
بند کیا ہی جو بنا بر المرء یقیس علی نفسہ دوسرے کو بہی مفتری کہتے ہین
ذرا برائے خدا اُس افترا کو بیان فرمایئے کہ کیا ہی بفرض تسلیم کیا ایک
مسئلہ کا جواب لکہا اور دوسرے کا جواب نہ لکھنا افترا ہی کس احمق
نے اسکو افترا کہا ہے قولہ دو اعتراض مخدوش اقول یہ قول کئی
وجہون سے مثل اُسکے قایل کے مردود اور قایل کی افترا پردازی
کی سند موجود ہی اولا یہ کہ یہ قول بالکلیہ غلط وکذب بحت ہی اسلئے
کہ کوئی اعتراض وارد ہی نہین کیا گیا دو سوال البتہ تہے ایک
دربارہ امام زمان دوسرا حسب تحریر بے نظیر مخاطب محض ذکر
حدیث اصحابی کما سیجئ مفصلا اور سوال کو اعتراض کہنا دلیل حماقت
ہی ثانیا مخدوش کہنا مخدوش ہی جیسا کہ مخاطب کے دل پر منقوش ہے
ثالثا اگر نسبت ایراد عموم فرقہ حقہ کیطرف کیجائے تو افترا ہی اور
اگر خصوص مؤلف رسالہ اطہر کیطرف ہو تو کذب بحت ہی جیسا کہ خود
منکر نے اسی رسالہ منکر مین بیان کیا ہی (اسواسطے کہ سائل جیسا کہ
معلوم ہوا یہ بزرگوار آگے تہے الخ ہر چند یہ نسبت بہی دروغ محض ہے
بقول محقق دروغ گو را حافظہ نباشد بہر کیف وارد کرنیوالے کو مطلقا
بیان نہ کیا کہ کون تہا فعل ومفعول موجود فاعل غائب اگر مضمر ہے
تو اضمار قبل الذکر کی علت مخاطب کے لیئے مثل سرسام وبرسام

در سرو دربری لیں گے گاہ نسبت وارد کرنے والے کی مثل والد مخاطب
یا فاعل والد خطاب کے مجہول رہی تو بقول مخاطب خود خطائے ثالث ثلثہ
میں گرفتار ہوا اور الزام اول دخطائے ثانی کا زیر بار ہوا قولہ
جواب اعتراض دوم کے بارے اقول الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین
اولاً یہ دروغ اسوجہ سے قابل اعتبار نہیں ہے کہ جسطرح جواب
سوال اول کا رد کیا گیا اگر سوال ثانی کے جواب کا وجود ہوتا تو
اسکے ابطال و تردید میں بہی کد کی جاتی ثانیاً جواب و سوال دستخطی
مجیب مریب راقم الحروف کے پاس موجود ہے جو چاہے آکر دیکھ
لے کہ تسکین خاطر ہوجائے ثالثاً خود مخاطب کی تقریر پر تزویر
سے تکذیب اُسکی ظاہر ہے کہ جب بقول مخاطب در جواب اعتراض
اول کے ابطال میں عادت جبلی و شرارت ذاتی کو اپنے دخل دیا اُم
تو دوم کے ساتھ شرارت بغرض اطفاے حرارت حطفہ شیطانی
کرنیکو بقول مخاطب کون مانع تہا کہ اُسکو بہی شرارہ جہنم دکھاتا و
نرسل علیہم شواظ من نار کا مزہ چکھاتا رابعاً بغرض تسلیم بقول
مخاطب جب جواب باصواب پا گیا جواب اعتراض دوم کے بارے
میں نہ اُٹھا سکا الخ تو اسمیں افترا پردازی کیا ہے یہ تو عین طریق
صواب ہے کہ جواب صحیح کو تسلیم کرے پس اگر بزعم فاسد آپکے وہ جواب
باصواب تہا تو سکوت آپہر عین طریق صواب تہا نہ افترا پردازی
جیسا کہ آپنے کہا اور حقیقت بے حقیقتی اور ناصوابی اُس جواب
ناصواب کی باللہ اسکے بخوبی واضح و لائح ہوگی فانتظروا حتی حین
انی من المنتظرین الی یوم الوقت المعلوم قولہ جواب اعتراض اول

الخ اقول بیشک احقاق الحق و ابطال الباطل شیعیان حیدر کرار غیر
فرار موالیان علی مع الحق حیثما دار کی عادت جبلی و سیرت اصلی ہے جیسا کہ
آپنے اقرار کیا اور بر عکس اسکے خباثت نفسانی و طبیعت شیطانی موالیان
ثانی لاثانی متابعان تیمی و عدوی و اموی و مروانی موالیان ادبار پیروان
منافقان و کفار کی ہے جیسا کہ آپنے اظہار کیا لہذا بمتابعت حکم محکم حدیث
رسول مکرم صلعم اذا ظہر البدعۃ فلیظہر العالم علمہ علمائے اہل الحق مہما امکن
حمایت دین و حفاظت شرع مبین و نصرت مومنین و مسلمین و سیاست
فاسقین و منافقین بازالہ بدعات مخالفین و زلالات معاندین جو
بقیۃ السیف قاسطین و مارقین و ناکثین ہیں کرتے ہیں اور جب کوئی
اہل باطل سے کسی سیرت سفیانی یا طریقہ مروانی یا بدعت اول و ثانی یا
خرافت عثمانی کو قائم کرنا چاہتا ہے تو اہل حق بآیات قرآنی و احادیث رسول
یزدانی و حجج بالغہ ربانی و دلایل برہانی بہ سیرت وصی عمرانی ذوالفقار
صاعقہ کردار کی شرر افشانی دکھلاتے ہیں اور اہل بدعت و ضلالت
کو ملوماً مدحوراً اور انکے اباطیل و اکاذیب کو کرماد اشتدت بہ الریح
فجعلہ ہباءً منثوراً کر دیتے ہیں ازینجاست کہ جب جواب اعتراض
اول سراسر ناحق و باطل و مجیب سراپا ناحق و جاہل نظر آیا ابطال
اسکا بدلائل و براہین کتب معتمدہ مخالفین سے باحسن وجوہ کیا گیا اور
جواب اعتراض دوم بقولہ جوابکار افکار سے مجیب کے تھا اور اب پس از
دوازدہ سالگی بذریعہ ملازادہ مخاطب سادہ اسکا جلوہ نظر
نظارگیان پاک بازمیں بصد ناز و انداز دکھائی دیا اور مثل متبرجات
علی الجمال والبغال کے مواقع نزال میں آیا انشاء اللہ انظار فحول سے

پردہ دری اُسکی بجملہ ہائے کاری برروئے کار آویگی بار اول چونکہ یہ معشوقہ ممشوقہ پردہ خفا مین تہی دست بردشیران وغا سے محفوظ رہی اب کہ بذریعہ عنایات مخاطب معاتب کہ بوجہ احتوای جوابین موصوف بصفت جمع بین الاختین ہین بکمال زیب زین ہم تک اسکی رسائی ہوئی بعد از تمتع کامل بمصداق عطائے تو بلقائے تو یہ باکرہ ثیبہ ہوکر خدمت مخاطب مین آتی ہی اور رسالہ منکرہ بہی چونکہ حقوق تربیت مخاطب کا حامل اور بوجہ اکراہ اکرہ علے البغا کا مصداق کامل ہے اور حقیقت مین معین الباطل و قرین الجاہل ہی مثل شیطان کہ بئیس القرین ہی ایک ہی لاحول مین مدفوع و مردود ہوگا وھل ھذا الا تائید من اللہ الودود فالحمد للہ المعبود والصلوٰۃ علے النبی المحمود المسعود والہ الذین ھم شفعاء یوم الورود قولہ تقلید ابن سبا اقول جواب ان ہفوات کا بتفصیل مخاطب کے تفصیل پر تضلیل کے ساتھ مذکور ہوگا فانتظرہ قولہ جب ہوئی متعسف تسمیہ رسالہ ابتر الخ اقول یہ تسمیہ آپکے واسطے سم افعی ہوگیا کہ رہ رہکر لہر دیتا ہی اور مخاطب مثل مار پیچان کے بل کہاتا ہی اور مثل مرغ مذبوح کی پہڑکتا ہی اور تہہر تہہر کر تڑپتا ہی اور سنگ و دیوار پر مثل دیوانہ مجنون کے سر ٹپکتا ہی اب معلوم ہوا کہ حضرت کو اس بات کا غصہ ہے کہ فاروق کیون نام ہوا برائے خدا غور فرمائیے کیا بے ادبی ہوئی کیا تقصیر کیا خطا کسنے نیش لگایا کسنے ڈنک مارا لفظ فاروق سے تو آپ اسقدر ناراض ہوے اگر حضرت فاروق سابق یا حال کو دیکھتے تو آپکا کیا حال ہوتا خیریت ہوئی کہ آپنے دیکھا نہین خیر ہوش مین آئیے فصد کھلوائیے لوگونکو کچھ

اور شبہ ہوتا ہی قولہ شیطان الطاق الخ اقول ہر گاہ شیطان علے الاطلاق مشہور رفے الافاق نے جو اپنی شیطنت مین طاق اور شیطان اُسکی شیطنت کا مفتاق تہا اور سامنے اُسکے آنا اُسکو از حد شاق تہا کہ الشیطان یفر من ظل عمر اُسکا مبین ہی جب اُسنے اس لقب کو اپنے لیے بلا استحقاق بغصب یا باستراق بغایت اشتیاق کسب کیا تو کون ایسا متنفس ہوگا جسنے اسے نہ سنا ہوگا اور کسکے خیال و وہم مین نہ آیا ہوگا کہ وہ تو یوسوس فی صدور الجنۃ والناس کا پورا مصداق تہا والتفصیل لہ فیما بعد باق والی ربک یومئذ المساق قولہ الضرب المنکر علے فرق الاظہر اقول بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ومنہاج علی ولی اللہ فزت برب الکعبۃ کلام مجید مین بہی آیا ہی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اگر الضرب المنکر کی جگہ الصوت المنکر کہتا تو صنعت اقتباس بہی ہوجاتی بنوع من التجنیس ورنہ یہ تسمیہ کا تسمیہ کئی وجہوں سے مردود و اسم بامسمی منکر وغیر محمود ہی اولا باقتضاے مقابلہ مخاطب اپنے رسالہ منکر کا نام الضرب المنکر علے فرق الفاروق الاکبر قرار دینا لازم تہا ہر چند اب بہی مال وہی ہی کہ یہ ضرب اُسی پر ہی والکنایۃ ابلغ من التصریح ثانیا الضرب بمعنی زدن متعدی بنفسہ ہی نہ بلفظ علی کما فی القاموس ثالثا جب ضرب موصوف بکلمہ منکر بفتح کاف ہو تو اُسکے صادر کنندہ پر بیشک اطلاق منکر بکسر کاف لازم ہوگا وہو المقصود اور اسیوجہ سے مخاطب اب مخاطب بلفظ منکر ہونگے اور اب جہان منکر کا اطلاق ہوگا وہان یہی حضرت مقصود ہونگے رابعا قولہ راس الاظہر کلمۂ اظہر نہین ہی کیونکہ نام صاحب

فرق الاظہر مصدری

رسالہ اظہر کا علی ہی نہ اظہر جو مضاف الیہ راس کا ہو سکے پس مقصود
مخاطب حاصل نہوا اور وار خالی گیا اور بشرط تسلیم وقوع ہمکو بسبب
مشارکت اسمی تاسی ہوگی بوصی نبی امی الذی قال فیہ الرسول
لحمک لحمی ودمک دمی کی اور آپکو تاسی واقتدا ساتھ آپکے امام
مجتہد مسلم الاجتہاد ابن ملجم مرادی نامراد کے جسکو آپکے امام ہمام ابن
حزم محلے مین یون یاد فرماتے ہین اور اُسکے اجتہاد کو یون بلا خلاف
امت ثابت کرتے ہین وھذہ عبارتہ فی المحلی ولا خلاف
بین احد من الامتہ فی ان عبدالرحمن بن ملجم لم یقتل
علیا رضی اللہ عنہ الا متاولا مجتھدا مقدرا علی انہ
صواب وفی ھذا یقول عمران بن حطان شاعر الصفریہ
ہ یا ضربۃ من تقی ما اراد بہا الا لیبلغ من ذی العرش
رضوانا ٭ انی لاذکرہ حینا فاحسبہ ٭ اوفی البریۃ عند
اللہ میزانا الی اخرہا ھفاہ دفی السعیر القاہ علے
قفاہ یعنے کہا ابن حزم نے کہ درمیان امت کے اس امر مین مطلقاً
اختلاف نہین ہی کہ ابن ملجم نے جو جناب امیر کو قتل کیا تو وہ مجتہد تہا
اس مادہ مین اور متاول تہا اور وہ بقوۃ اجتہادیہ اپنی سمجھ صواب
ہونیکو جانتا تہا اسی مادہ مین ہی شعر عمران بن حطان کا کہ کہا اُسنے
کیا ضربت تہی اُس تقی برگزیدہ دنیکوکار کی کہ جسنے ارادہ کیا
کہ اس ضربت سے رحمت و رضوان حاصل کرے جب ہم اُسکو یاد
کرتے ہین تو گمان ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی نیکی وخوبیان اُسنے اپنے
میزان عمل مین بھر لیا انتہی خدا لعنت کرے اس قایل ومستدل پر

پس مخاطب کو اقتداء ناسی ہوگی البتہ امام مجتہد سے اجتہادی بین الامۃ
تقی و نیکو کار کی جسنے بقول عمران تمامی اعمال حسنہ کو جمع کیا اور ہمکو
اُسی مظلوم امام شہید جداعلی اپنے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ساتھ
اقتدا ہوگی اور بجاے عمران برادر بجان برابر منکر مرادف عبدالرحمن
انکے ثناخوان ہونگے وسیعلم الذین ظلموا اے منقلب ینقلبون اور
واضح رہے کہ یہ ابن حزم مذہب سنی کا بڑا عالم کامل و فاضل جلیل القدر
ہی چنانچہ لسان المیزان ابن حجر عسقلانی اور سیر النبلاء علامہ ذہبی
امام المحدثین بقول شاہ صاحب سے ظاہر ہی اور ابن تیمیہ اکثر اسکے
اقوال سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرتا ہے اور یہہ عمران بن حطان
مداح ابن ملجم وہ شخص ہی کہ جس سے صحیح بخاری و سنن ابوداؤد و صحیح
نسائی مین اُس سے روایت نقل کیا ہی چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی
اسماء الرجال مشکوۃ مین لکھتے ہین عمران بن حطان قال العجلی تابعی
بصری ثقۃ قال ابوداؤد لیس فی اہل الاہوا اصح حدیثا من الخوارج
وکان خارجیا مدح ابن ملجم یروی عن عمر و ابی موسی و ابی ذر و
جمع وعنہ قتادہ ومحارب بن دثار وغیرہ ویروی لہ البخاری وابو
داؤد والنسائی انتہی یعنی عمران بن حطان ثقہ تھا کہا ابوداؤد نے
کہ بدعت والونمین خارجیون سے زیادہ کوئی سچا نہین ہی اور اس
عمران نے مدح مین ابن ملجم کے اشعار کہے ہین اور روایت کیا اس سے
بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے قاتل خامسا بنابر اسکے کہ عربی
مین اکثر مصدر مضاف مستعمل ہوتا ہی طرف فاعل یا مفعول کے تو
الضرب کے الف لام کو بھی غلط کہنا چاہیئے شاہ صاحب ضرب متعدی

ص ۱۲۳ و ۱۲۴ قید

اسماء الرجال مشکوۃ

بعلے ہو جیسے ضرب علی یدیہ تو معنی امسک کا فائدہ دیتا ہی اور یہ مقصود
منکر کے بالکلیہ خلاف ہی سابعاً ضرب سادات آپکے مذہب مین بہی
موجب غضب خدا و سرور کائنات ہی بلکہ اہانت و بغض سادات سے
باوصف ظہور بدعت کے بہی جائز نہین ہی جیساکہ جواہر العقدین مین
ہی واحذر ان تمنی النفس فی بغضھم بما یری من بعضھم
من الابتداع ومجانبة الاتباع فھذا لا یخرجھم من دایرة
الذریہ ولا النسبة النبویة وقل کل یعمل علی شاکلتہ الخ یعنے
بچا اپنے نفس کو بغض سادات رفیع الدرجات سے اگرچہ انمین بدعت
بہی پائی جائے کہ بوجہ بدعت کے وہ ذریہ نبوی و نسبت مصطفوی
سے خارج نہین ہوتا ہر شخص اپنی نیت کے مطابق پہ عمل کرتا ہی
اور سابقا قول فاضل رشید دربارہ جناب سلطان العلما طاب
ثراہ منقول ہوا کہ باوصفیکہ علامہ موصوف شیعہ اثنا عشریہ سے
تہے اور نزدیک سنیونکے مبتدعہ و ضالہ مین داخل تہے فاضل رشید نے
کیا کہا اول آنکہ جناب رسالہ در سلک سلالہ سادات منتظم و مراعات
احترام شان بر کافہ اہل اسلام مہتم الخ پس منکر بسبب ترک مراعات
امر متحتم بر کافہ مسلم دایرہ اسلام سے خارج ہوکر اپنے اسلاف سابقین
قاتلین ذریات خیر المرسلین کیطرح زمرہ فوج یزیدی مین محسوب
و محشور ہوگا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون اور
مولف انشاء اللہ اپنی سادات رفیع الدرجات مین ملحق ہوگا و حسن
اولئک رفیقا ثامنا ہر گاہ معنی منکر بالفتح قبیح و زشت ہی کما فے
القاموس وغیرہ فالقبیح سفے نفسہ قبیح اور قبیح مردود و مطرود ہی جیسے

پروردگار عالم منع فرماتا ہے ینہا کم عن الفحشاء والمنکر پس جب
منکر نے اپنی ضرب کو خود ہی مردود کیا تو اہلحق کو بخشم مونث رد سے
بچا لیا اور کوئی اہلحق اگر آمادہ تردید ہوا تو اُسنے تعرض نہیں کیا
تا شعا منکر نے خود اپنی ضرب کو سیئہ قرار دیا ہے و بناء سیئہ مثلہا
اور مولف کیطرف یہ اعتراض نہیں رجوع کر سکتا اسلیئے کہ وہ
اسکو سیئہ نہیں قرار دیتا بلکہ بدایت اہل غوایت کو حسنہ جانتا ہے
ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا عاشرا قول شیخ
سعدی وغیرہ جو نقل کیا ہے وہ کل متاع بد بریش خاوندش ہم
اُسیکی طرف پھیرتے ہیں فھذہ عشرۃ میسرۃ لمولف الرسالۃ
المنکرۃ قولہ اگرچہ متکلم اقول الا تا ء بنر شیخ بما فیہ غیر مھذب
ہونا منکر کا باقرار اُسکے ثابت ہوا اور بقیاس صحیح الولد سر لابیہ
یہ عجیب فضیح دور تک امراض ساریہ کیطرح سرایت کرتا ہے جیساکہ
شیخ سعدی نے کہا ہے عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ؎ گرچہ با آدمی
بزرگ شود ؎ قولہ طریقۂ حق کو الخ قولہ الحمد للہ کہ ہم لوگ
اہلحق متمسک بالثقلین بدلیل الحق مع علی وعلی مع الحق بر سر
حق ہیں فالحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی
لولا ان ھدانا اللہ قولہ اور ایذا دہی اقول اگر آپکے اسلاف
معدن اختلاف باوجود حدیث متواتر متفق علیہ فاطمۃ بضعۃ منی
من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر کو خیال کرکے ایذا
دہی سے اُس مظلومہ معصومہ کے باز آئے ہوتے تو ہملوگ کاہیکو
اُسکی یاد دہی کرتے اور موذی کافر کو لعنت کرتے قولہ مومنین

صالحین اقول اولاً ایمان بغیر تمسک بہ ثقلین غیر مسلم وثانیاً
بتحقیق صاحب منتہی الکلام اطلاق مومن وایمان اہلسنت پر
جائز بھی نہیں ہے جیسا کہ منتہی الکلام میں ہے کہ ہرگاہ حق تعالیٰ
از اطلاق لفظ مومن نہی فرماید غیر از حضرات متشیعین حاشا کہ خانہ خواہ
کیست کہ او باین لقب ملقب تواند شد انتہی ملخصاً پس منکر
شیعہ تو ہی نہیں اب ضرور نہیں کہ اطلاق مومن کے لیئے اپنے
کو حاشاک لا التی میں داخل کر کے مومن یعنے جولاہہ بنے ماالنا ادعا
صلاح باین کردار ناہنجار ہرگز قابل باور نہیں ہے ؎ مرمرا
باور نیاید این زروے اعتقاد حق زہرا خوردن ودین ہمیں
داشتن ہ پس کافر وفاسق پر اطلاق کفر وفسق بے تامل جائز
تاوقتیکہ ایمان لاے اور توبہ کرے ربنا اغفر للذین تابوا
واتبعوا سبیلک وقہم عذاب الجحیم واھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین واجعل
المنحرفین عن اہلبیت رسولک المتوجہین
الی غیرہم مغلوبین مقہورین مقتولین ملعونین
فی الدنیا والآخرۃ وحقق رجائنا وتقبل دعائنا
بمحمد وعترتہ الطاہرین واجعل سعینا فی احقاق
الحق وابطال الباطل سعیاً مشکوراً وصیر جوابنا
ھذا للمخالفین کما لقب بذی الفقار شاہراً
مشہوراً انہ لقول فصل وما ہو بالہزل انہم

صفحہ ۱۹ / منتہی الکلام

یکیدون کیدا و اکید کیدا فمھل الکافرین امھلھم رویدا والحمد لک والصلوٰۃ علی نبیک واھلبیت رسولک قریبا و بعیدا

تمت

الحصۃ الاولی من سیف اللہ الاکبر وستیلوھا الحصۃ الثانیۃ فیما یتعلق بحدیث اصحابی ولقد الی فیھا المصنف العلام دام ظلہ الی یوم القیام بشئی عجاب یتحیر فیہ اولو الالباب فالحمد للہ

۵

اشتہار

جلد ثانی ذوالفقار حیدر ۸ر جلد ثالث ذوالفقار حیدر جسکا حجم ۳۰ جز ہے ۳ر جلد رابع ذوالفقار حیدر جو خاص خلفای ثلثہ کی شان میں ہے ۱۲ر کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ۲ر مطبع اثنا عشریہ لکھنؤ سے اور اس حقیر سے وقت طلب ملسکتی ہے شائقین جلد طلب کریں ورنہ مثل ذوالفقار حیدر جلد اول دوبارہ طبع کا انتظار کرنا پڑیگا بہت کم نسخے رہ گیے ہیں تاجروں کے بذریعہ خط و کتابت کفایت کی جاسکتی ہے۔

المشتہر

سید محمد عسکری بازار بندی ضلع سارن